UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224894

UNIVERSAL
LIBRARY

۲۹۷۶۹ | ۱۲۷۱ U2304 سے
نورالدین محمد و

احمد حسین الہ آبادی
حیات نورالدین محمود

OUP—390—29-4-72—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲۹۷۵ ۹ل۱۲۷ ۱ Accession No. U 2304

Author نورالدین محمد

Title احمد حسین الہ آبادی
حیات نورالدین محمود

This book should be returned on or before the date last marked below.

شائع کیجاتین جیساکہ عربی کے بعض مورخین نے کیا ہے کیونکہ یہہ دونون ایک ہی راستہ کے چلنے والے اور ایک ہی خیال کے پابند تہے لیکن میرا یہہ خیال میرے ہی دماغ مین پہر پہرا کر رہگیا ظہور کی نوبت نہ آئی اسوجہ سے کہ سلطان صلاح الدین کی سوانح عمری مین پہلے لکھ چکا تہا۔

مجھے اسکی سوانح لکھنے مین بڑی بڑی دقتونکا سامنا کرنا پڑا عربی کی تواریخ کے مختلف مقامات سے واقعات لینے پڑے پہر ان پر محققانہ نظر کرکے ترتیب دینے کی ضرورت ہوئی۔ عربی مین زیادہ تر مجھے ایسی ہی کتابین ملی ہین کہ جسمین اسکی سوانح اور اسکے غزوات ایک مقام پر بالکلیہ نہین لکھے تہے تاہم مجھے اپنے سلف کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ انکے حسن سعی سے گو بہ کوشش سہی اللہ تعالی نے یہہ دن دکہایا کہ نورالدین محمود کا نام اور ہندوستان کے ظلمت کدہ مین آفتاب کیطرح آسمان اسلام پر روشن دکہلائی دیتا ہے۔ میرے اس ناچیز تالیف کی ماخذ عربی تواریخ ابن اثیر، ابن خلدون، ابو الفدا، حسن المحاصرہ فی احوال المصر والقاہرہ، نوادر سلطانیہ، تاریخ حلب، تاریخ دمشق، کتاب الروضتین، تاریخ دول الاسلام، تاریخ ایام اتابکہ، کتاب برق الشامی وغیرہا ہین علاوہ انکے مین نے بعض بعض مقامات پر انگریزی تواریخ سے بہی کچہہ واقعات اخذ کرلئے ہین۔ عربی مین اس نامور سلطان کی سوانح حافظ ابو القاسم علی بن حسن دمشقی اور رئیس ابو یعلی حمزہ بن اسد التیمی اور عماد کاتب اور ابن ابی طے وغیرہم نے مستقل طور سے بہی لکہی ہے لیکن اُردو کی یہہ پہلی کتاب ہے جسمین اسکی سوانح مرتب ہوکر ہدیہ ناظرین ہوتی ہے وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ۔ الہ آباد

۵۔ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

CHECKED 1965

CHECKED 1965

U 2304

CKED 1963

CHECKED 1965

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا حصہ

آقسنقر اور شہید اتابک کا زمانہ حکومت

تمہید الملک لعادل سلطان نورالدین محمود (نور اللہ مرقدہ) ایشیا مین ایک جلیل القدر مشہور فرمانروا گزرا ہے جو اپنے نمایان کارنامون سے دنیاء اسلام مین قدرت الٰہی کا ایک کرشمہ مانا گیا ہے یہہ اوس پُرآشوب زمانہ مین تہا جسوقت تمام ممالک شام پر عیسائی مُسلّط ہورہے تہے صرف حلب۔ حمص۔ حماۃ۔ دمشق۔ باقی رہ گئے تہے اور خلافت عباسیہ بغداد مین اندرونی اور بیرونی حادثات سے کمزور ہورہی تہی اور دولت علویہ یا فاطمیہ کا آفتاب اقبال مصر مین لب بام آگیا تہا۔ اس کے خاندان حکومت کو بعضے مورخ دولتِ زنگیہ یا بنی زنگی سے تعبیر کرتے ہین کیونکہ قسیم الدولہ آقسنقر زنگی اس خاندان کا جدِ اعلی ہے اور کوئی اسکو دولتِ اتابکہ بہی کہا کرتا ہے اِسوجہ سے کہ اس خاندان کی ابتداء شہید اتابک سے

فی اخبار الدولتین مین تحریر کرتا ہے۔

"کان آقسنقر ترکیاً من اصحاب السلطان رکن الدین ملکشاہ بن الپ ارسلان"

آقسنقر ترکی تہا سلطان رکن الدین ملکشاہ بن الپ ارسلان کے مصاحبین سے تہا۔

اس فقرہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آقسنقر۔ زنگی غلام نہ تہا بلکہ ترکی الاصل اور ملکشاہ کا مصاحب تہا۔ صاحب کا لفظ۔ عربی مین مصاحب ہمنشین۔ ساتہی کے معنی مین استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر آقسنقر اوسکا مملوک ہوتا تو اوس کے واسطے اصحاب کا لفظ مستعمل نہوتا۔ وہ اسکی ہمنشینی اور مصاحبت ہی کیوجہ سے اس سے ایسا مانوس اور اسکو اسقدر عزیز رکہتا تہا کہ اسکی جدائی اوسکو شاق تہی۔ وہ ہمیشہ ہر کام مین اس سے مشورہ کرتا تہا۔ یہی امر اُمراء اور اراکین دربار کو ناگوار گزر رہا تہا۔ اسیوجہ سے نظام الملک سلہ وزیر نے اسکی علیحدگی کی یہہ تدبیر نکالی تہی کہ آقسنقر کو ملکشاہ سے

ھ سنائین۔ علامہ موصوف نے تاریخ دمشق کو دو مرتبہ مختصر کیا پہلی بار بیئں جلدونمین اور دوسری بار دس جلدون مین تحریر کیا۔ اسکی مشہور تصانیف سے کتاب الروضتین فی اخبار الدولتین شرح الحدیث المقتفی فی مبعث المصطفیٰ۔ ضوء القمر الساری الی معرفۃ الباری۔ المحقق فی علم الاصول فیما یتعلق بافعال الرسول وغیرہ وغیرہ ہین۔ علاوہ ان کتابون کے اور کتب بہی انکی تصانیف سے ہین جنکو ہم نے بنظر اختصار درج نہین کیا۔

سلہ اسکی کنیت ابو علی اور لقب نظام الملک قوام الدین اور نام حسن تہا علی بن اسحاق بن عباس کا لڑکا تہا۔ بعض مورخ اسکو روستا زادہ اور علامۂ سمعانی نے کتاب الانساب مین اسکو ناد (طوس کے اطراف مین ایک چہوٹا سا شہر ہے) کا رہنے والا تحریر کیا ہے۔ گیارہوین ذیقعدہ یوم جمعہ ۴۰۸ھ مین پیدا ہوا۔ اور علوم حدیث و فقہ کی تکمیل تحصیل کرکے علی بن شادان معتمد بلخ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ تہوڑے دنون کے بعد اس سے علیحدگی اختیار کرکے داؤد بن میکائیل سلجوقی کے پاس چلا گیا اوس نے اسکو اپنے لڑکے الپ ارسلان کی تعلیم و تربیت و اتالیقی پر مقرر کر لیا۔ داؤد کے مرنے کے بعد جب الپ ارسلان حکومت کی کرسی پر بیٹہا تو اوسنے اپنے لایق اوستاد اور

(باقی صفحہ ۵ مین)

کہہ سنکر حلب کا حاکم مقرر کرا کے اسکو اوس کے نظرون سے علیحدہ کر دیا تہا۔ کوئی ان تعلقات کے دیکہنے اور سننے سے یہہ نہین کہہ سکتا ہے کہ آقسنقر۔ ملکشاہ کا مملوک تہا مملوک اور مالک کے یہہ برتاؤ نہین ہوتے۔ ہمارے اس دعوی کی اس سے معتبر اور کیا شہادت ہوسکتی ہے کہ علامہ موصوف چند فقرات کے بعد یون تحریر کرتا ہے۔

"فكان قسيم الدولة من اصحابه ومن ربي معه في صغره واستمر في صحبته الى حين كبره فلما افاضت السلطنة بعد ابيه اليه جعله من اعيان امرائه واخص اوليائه واعتمد عليه في مهماته وزاد قدره علوا الى ان صار يتقيه مثل نظام الملك الوزير مع تحكمه على السلطان وتمكنه من المملكة فاشار نظام الملك على السلطان ان يولي آقسنقر مدينة حلب اراد بذلك ان يبعده عن خدمة السلطان و يتخذ عنده يدًا بذلك"۔

قابل قدر اتالیق کو اپنا وزیر بنا لیا۔ دس برس کے بعد جب الپ ارسلان کا انتقال ہوگیا اور نظام الملک کی حسن سعی سے ملکشاہ تخت حکومت پر بٹہایا گیا۔ تو یہہ اسقدر اوس پر حاوی ہوگیا کہ سلطان سوائے تخت اور شکارگاہ کے کسی دوسری چیز کا مالک نہ رہا تہا سلطنت کا کل انتظام اسکے قبضہ مین تہا سکہ پر تو سلطان ملکشاہ کا نام تہا لیکن قلوب پر اسکا سکہ بیٹہا تہا۔ یہہ علماء و فقراء کی بہت عزت کرتا تہا۔ شریعت کا اسقدر پابند تہا کہ جسوقت اذان سنتا کل کاروبار کو وہ کیسا ہی اہم کیون نہ ہوتے اونکو چہوڑ دیتا تہا۔ اس نے ۴۵۷ھ مین ایک بہت بڑے دار العلم کی بغداد مین بنا ڈالی اور دو برس کے عرصہ مین اوسکو تعمیر کرا کے ۴۵۹ھ مین اوسکی رسم افتتاح کرکے دور و دراز ملکون سے تعلیم و تدریس کے لئے بیش قرار مشاہرہ پر علماء کو بلوایا۔ اسکے زمانہ وزارت مین علمی ترقیان بہت ہوئین کوئی شہر اور قصبہ ایسا نہ تہا جہان اسکے متعدد مدرسے جاری نہ ہوئے ہون۔ قصبہ نہاوند کے قریب ایک کمسن دیلمی لڑکے نے جو کہ حسن بن صباح موجد فرقہ حشاشہ کے فدائیون مین تہا اوسنے چہری کے ایک ضرب سے اسکو شہید کر ڈالا۔ یہہ واقعہ شب شنبہ ۱۰ رمضان ۴۸۵ھ مین ہوا۔

ترجمہ قسیم الدولہ ملکشاہ کے مصاحبون مین اور اون مین سے تہا جو اس کے ہمراہ لڑکپن مین پرورش کیے گئے تہے وہ ہمیشہ اوسیکے صحبت مین رہا۔ تا آنکہ بڑا ہوا۔ پس جبکہ اِسکے باپ کے بعد اسکو سلطنت ملی تو اوس نے اسکو اپنے سربرآوردہ امرا اور خاص دوستون مین شامل کرلیا۔ اور اپنے کل کامون مین اسپر بہروسہ کرلیا اور اسقدر اسکا مرتبہ بڑہا دیا کہ نظام الملک وزیر بہی اِس سے دبتا تہا باوجودیکہ وہ سلطان پر حاوی تہا اور سلطنت پر متمکن تہا اسیوجہ سے نظام الملک نے سلطان سے تحریک کی کہ آقسنقر کو وہ شہر حلب کا حاکم کردے۔ اور اس حیلے سے یہہ ارادہ کیا کہ اوسکو سلطان کی خدمت سے دور کردے اور اس دوری سے وہ سلطان کے نزدیک قوی دست ہو جائے۔

اِس عبارت مین کوئی ایسا فقرہ معلوم نہین ہوتا کہ جس سے آقسنقر کی غلامیت ثابت ہوتی ہو۔ سوائے اس کے کہ وممن ربی معہ فی صغرہ سے استدلال کیا جائے لیکن ہمارے نزدیک وہ محض ناکافی اور غیر مثبت مدعا ہے اسوجہ سے کہ سلاطین عظام کے لڑکے اون کے امرا کے ہم سن و ہم عمر بچون کے ساتہہ پرورش کئے جاتے ہین اور تعلیم و تربیت سیر و شکار مین ساتہہ رہتے ہین۔ اس سے تو آقسنقر کی خاندانی وقعت اور بڑہ گئی اور یہہ ثابت ہو گیا کہ آقسنقر کا یہہ رسوخ دربار شاہی مین ذاتی نہ تہا بلکہ خاندانی تہا۔ اور اس نے سلطان ملکشاہ کے ساتہہ اور اُمرا کے لڑکون کیطرح تعلیم و تربیت و پرورش پائی تہی۔ باقی رہا اسکا نسبی سلسلہ۔ اوسکو اوس زمانہ کے مورخین نے ایسی تاریکی مین ڈالدیا ہے کہ جسکا دو پشتون کے آگے کچہہ پتہ نہین چلتا لیکن کتب تواریخ سے جہانتک ہمکو معلوم ہوسکا ہے اوسکو ہم بجنسہ ذیل مین درج کیے دیتے ہین۔

سلطان نورالدین محمود زنگی کا شجرہ نسب

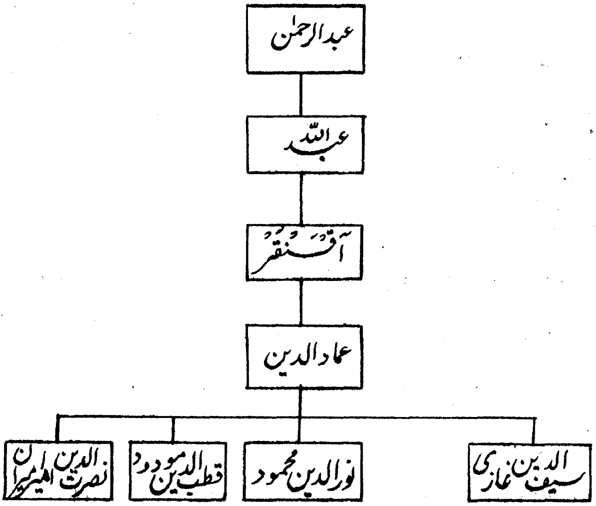
عبد الرحمن
عبد اللہ
آقسنقر
عماد الدین
سیف الدین غازی
نور الدین محمود
قطب الدین مودود
نصرت الدین امیر امیران

آقسنقر کے علو مرتبت پر ابن اثیر کی شہادت

اس کے عالی مرتبہ اور جلیل القدر ہونے پر علامہ ابن اثیر[1] تاریخ ایام اتابکہ مین ان لفظون سے شہادت دیتا ہے۔ ومن الدلیل علی علو مرتبتہ تلقبہ قسیم الدولہ وکانت الالقاب حینئذ مصونة لا تعطی الا لمستحقیہا ترجمہ (اور منجملہ اون

---

[1] ابن اثیر ایک ہی صدی مین تین گزرے ہین اور لطف یہہ ہے کہ یہہ تینون بہائی تہے اور ہر ایک انہین سے فاضل اجل تہا۔ پہلے ابن اثیر کا ابو السعادت مبارک نام ہے اور مجد الدین لقب ہے علم حدیث مین انکو ید طولی حاصل تہا۔ نہایہ اور جامع الاصول انکے تصنیفات سے ہین۔ دوسرے ابن اثیر ابو الحسن علی ملقب بہ عز الدین ہین تاریخ کامل کے یہی مؤلف ہین انکو تاریخ اور انساب عرب مین بہت بڑا دخل تہا اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ اور تاریخ ایام اتابکہ جسمین خاندان نوریہ کے مفصل واقعات درج ہین انہین کے تالیفات سے ہین ان دونون ابن اثیر کا سنہ ۶۰۶ھ مقام موصل مین انتقال ہوا تیسرے ابن اثیر ابو الفتح نصر اللہ کے نام اور ضیاء الدین کے لقب سے مشہور ہین۔ انکا انتقال سنہ ۶۳۷ھ مقام بغداد مین ہوا۔

دلایل کے جوکہ اس کے عالی مرتبہ ہونے پر دلالت کرتے ہین یہہ ہے کہ اوسکو قسیم الدولہ کا لقب دیا گیا اور القاب اسوقت محفوظ تہے اوس کے مستحقین کے سوا اور کسیکو نہین دیئے جاتے تہے) علاوہ اس کے غلام کیسا ہی اپنے آقا کے نظر مین عزیز کیون نہ ہو لیکن اوسکو کوئی مورخ عالی مرتبہ نہ تحریر کرے گا خواہ اوسکا مالک اوسکو اعلیٰ سا اعلیٰ خطاب کیون نہ دیدے- ہمارے نزدیک آقسنقر عالی خاندان - شریف - ملکشاہ کا ایک معزز مصاحب تھا- معہذا ہمکو اس امر کے تسلیم کر لینے مین کچہہ عذر نہین ہو سکتا کہ سلطان ملکشاہ نے آقسنقر کو حکومت کی کرسی پر بیٹھایا تہا اور اوسی نے ابتدا اُسکے چہرہ کو حکومت کے آبدار فانوس مین رکہہ کر عالم کو دکہایا تہا لیکن اس خیال سے آقسنقر کو ملکشاہ کا غلام کہنا نہایت ناانصافی اور ناموزون ہے کیونکہ اسلامی دنیا مین ایسی صدہا سلطنتین دیکہی جاتی ہین کہ جس کے مورث اعلیٰ خاندان حکومت وسلطنت سے نہ تھے بلکہ بحیثیت معاشرت متوسطانہ زندگی بسر کر رہے تہے لیکن بعد چندے زمانہ کے رفتار اور اونکی آیندہ اور موجودہ نسلون کے اقبال نے اونکے بانیون کو حکومت و ملکداری کے رُتبہ پر پہونچا کر شاہی خاندان مین شمار کرا دیا جیسا کہ دنیا کی تاریخ کے سیر کرنے سے یہہ امر بخوبی ثابت و ظاہر ہو سکتا ہے-

آقسنقر کی گورنری الحاصل آقسنقر کی بیدار مغزی اور سیاست ملکداری کے آئین اور نظام الملک وزیر کے تحریک نے ملکشاہ کو اس امر پر اوبہار دیا کہ اوس نے ۴۷۷ھ مین آق سنقر کو حلب وحماۃ کی گورنری دیدی اور اس کے دو برس بعد اوایل ۴۷۹ھ مین آقسنقر عراق مین سلطان ملکشاہ سے ملنے کو آیا تہا سلطان اسکی لشکر کی آراستگی اور زرق و برق وردیان اور چمکتے ہوئے ہتہیارون اور مرتب فوج دیکہہ کر بیحد محظوظ ہوا تہا اور جسوقت اسنے حلب کی سالانہ رپورٹ پیش کی اوسوقت ملکشاہ نے اوٹہکر آقسنقر کی پیشانی پر

بوسہ دیکر گلے لگا لیا اور بوقت مراجعت قسیم الدولہ کا معزز خطاب اور ایک بیش قیمت خلعت دیکر صوبہ جات منبج اور لاذقیہ کو بھی اسکی گورنری مین شامل کردیا۔

آقسنقر کی فتوحات

اس کے عالی دماغ مین جسطرح سیاست اور ملکداری کی ہوا سمائی ہوئی تھی اوسی طرح ملک گیری اور ناموری کا بھی خیال جما ہوا تھا۔ چنانچہ سنہ ۴۸۱ھ مین اس نے شیزر پر حملہ کیا اور چھ ۶ مہینے کامل محاصرہ کے بعد اوس کے سرسبز میدانون کو اپنے تیز گھوڑون سے روندتا ہوا حلب کو واپس آیا تھا اور اخیر سنہ ۴۸۳ھ مین باہمی نزاعات کے وجہ سے حمص کیطرف بڑھا تھا اور نہایت قلیل مدّت مین بلا جدال و قتال بہ امن امان اوسپر قبضہ حاصل کرکے شروع سنہ ۴۸۴ھ مین قلعہ فامیہ اور رحبہ پر جا پڑا تھا اگرچہ بظاہر یہہ دونون قلعے فتح ہونے والے نہ تھے لیکن آقسنقر کی کوششون نے فامیہ اور رحبہ کو فتح کرا دیا ان بلاد کے فتح ہونے سے آقسنقر کی گورنری کی مالی اور ملکی حالت پچاس فیصدی ترقی کر گئی۔ اس کے بعد نہ تو پھر اسکو ترقی کرنے کا موقع ملا اور نہ گورنری کی کُرسی پر بیٹھنا نصیب ہوا کیونکہ اس کے محسن ملکشاہ سلجوقی کا اڑتیس ۳۸ برس چند مہینون کی عمر مین پندرہوین شوال سنہ ۴۸۵ھ مین انتقال ہوگیا۔

ملکشاہ کے بعد آقسنقر کی حق شناسی

سلطان ملکشاہ کے مرنے پر اس کے دونون لڑکے تکیاروق اور محمد مین نزاع[1] پیدا ہوگئی اور اس نزاع کے پیدا ہونے سے تاج الدولہ تتش[2] (ملکشاہ کا بھائی) ملک گیری کے خیال سے اوٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اس مقصد حاصل کرنیکے

---

[1] رکن الدین تکیاروق (یا برکیاروق) سلطان ملکشاہ کا بڑا لڑکا تھا اور یہہ اصفہان مین رہتا تھا اور محمد (یا محمود) اوس سے چھوٹا تھا یہہ وقت انتقال سلطان ملکشاہ چار برس

(باقی صفحہ ۱۰)

غرض سے حلب کیطرف بڑہا۔ حلب۔ آقسنقر کی گورنری مین تہا ابتدأ بنظر مصلحت اِس نے تاج الدولہ کی اطاعت قبول کرلی اور اس کے ساتہہ ساتہہ بلادشام مین پہرتا رہا کبہی تو رحبہ اور نصیبین کے میدانون مین خیمہ زن نظر آتا تہا اور کبہی ابراہیم بن قریش بن بدران والی موصل سے لڑتا دِکہائی دیتا تہا اور گاہے گاہے میافارقین اور دیاربکر کیطرف بڑہتا ہوا سُنا جاتا تہا غرضکہ ہرطرح سے اپنے نئے تاجدار تاج الدولہ کی اطاعت مین سرگرمی ظاہر کر رہا تہا۔ اِسی اثناء مین اتفاق وقت سے آذربائیجان مین تاج الدولہ اور تکیاروق کا باہم مقابلہ ہوگیا۔ زمانہ کی حالت اور مصلحت باواز بلند یہہ کہہ رہی تہی کہ "آیندہ دنیا جو چاہے کہے لیکن موقع یہی ہے کہ تاج الدولہ کا ساتہہ نہ چہوٹے۔ ملکی معاملات کی پیچیدگیون کا بہی یہی اشارہ تہا" اور مرحوم ملکشاہ کے احسانات اور انعامات دبی ہوئی دہیمی آواز سے یہہ سمجہارہے تہے کہ "تکیاروق کوئی غیر شخص نہین ہے! ترے محسن قدیم (ملک شاہ) کا لڑکا ہے جسنے تجہے حکومت کی کرسی پر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۹)۔ کئی مہینہ کا تہا ان دونون بہائیون مین ترکان خاتون (محمدؐ کے مان) کیوجہ سے لڑائی ہوئی کیونکہ اس نے سلطان ملکشاہ کے موت کا اخفا کیا اور خلیفۃ المقتدی بامر اللہ عباسی سے کہہ سُنکر محمدؐ کو تخت حکومت پر بیٹہا دیا اور چند آدمیون کو تکیاروق کے قید کرلینے کی غرض سے اصفہان کو روانہ کیا لیکن جب سلطان ملکشاہ کے مرنے کی خبر فورًا مشہور ہوگئی اور نظام الملک کے جانبازون نے تکیاروق کو تخت نشین کرکے اوس کے نام کا خطبہ اصفہان کے مساجد مین پڑہا اوسیوقت سے بناء مخاصمت ان دونون مین ایسی مستحکم قایم ہوگئی کہ تقریبًا بارہ برس تک دونون بہائیون مین لڑائی ہوتی رہی تاآنکہ تکیاروق کا انتقال ہوگیا۔

۲؎ تاج الدولہ ابوسعید تتش بن الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق بن دقاق سلجوقی سلطان ملک شاہ کا بہائی تہا ماہ رمضان ۴۵۸ھ مین پیدا ہوا اور ماہ صفر ۴۸۸ھ مین عین لڑائی کے میدان مین قریب شہر رَے مارا گیا۔

بیٹھایا ہے! اوس کے احسانات سے ترے سبکدوش ہونیکا بہی موقع ہے! حکومت باقی رہے یا نرہے مصلحت وقت چاہے جو کچہہ ہو لیکن احسان فراموشی اچہی نہین! خداکو بہی حق فراموشی ناگوار ہے! حلب کی حکومت تجہے نصیب ہو یا نہو! بلخ اور لاذقیہ کے اُمرا، ترے نام کو عزت و توقیر سے یاد کرین یا نہ کرین۔ انکے اطراف وجوانب کے رہنے والے ترے رعب وداب سے ڈرین یا نہ ڈرین! لیکن دیکہنا اس موقع پر دانائی سے کام لینا! ملکداری کے نشہ مین حواس باختہ نہو جانا! ایسا نہو کہ دنیاء اسلام مین کیا بلکہ تمام عالم مین تجہکو احسان فراموش محسن کش کا ناپسندہ لقب دیا جاے! تکیاروق وہی ہے جسکو کندہے پر چڑہاے پہرتا تہا اور جو ترے مخدوم ومحسن کا نور نظر اور اوسکا یادگار ہے! کیا تو اوس کے مقابلہ مین تاج الدولہ تتش کا ساتہہ دیگا؟ حکومت کی طمع مین حق وناحق نہین سوجہہ پڑتا؟ اس سے تجہکو کچہہ بحث نہین ہے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر ہے تیرا فرض یہہ ہے کہ تو تکیاروق کا ساتہہ دے نہ کہ تاج الدولہ تتش کا ــــــ"

آقسنقر تن تنہا اپنے خیمہ مین بیٹہا ہوا انہین خیالات مین ڈوبا ہوا تہا کہ ناگاہ اس کے آنکہون کے روبرو تکیاروق کا نقشہ آگیا اور اوسنے اپنی سقناطیسی قوت سے اسکو اپنی طرف کہیچ لیا یہہ بہی بے تامل اپنے محسن زادہ کی خیالی تصویر کے ہمراہ معہ اپنے ہمراہیون کے تاج الدولہ کے لشکرگاہ سے اوٹہہ کر تکیاروق کے پاس پہونچ گیا آقسنقر کی علیحدگی سے تاج الدولہ کی قوت گہٹ گئی جسکے وجہ سے وہ بلا کسی مقابلہ کے ہزیمت اوٹہا کر واپس ہوا۔

تاج الدولہ کا حملہ اور آقسنقر کی شہادت

تاج الدولہ چونکہ ایک باغیرت آدمی تہا اور ساتہہ ہی اوس کے ملک گیری کا بہی خیال اوسکے دماغ مین

سمایا ہوا تہا اسوجہ سے وہ دمشق پہونچکر ایک مدت تک لشکر کی فراہمی کی کوشش کرتا رہا اور اوسی اثنا مین اپنی مالی حالت بہی دُرست کرتا جاتا تہا لشکریون کو جدید آلات حرب سے مسلح کرتا رہا جب تہوڑے دلون مین اوسکی مالی اور فوجی حالت دُرست ہوگئی اور اوسکو اپنی قوت پر پورا بہروسا ہوگیا تو شروع ماہ جمادی الاول ۴۸۷ھ مین دمشق سے ایک کثیر التعداد فوج لئے ہوئے نکلا اور حلب کیطرف آقسنقر سے بدلہ لینے اور ملک گیری کے غرض سے بڑہا آقسنقر اور امیر بزان والی حرّان اسکے مقابلہ کی تیاری کرنے لگے سلطان رکن الدین تکیاروق نے بہی امیر کربوقا کو انکی حمایت کیغرض سے بہیجا جسوقت یہہ جمعیت کامل ہوگئی تو آقسنقر اور امیر بزان معہ امیر کربوقا کے حلب سے نکل کہڑے ہوئے تلّ سلطان کے قریب نہر سبعین پر تاج الدولہ تتش سے مقابلہ ہوگیا تاج الدولہ کو اس مقابلہ مین کامیابی ہوئی اور آقسنقر کا لشکر بہاگ نکلا لیکن وہ برابر لڑتا رہا تاآنکہ گرفتار کرکے قتل[1] کردیا گیا باقی رہے امیر بزان اور کربوقا وہ بہاگ کر حلب مین جا چہپے مگر اونکو حلب نے بہی پناہ نہ دی یہہ دونون بہائی تاج الدولہ کے پنجۂ غضب مین گرفتار ہوگئے تاج الدولہ نے امیر بزان کو حران اور الرہا کیطرف اپنے خاص حراست مین روانہ کیا اس غرض سے کہ وہ حران اور الرہا کو اوس کے سپرد کردے لیکن اہل حران اور باشندگان حران نے امیر بزان کے کہنے پر التفات نہ کیا اسوجہ سے تاج الدولہ کے حکم سے اوس کا

---

[1] آقسنقر کے قتل کا واقعہ اسطرح بیان کیا جاتا ہے کہ جسوقت یہہ گرفتار ہوکر تاج الدولہ کے روبرو پیش کیا گیا تاج الدولہ نے آقسنقر سے دریافت کیا کہ اگر تو مجہپر فتحیاب ہوتا تو میرے ساتہہ کیا کرتا اوس نے کہا کہ مین تیرے قتل کا حکم دیتا تاج الدولہ یہہ سنکر بول اوٹہا کہ اب مین تیرے لئے یہی حکم دیتا ہون۔ ابن اثیر۔

سر کاٹ کر اہل حران کے پاس بہیجدیا گیا اہل حران یہہ واقعہ دیکہکر تہرا گئے اور شہر کو مجبورًا اوس کے سپرد کر دیا۔ امیر کربوقا کو ان واقعات مین کچھہ حصہ نہین ملا اور اوسکو کسی قسم کا جانے صدمہ نہین پہونچایا گیا بلکہ وہ حمص مین نظر بند کر دیا گیا۔

بغداد مصر اور عیسائی دنیا کی حالت

یہہ وہ زمانہ تہا کہ اس سے پہلے اسی سنہ ۴۸۷ھ مین پندرہوین محرم یوم شنبہ کو خلیفۃ المقتدی بامر اللہ کا انتقال ہو چکا تہا۔ اور بغداد کے تخت خلافت پر خلیفہ المستظہر باللہ بیٹہا ہوا تہا سلطان برکیارق کا نام خطبہ مین داخل کر کے رکن الدین کا مبارک لقب مل چکا تہا اور عز الملک اپنے باپ نظام الملک کی قایم مقامی کر رہا تہا مصر مین اس دولت کا رقیب خلیفہ المستنصر باللہ برائے نام حکومت کر رہا تہا اسلامی سلاطین اور خلفاء آپس کی نزاع اور شبانہ روز کے جہگڑون سے کمزور ہو رہے تہے کسی مین ایسی تاب نہین باقی رہی تہی کہ وہ کسی آنے والے حریف کا مقابلہ کرتا یا اپنے ممالک محروسہ کی بخوبی حفاظت کرتا یروشلیم اسوقت تک مسلمانون ہی کے قبضہ مین تہا اور اسی مصری خلیفہ کی وہان حکومت تہی اسکی متعصبانہ کارروائیون اور بیجا حکومتون اور زیادتیون کی عیسائی عام طور سے شاکی تہے اور وہ اوسے فتح کرنے کی فکر کر رہے تہے۔ پیٹر[1] ڈی ہرمٹ ایک خچر پر سوار صلیب لیے ہوئے

---

[1] پیٹر ڈی ہرمٹ ایک گمنام اور غیر معروف عیسائی ہے سنہ ۱۰۹۲ء مطابق سنہ ۴۸۴ھ مین یروشلیم کا حج کرنے کو گیا تہا وہان مسلمانون کی حکومت دیکہکر ازحد برافروختہ ہوا اور یروشلیم کے بطریق سے ملکر کروسیڈ کی تحریک کی بطریق نے کہا کہ "جب تک یورپ کے عیسائی سلاطین کمر ہمت نہ باندہین گے اوسوقت تک یروشلیم ان دشمنانِ مسیح (مسلمانون) کے قبضہ سے نہ چہوٹ سکیگا اور نہ عیسائی دنیا کو ان کے ہاتہون سے آسایش نصیب ہوگی" پیٹر یہہ سنکر اوٹہہ کہڑا ہوا اور اوسکے طرف سے خطوط لیکر پوپ سے ملنے کو اٹلی پہونچا اوس نے پیٹر کی اس ہمت پر آفرین کی اور گلے لگایا اور اوسکو یروشلیم کے چہڑانے کی ۔ (باقی صفحہ ۱۴ مین)

یورپ کے شہرون مین پہر رہا تہا۔ یروشلیم اور عیسائیون کی مصیبتون کو دل شگاف صدا سے بیان کر رہا تہا تمام یورپ مین اوس کے وعظ کی شہرت تہی یروشلیم کے چہڑانے والون کا ایک گروہ اِس کے ہمراہ تہا اس کے جہنڈے کے نیچے تقریبًا اسّی ہزار یا ایک لاکہہ کروسیڈر (صلیب کے لئے لڑنے والے) جمع تہے روز بروز عیسائیون کا جوش اور اتفاق بڑہتا جاتا تہا اور ادہر مسلمانون کی قوت۔ نااتفاقی اور طوایف الملوکی کیوجہ سے لحظہ بلحظہ گہٹتی جاتی تہی اسلامی دنیا کو ایک نئی طاقت کی سخت ضرورت تہی جو انکی اس بڑہتی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرتا اور اون کو اِس خونخوار ارادون سے باز رکہتا اور اسلامیون کو پہر ایکجا کرکے ایک مجموعی اسلامی قوت بنا دیتا لیکن جس نئی طاقت کی بنیاد پڑ چکی تہی اور جس سے یہہ امید کیجا سکتی تہی کہ یہہ ایک نہ ایک دن عیسائیون کی قوت کو بہت کچہہ نقصان پہونچائے گا اور اسلام اور اسلامیون کی گئی ہوئی قوت کو پہر سنبہالیگا افسوس ہے کہ اوسیکا مورث اعلی (اقسنقر) ابہی آپ لوگون کے روبرو تاج الدولہ کے ہاتہون سے شہید کیا گیا ہے۔ آقسنقر کی سوائے عماد الدین کے اور کوئی آل واولاد نہ تہی اسکی عمر اسوقت دس برس سے زیادہ نہ تہی اِس کے خون سے بہی تتش کے جلاد سپاہی اپنی تلوار کو رنگنے والے تہے لیکن ایک سپاہی کے طمع سے یہہ صاف بچگیا اور یہہ اوسکو کچہہ دیکر بہاگ نکلا اور سلطان برکیارق کے پاس پہونچکر اس نے اپنی جان بچائی۔

تاج الدولہ اور برکیاروق کے واقعات

تاج الدولہ تتش حران اور الرہا پر قبضہ حاصل کرکے دیار جزیرہ کیطرف بڑہا اور دیار بکر و خلاط کو

؎ (بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳)۔ منادی کرنیکی اجازت دی۔ یہی پیٹر جنگ ہائے صلیبی کا بانی ہے یہہ اپنے خونریز ارادون مین پوپ اربن ثانی کے حمایت سے بہت اچہی طرح کامیاب اور ایک عام خونریزی کا باعث ہوا۔

اپنے مقبوضات مین شامل کرکے آذربائیجان کیطرف چلا۔ سلطان برکیاروق اِن دِنون نصیبین مین تہا وہ تتش کی روانگی سے مطلع ہوکر نصیبین سے نکلا۔ اور دجلہ کو عبور کرتا ہوا اربل کیطرف گیا اور وہان سے سرخاب بن بدر کے شہرون سے گزر کر اپنے چچا تتش کے فوج کے مقابلہ پر نو کوس کے فاصلہ سے جا ٹہیرا۔ اس کے ہمراہ صرف ایکہزار سپاہی تہے اور تتش کی فوج مین پانچہزار منتخب آدمی تہے تتش کے مقدمہ نے جسکا افسر امیر یعقوب بن آلق تہا سلطان برکیاروق کے قلب پر حملہ کیا فریقین مین شام تک برابر کی لڑائی ہوتی رہی شام کے آجانے سے دونون گروہونکو آرام کرنے کا موقع ملگیا دوسرے دن سلطان برکیاروق نے خود حملہ کردیا۔ لیکن ہزیمت اِس کے نام لکھی جاچکی تہی ابتدا ہی سے کچھ ایسا رنگ بگڑ گیا کہ اسکا لشکر بے قابو ہوگیا شام ہونے کی نوبت نہ آئی تہی کہ اس کے کل سپاہی میدانِ جنگ مین کام آگئے اور لڑائی کا کہیت فریق ثانی کے ہاتھہ رہا بدرجہ مجبوری برکیاروق معہ امیر ابرسق اور کمشتکین جاندار اور بارق کے لڑائی کے میدان سے پسپا ہوکر بہاگا اور اصفہان کیطرف نہایت تیزی سے قدم بڑہاے ہوئے چلا۔ تہوڑی دُور تک تتش کے سپاہیون نے اِسکا تعاقب کیا مگر رات کیوجہ سے واپس آئے تتش نے کامیابی کے بعد آذربائیجان اور اوس کے کل بلاد پر قبضہ حاصل کرلیا بعد ازان ہمدان کیطرف بڑہا۔ ان دِنون فخر الملک بن نظام الملک وزیر یہین موجود تہا اسکے قافلہ کو جسوقت یہہ خراسان سے نکلکر سلطان برکیاروق کے پاس جارہا تہا امیر قماج نے لُوٹ لیا تہا یہہ تن تنہا بہزار خرابی جان بچاکر ہمدان چلا آیا تہا۔ تتش نے پہلے اسکو قتل کرنے کے ارادہ سے گرفتار کرلیا لیکن امیر باغیسیان کی سفارش سے اپنے اس خیال سے باز آیا اور اپنے دربار مین عہدۂ وزارت سے

اسکو ممتاز کر کے چند بیش بہا تحائف دیگر بغداد کیطرف روانہ کیا اس غرض سے کہ اسکا نام خطبہ مین داخل کر لیا جائے خلیفہ المُستظہر باللہ نے یہہ واقعات سُنکر تتش کی درخواست کو منظور کر لیا اور خطبہ مین تتش کا نام داخل کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

برکیاروق کا عروج اور تاج الدولہ کا ادبار وقتل

سلطان برکیاروق بہزار دقت اپنے مخالفین سے بچتا ہوا اصفہان کے قریب پہونچا۔ اسکے پہونچنے سے پہلے ترکان خاتون (محمود کی حقیقی اور اسکی سوتیلی مان) انتقال کر چکی تھی۔ اہلِ اصفہان نے اسکی آمد کی خبر سُنکر شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے ایک ہفتہ تک یہہ اوسی پریشانی کے حالت مین اصفہان کے باہر پڑا رہا۔ بعد ازان اہلِ اصفہان نے اسکو گرفتار کر لینے کی غرض سے شہر پناہ کا دروازہ کہولدیا۔ اور اسکا بہائی ملک محمود بظاہر استقبال کے لئے اور درحقیقت گرفتار کر لینے کے غرض سے اصفہان سے باہر آیا اور سلطان برکیاروق کو اپنے ہمراہ لیگیا۔ اتفاق وقت سے ملک محمود بعارضہ تپ مبتلا ہو گیا اور تپ کے تیسرے روز چیچک نکل آئی۔ اہلِ اصفہان سلطان برکیاروق کے قتل کی فکرین کرنے لگے اور اپنے اس خیال کے پورا کرنے کو سلطان برکیاروق کی ہفت[۱] اندام کی فصد لینے پر آمادہ ہوگئے مگر امین الدولہ ابن التلمیذ طبیب نے اُنکو اس فعل سے باز رکہا۔ اور یہہ کہا کہ ”ملک محمود چیچک مین مبتلا ہے اوسکے صحت کی بظاہر کوئی امید نہین پائی جاتی برکیاروق کے قتل مین عجلت نہ کرو وہ تمہارے ہی قبضہ واختیار مین ہے اگر ملک محمود صحیح و تندرست ہو گیا تو تم برکیاروق کو پہر بہی قتل کر سکتے ہو

---

[۱] ہفت اندام ایک شریان ہے جسکو نہر البدن بہی کہتے ہین اس رگ کے فصد لینے سے اگر خون بند نہ کیا جائے تو فرط استفراغ سے آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔

اور اگر وہ خدانخواستہ انتقال کر گیا تو برکیاروق کے قتل کے بعد کسکو اپنا حاکم بناؤ گے کیا تم یہ پسند کر سکتے ہو کہ محمود کے جگہہ پر برکیاروق اوسکا سوتیلا بھائی نہ بیٹھے بلکہ تاج الدولہ جو تمہارے خون کا پیاسا ہے وہ تمپر اور تمہارے مُلک پر قبضہ حاصل کرلے" اہل اصفہان یہہ سُنکر دم بخود ہوگئے اور اس کے دوسرے یا تیسرے روز ۳۰ شوال ۴۸۷ھ کو ملک محمود کا انتقال ہوگیا۔ اصفہان والون نے برکیاروق کو بجائے محمود کے سریر خلافت پر بیٹھایا۔ بعد چندے یہہ خود علیل ہوگیا۔ اس کے علالت کی خبر پاکر تاج الدولہ اصفہان کیطرف بڑھا۔ لیکن والی جرباذقان نے اسکو دعوت کے بہانے سے روک لیا اور خود شب کیوقت چھپکر اصفہان مین آیا تتش کو اس حال کی خبر ہوگئی اوس نے اوسیوقت جرباذقان کو لوٹ لیا اور وہان سے روانہ ہوکر رَے پہوچا اہل اصفہان سلطان برکیاروق کی علالت کیوجہ سے تاج الدولہ کو بلطائف الحیل ٹالتے رہے اور وہ ان کو کبھی دھمکی دیتا تھا اور کبھی اپنے انعام واکرام کا امیدوار بناتا تھا تا آنکہ برکیاروق کو صحت ہوگئی اور اس اثنا مین اس کے وزیر موید الملک نے خط وکتابت کرکے اُمرا عراقین اور خراسان کو اپنا ہمدرد بنالیا اوسوقت اُمرا خراسان نے تتش کے آخری خط کے جواب مین صرف لیس بیننا غیر السیف (ہم مین سوائے تلوار کے اور کوئی چیز نہین ہے) لکھہ بھیجا اور سلطان برکیاروق کے ہمراہ نکلکر جسوقت جرباذقان کے قریب پہونچے ہر چہار طرف سے اُمرا و نوابین نے فوجین بھیجنی شروع کردین۔ رَے کے قریب پہونچتے پہونچتے برکیاروق کے پاس تیس ہزار کی جمعیت ہوگئی۔ تتش یہہ سُنکر طیش مین آگیا اور اوس نے رَے سے نکلکر برکیاروق کا مقابلہ کیا۔ اس لڑائی مین کچھہ ایسا اتفاق ہُوا کہ تتش کا لشکر معرکہ جنگ سے بھاگ نکلا اور تتش اکیلا گرفتار کرلیا گیا اور اوسی مقام پر آقسنقر کے کسی مصاحب نے اِسکو مارکر اپنے آقا کے خون کا بدلہ لیلیا۔

اِس کے بعد سلطان برکیارق بلامزاحمت غیرے حکومت کرنے لگا نہ اِسکو پھر چچا کے حملون کا کھٹکا رہا اور نہ سوتیلے مان اور بہائی کا اندیشہ رہا۔

امیر کربوقا کی آزادی اور شہید اتابک کی پہلی کامیابی

تاج الدولہ تتش کے مارے جانے کے بعد اسکا لڑکا ملک رضوان حلب کا حاکم ہوا اور سلطان برکیارق کی سفارش سے امیر کربوقا اور اوسکا بہائی التونتاش قید سے رہا کردیا گیا۔ امیر کربوقا قید سے آزاد ہوکر اپنے محسن سلطان برکیارق کی ماتحتی مین ملک گیری اور اتفاق پیدا کرنے کے خیال سے حران کیطرف بڑھا۔ پہلے اسے کو لیا بعد اس کے موصل پر جا پہونچا اور علی بن شرف الدولہ عقیلی کو موصل سے نکال کرکے خود اسپر قابض ہوگیا۔ اسی زمانہ مین ماردین کو بہی اس نے فتح کرلیا۔ اور جب اوسکو ان بلاد پر قبضہ ملگیا اور ایک گونہ اطمینان کی صورت دکھائی دی تو اس نے سلطان برکیارق سے اجازت لیکر ابوالجود عماد الدین اتابک شہید زنگی کو اپنے پاس بلا لیا اور اوسکی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کرکے اوسکو جاگیرین دین اسیوقت سے شہید اتابک کی ترقیات اور نمایان کارنامون کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔

جنگ آمد مین شہید اتابک کی جرأت

سب سے پہلے شہید اتابک جس لڑائی مین شریک ہوا وہ آمد کی لڑائی تہی اس لڑائی مین پورے لشکر کا افسر اعلی قوام الدولہ امیر کربوقا تہا اور شہید اتابک اوسکی ماتحتی مین لشکر کے ایک حصہ (میمنہ) کا کمان کر رہا تہا۔ امیر کربوقا نے فریق مخالف پر حملہ کیا وہ پیچھے ہٹے تو یہہ اون کے تعاقب مین اسقدر بڑہ گیا کہ اپنے بقیہ لشکر سے بالکل جدا ہوگیا۔ مخالفین نے اسکو اپنے محاصرہ مین لیلیا۔ اور اون کے نیزون اور تلوارون نے چارون طرف سے گہیر لیا۔ شہید اتابک نے فوراً حملہ کردیا۔ یہہ اسیکا کام تہا کہ اس نے

قلعہ آمد کی فصیلون کو اپنے آہنی اور پُر زور پنجون سے توڑ پھوڑ ڈالا اور امیر کربوقا کو محاصرہ سے نکال لایا۔ اس واقعہ سے شہید اتابک کی عزت امیر کربوقا کی آنکھون مین دو ۲ چند سہ ۳ چند بڑہ گئی۔ سلطان برکیاروق بہی اسکو توقیر و محبت کی نظرون سے دیکھنے لگا۔

امیر کربوقا کا انتقال سنقرجہ اور موسی کے واقعات

سنہ ۴۹۴ھ مین امیر کربوقا۔ شہید اتابک کو سلطان برکیاروق کے پاس چھوڑ کر باجازت سلطان۔ آذربائیجان کیطرف چلا گیا اور اوس کے اکثر بلاد پر قبضہ حاصل کر کے جسوقت ماہ ذیقعدہ سنہ ۴۹۵ھ مین واپس آ رہا تہا مقام خوے مین پہونچکر علیل ہو گیا تیرہ ۱۳ روز بیمار رہ کر چودہوین ۱۴ روز سنقرجہ کے حق مین وصیت کر کے انتقال کر گیا۔ سنقرجہ اوسکا لشکر لئے ہوئے موصل مین پہونچا۔ اس کے موصل مین پہونچنے کے چوتہے روز موسی ترکمانی کی آمد کی خبر مشہور ہوئی۔ سنقرجہ اس کے استقبال کو موصل سے باہر آیا دونون نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا۔ اور امیر کربوقا کے انتقال پر افسوس کرتے رہے اثناء کلام مین خدا جانے کیا اتفاق پیش آیا کہ سنقرجہ نے موسی پر تلوار چلائی۔ موسی زخمی ہو کر زمین پر گرا اور منصور ابن مروان (موسی کا مصاحب) نے سنقرجہ کو ایک ایسی چھری ماری کہ وہ اوسی مقام پر ٹھنڈا ہو گیا۔ موسی ترکمانی اوسی حالت مین موصل اوٹھا لایا گیا جب دوسرے روز اسکو ہوش ہوا تو وہ سنقرجہ کے آدمیون کو موصل سے نکلوا کر خود اوس پر قابض ہو گیا۔ شمس الدولہ جکرمش والی جزیرہ ابن عمر یہہ خبر پا کر نصیبین پر چڑہ آیا۔ اہل نصیبین نے بے یار و یاور ہونے کی وجہ سے بصلح و امان شہر جکرمش کے سپرد کر دیا۔ جکرمش نصیبین پر قبضہ حاصل کر لینے کے بعد جزیرہ کیطرف بڑہا موسی ترکمانی نے اوسکا آگے بڑہ کر نیزہ و تلوار سے

استقبال کیا اثناء جنگ مین موسیٰ کی فوج چکرمش سے ملگئی ۔ اسوجہ سے موسیٰ ہزیمت پاکر موصل کو واپس آیا چکرمش نے اوسکا تعاقب کیا اور ایک مدت تک اوسکا محاصرہ کئے رہا ۔ موسیٰ نے طول حصار سے تنگ آکر امیر سقمان بن ارتق سے امداد چاہی اور اوسکو اس امداد کے بدلے حصن کیفا اور دس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا مگر سقمان کے آنے سے پہلے چکرمش محاصرہ چہوڑکر چلا گیا تہا ۔ موسیٰ ۔ امیر سقمان کو آتے ہوئے سُنکر موصل سے نکلا جسوقت مقام کرانا مین پہونچا چند غلامون نے اسکی زندگی کا خاتمہ کر دیا ۔ موسیٰ اوسی مقام مین ایک ٹیلہ پر دفن کر دیا گیا اسکے ہمراہی موصل مین واپس آئے اور امیر سقمان نے موصل سے اعراض کرکے حصن کیفا پر قبضہ کرلیا ۔ امیر سقمان کے چلے جانے کے بعد چکرمش نے پہر موصل پر حملہ کیا اور اس حملہ مین چند دنون کے محاصرہ کے بعد اوس نے موصل پر قبضہ حاصل کرلیا ۔

تاریخی حادثات انہین واقعات کے اثناء مین دنیاوی اسٹیج پر بہت سی تبدیلیان واقعہ ہوگئین تہین علوی مصری دار الخلافت مین خلیفہ المستعلی باللہ ابو القاسم احمدؒ بن محمدؒ المستنصر باللہ سات برس دو مہینے خلافت کرکے سترہوین ۱۷ صفر سنہ ۴۹۵ھ کو انتقال کرچکا تہا اور اوس کے جگہہ پر ابو علی المنصور ملقب بہ آمر باحکام اللہ سریر خلافت پر حکومت کر رہا تہا ۔ یہہ اسدرجہ کم عمر تہا کہ تنہا گہوڑے پر نہین بیٹہہ سکتا تہا مصری خلافت بیحد ضعیف ہوگئی تہی اسکے قوے کی قوت تقریباً بالکل مسلوب ہوگئی تہی تاہم ساحل پر اپنی کہوئی طاقت کے سنبہالنے مین مصروف تہی مسلمانون مین ایسی طاقت موجود نہ تہی جو اسلامی حکمرانون کا مرکز بن سکتی ۔ عیسائیون کو اسیوجہ سے اپنی ترقی کرنے کا بہت اچہا موقع ملگیا تہا ۔ یروشلیم[۱] کو اس سے

---

[۱] یروشلیم ۔ بیت المقدس کو کہتے ہین اس کے فتح کیوقت عیسائیون نے باتفاق مورخین مشرقی اور لاطینی ستر ہزار مسلمانون کو شہید کیا تہا یہہ تعداد تو ان مقتولونکی ہے ۔

(باقی صفحہ ۲۱ مین)

تقریباً تین برس پہلے فتح کرکے مسلمانون کے خونریزی سے اپنے دل کے پہپہولے توڑ چکے تہے اس مقدس شہر مین بالڈون - سابق بادشاہ یروشلیم گاڈفری کا چہوٹا بہائی حکومت کر رہا تہا - یونانیون نے اوانا - ممترا - طرسوس پر قبضہ کرلیا تہا اور ٹنکرڈ - ایڈیسہ (اعزاز) اور انطاکیہ دونون کا مالک تہا - اکثر ممالک اسلامیہ پر عیسائیونکا قبضہ تہا - بظاہر اون کے دماغ سے کروسیڈ کا جنون کم ہوگیا تہا لیکن درحقیقت ملک گیری کی ہوس اوس مین سمائی ہوئی تہی - سلطان برکیارق اور سلطان محمد مین لڑائیون کا سلسلہ منقطع ہوکر آپسمین صلح ہوگئی تہی اور ان دونون نے اپنی تباہ و برباد شدہ وراثت کو تقسیم کرلیا تہا - ملک رضوان حلب مین اور اوسکا بہتیجا تغتکین دمشق مین حکومت کر رہا تہا - جامع بغداد مین خلیفہ المستظہر باللہ کے نام کا خطبہ پڑہا جا رہا تہا - عیسائیون کی یوماً فیوماً ترقی اور ملک گیری نے امیر سقمان اور چکرمش مین اتفاق پیدا کردیا تہا - اسی زمانہ مین ان دونون امیرون نے باتفاق - حران کے باہر عیسائیون سے مقابلہ کیا - اس واقعہ مین امیر سقمان کے ساتہہ سات ہزار ترکمان اور چکرمش کے ہمراہ تین ہزار سوار جنمین کچہہ عربی اور ترکی اور باقی کُردی تہے - ان کے فریق مخالف (عیسائی لشکر) کی تعداد چالیس ہزار بیان کیجاتی ہے بالڈون دوم (جو آیندہ یروشلیم کا بادشاہ ہوگا) اور جوسلن حاکم طبریاس اور بوہمنڈ نامی امرائے ملت مسیحیہ اس لشکر کی افسری کر رہے تہے - یہہ لڑائی نہایت سخت اور خوفناک تہی تین روز تک برابر جنگ کا بازار گرم رہا - چوتہے روز عیسائی لشکر کو ہزیمت ہوئی - بالڈون اور جوسلن کرلئے گئے - اور بوہمنڈ اور اوسکا بہتیجا بہاگ کر ایڈیسہ پہونچے جہان پر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰) جو روز واقعہ شہید ہوئے تہے علاوہ انکے ایک ہفتہ تک برابر عام ہوتا رہا تہا مسجد اور اوسکے صحن مین مسلمان مقتولونکا خون گہوڑونکے گہٹنون تک پہونچ گیا تہا -

عیسائیون نے ٹنکرڈ کو اپنا امیر بنا رکھا تھا۔

سلطان محمد موصل مین

اس کامیابی کے بعد چکرمش اور سلطان محمد سے چلگئی اور خوب چلی اس لڑائی کا سبب یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ مصالحت کے بعد سلطان برکیاروق اصفہان کیطرف چلا گیا اور سلطان محمد چند دلون تبریز مین ٹھہرا رہا جسوقت اس کے اُمرا و اراکین دولت اصفہان سے آگے اس نے مراغہ کیطرف کوچ کیا پھر وہان سے بارادہ موصل۔ اربل کیطرف بڑہا۔ چکرمش کو جب اس نقل وحرکت کی اطلاع ہوئی تو اوسے موصل کی فصیلون کو از سرنو درست کرکے شہر پناہ کا بخوبی انتظام کر لیا۔ اور سلطان محمد کو موصل مین داخل نہونے دیا۔ سلطان محمد نے صلحنامہ دکہلا کر موصل اور بلاد جزیرہ پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور آخر مین یہہ بہی کہلا بہیجا کہ اگر چکرمش میری حکومت تسلیم کرلے گا تو مین اوسکو اپنی طرف سے موصل کی گورنری پر قایم رکہون گا۔ چکرمش نے اسکا یہہ جواب دیا کہ میرے پاس بعد مصالحت سلطان برکیاروق کا کوئی فرمان نہین آیا جسکے رُو سے مین آپ کو موصل پر قبضہ دیدون اسوجہ سے مین طول محاصرہ یا لڑائی سے ڈر کر شہر کو بے اوس کے محافظون اور مددگارون کے نہین چہوڑ سکتا۔ سلطان محمد یہہ سُنکر سخت برہم ہوا اور اوسیوقت اوس نے موصل کا پورے طور سے محاصرہ کرکے حملے کرنے شروع کردیئے اور چکرمش شہر پناہ کے فصیلون سے برابر جواب دینے پر آمادہ ہوگیا۔ ایک مدت تک تو اسی طرح کی لڑائی ہوتی رہی کہ چکرمش اندر سے اور سلطان محمد باہر سے ایکدوسرے پر حملہ کرتے رہے لیکن بعد چندے چکرمش شہر پناہ کا دروازہ کہولکر نکل آیا اور کہلے میدان لڑائی لڑنے لگا بیسوین ربیع الثانی سے دسوین جمادی الاول تک یہہ لڑائی بڑے زور وشور سے

جاری رہی۔ اسی اثنا میں سلطان برکیاروق کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی جس سے چکرمش کے ہاتھ پاؤن پھول گئے اور اوسکی رہی سہی قوت جاتی رہی۔ اوس نے اہل شہر اور اراکین دولت کو ایک جلسہ خاص مین جمع کرکے پہلے سلطان برکیاروق کے انتقال پر افسوس ظاہر کیا بعد ازان سلطان محمد سے لڑائی کے بارے مین مشورہ طلب کیا اہل شہر نے بنہایت سچائی سے ایکزبان ہوکر کہدیا "اموالنا وارواحنا بین یدیک وانت اعرف بشانک" (ہمارے مال اور ہماری جانین تیرے روبرو ہین اور تو اپنے حالت کو خوب سمجھ سکتا ہے) چکرمش یہہ سنکر تہوڑی دیر تک خاموش رہا بعدہ امراء لشکر کیطرف مخاطب ہوا افسران لشکر نے یہہ راے ظاہر کی کہ جب تک سلطان کیاروق زندہ تہا اسوقت تک ہمکو نہ کسی سے کچہہ خوف تہا اور نہ کسی سے ہمکو مغلوب ہونیکا اندیشہ تہا اب چونکہ سلطان کا انتقال ہوگیا ہے سوائے سلطان محمد کے اب ہمارا اور کون بادشاہ ہوسکتا ہے قرین مصلحت یہی ہے کہ اسکی اطاعت قبول کیجائے" چکرمش نے اس رائے سے اتفاق کرلیا اور دوسرے روز وزیر سعدالملک کے ہمراہ سلطان محمد کے پاس گیا اور اپنی گستاخیون کی معافی چاہی سلطان محمد نے چکرمش کو گلے سے لگا لیا اور حکومت موصل پر بحال رکہا۔

شہید اتابک کی خانہ آبادی

سلطان برکیاروق کے انتقال کے بعد شہید اتابک کی حالت کسیقدر سقیم ہوتی نظر آتی تہی کیونکہ اس کے نامور پدر آقسنقر کے اہل مراسم تقریباً کل مرچکے تہے اور جو باقی تہے اونکو آئے دن کے جہگڑون سے دم بہر کو فرصت نہ ملتی تہی صرف ایک چکرمش ایسا تہا کہ جسکو بظاہر ان دنون لڑائی جہگڑے سے فراغت

ملگئی ہتی۔ اوس نے بعد مصالحت شہید اتابک کو اپنے پاس بلا لیا اور اپنے لڑکے ناصر الدین کی لڑکی سے اسکا نکاح کر دیا۔ اور تہوڑی ہی سی جاگیر بہی دیدی

جاولی موصل مین

سنہ ۵۰۰ ہجری مین سلطان محمد اور چکرمش سے پہر ناصافی[1] ہوگئی اور اوس نے اسی وجہ سے چکرمش کی سرکوبی کے لئے موصل پر جاولی سقاوا کو امیر کرکے بہیجا۔ پہلے اس نے بوازیج پر حملہ کرکے اوسکو تخت و تاراج کیا بعد اس کے اربل کیطرف بڑہا۔ چکرمش اس واقعہ سے مطلع ہوکر دو ہزار سوار لیکر دجلہ کے شرقی جانب سے عبور کرکے جاولی کے مقابلہ پر آگیا۔ جاولی نے چکرمش کے قلب پر حملہ کیا چکرمش کا لشکر بہاگ نکلا اور وہ خود گرفتار کر لیا لیا اس کے منہزم لشکر نے موصل مین پہونچکر دم لیا اور بمشورہ اون فوجون کے جنکو چکرمش نے اطراف و جوانب سے لڑائی کے لئے طلب کیا تہا اس کے گیارہ سالہ لڑکے کو تخت حکومت پر بیٹہا دیا اور قلیج ارسلان سے امداد طلب کی۔ وہ انکے امداد کو آیا لیکن جاولی سے شکست کہا کر اولٹے پاؤن واپس چلا گیا اور جاولی مستقل طور سے موصل کی حکومت کرنے لگا۔ شہید اتابک ان کل واقعات مین شریک نہین رہا اور نہ وہ ان دنون موصل مین موجود تہا وہ پہلے ہی سے سلطان محمد کی مخالفت کا مخالف تہا۔

جاولی شکست کہاکر عیسائیون سے ملگیا

جاولی نے حکومت موصل کی پاتے ہی کچہہ ایسی چالین اختیار کرلین کہ جس سے سلطان محمد کو اس سے

---

[1] اس ناصافی کی وجہ بعض مورخین یہہ بتلاتے ہین کہ چکرمش نے سلطان محمد کو کسیقدر سالانہ بطور خراج کے دینے کہا تہا اور بعد چند دنون کے نہ دیا اور بعضے یہہ بیان کرتے ہین کہ جب اسکو ضعیفی نے لڑائی کے لایق نہ رکہا اور ملک رضوان نے اسکی کمزوری سے فائدہ اوٹہانے کے واسطے سازش شروع کی تو سلطان محمد نے جاولی شقاوا کو موصل کا امیر کرکے بہیجا۔

بدظنی کا موقع ملگیا اور اس نے اپنی کامیابی کے نشہ مین اسکا کچہہ خیال نہ کیا سلطان محمد نے دوسرے سال ماہ صفر ۵۰۲ھ مین اپنے بہائی مودود کو ایک لشکر جرار کے ہمراہ موصل کیطرف بڑہنے کا حکم دیا اس مہم مین خود جاولی کا بہتیجا مسعود اور شہید اتابک زنگی بہی تہا مودود نے موصل مین پہونچکر جاولی کو شکست دی یہہ بہاگ کر امیر ایلغازی بن ارتق والی ماردین کے پاس چلا گیا اسکی بیوی اس کے روانگی کے آٹہوین روز باجازت مودود اپنے بہائی برسق ابن برسق کے یہان چلی گئی امیر ایلغازی ظاہراً جاولی سے ملا رہا اور اوس کے ساتہہ سنجار کیطرف گیا اور پہر وہان سے الرحبہ مین جا پہونچا جب یہان بہی اوس نے امن کی صورت نہ دیکہی تو عرابان کو چلا گیا امیر ایلغازی آنکہین بچا کر اسی مقام سے لوٹ کہڑا ہوا۔ جاولی نے عیسائیون سے سازش کر کے بالڈون اور جوسلن کو جو اس کے قید مین تہے اون سے اعانت و مدد کا وعدہ لیکر چہوڑ دیا ان دونون دشمنانِ اسلام کے چہوٹتے ہی پہر اونہین لڑائیون کا سامنا ہوگیا اور دفعۃً کروسیڈ کی آگ جو درحقیقت ملک گیری کی ہوس تہی بہڑک اوٹہی ادہر سے مودود اسلامی لشکر لئے ہوئے اسلامی ممالک سے نکلکر آگے بڑہا اور اودہر سے عیسائی فوجین خم ٹہونک کر میدان مین آجمین۔ زنگی کو ان لڑائیون نے ناموری پیدا کرنے کا اچہا موقع دے رکہا تہا اوس نے خوب خوب مردانگی و شجاعت ظاہر کی۔ طبریاس کی لڑائی مین بہی شامل تہا الرہا کو بہی اسی کے قوی اور پُرزور پنجون نے دہمکی دی تہی۔ بلاد شمستان مین عیسائیون نے اسکو گہیر لیا تہا لیکن یہہ اپنی خداداد شجاعت کے بدولت اوس معرکہ سے صاف نکل آیا۔

حکومت موصل اِس کے بعد امیر مودود جامع دمشق مین ایک حشاشہ کے

ہاتہہ شہید کیا گیا اور بعضے یہہ تحریر کرتے ہین کہ امیر طغتکین نے اسکو قتل کرایا تہا بہرکیف اس کے قتل سے شہید اتابک کے ناموری پیدا کرنے کا میدان تنگ ہوگیا اور یہہ کل مواقع اس کے ہاتہہ سے نکل گئے کیونکہ سلطان محمد نے بعد قتل امیر مودود اس کے لڑکے ملک مسعود کو موصل کی حکومت دی اور امیر جیوش بک کو اوسکا اتالیق مقرر کیا اور زنگی کو ہس کے ماتحتی مین روانہ کیا بعد چند سے سنہ ۵۱۴ھ مین ملک مسعود باشارہ و تحریک امیر جیوش بک سلطان محمود[۱] سے باغی ہوگیا گو شہید اتابک اس رائے کا بالکل مخالف تہا لیکن اوسکی مخالفت امیر جیوش بک کے مقابلہ مین کیا اثر پیدا کر سکتی تہی۔ ملک مسعود اور سلطان محمود مین لڑائی شروع ہوگئی جسکا آخری نتیجہ یہہ ہوا کہ ملک مسعود کو ہزیمت ہوئی اور وہ امن کا خواستگار ہوا۔ سلطان محمود نے اوسکی التجا قبول کر لی لیکن اوسکو حکومت موصل سے علیحدہ کر کے آقسنقر برسقی کو اوسکا گورنر مقرر کیا اور شہید اتابک کو اوس کی ماتحتی مین کام کرنے کو کہا۔ شہید اتابک کی یہہ خوش قسمتی تہی کہ اوسکو آقسنقر برسقی کی ہمراہی مین دوبارہ ناموری پیدا کرنے کے مواقع حاصل ہوئے چنانچہ اوس زمانہ مین سمیساط کو اسی نے ویران و برباد کیا۔ بلاد سروج مین ارمن اور فرانسیسی اسی کی تیز تلوار کے نذر ہوئے۔ امیر دبیس بن صدقہ اور برسقی مین جن دنون چل رہی تہی اوس مین بہی یہہ باوجودیکہ برسقی کے ہمراہیون مین تہا خلیفہ اور سلطان کے نظرون مین محبوب اور مقبول رہا۔

شہید اتابک کا زمانۂ حکومت

اوسکی انہین شایستگی اور پسندیدہ چالون سے سنہ ۵۱۶ھ مین شہر وسط اسکو جاگیر مین دیا گیا اور بصرہ کی شحنکیہ (نیابت) اسکے سپرد کی گئی۔ تہوڑے دنون کے بعد برسقی نے سلطان محمود سے

---

[۱] سلطان محمود سلطان محمد بن ملک شاہ کا لڑکا ہے اور اوس کے انتقال کے بعد سنہ ۵۱۱ھ مین تخت حکومت پر بیٹہا

شہید اتابک کو موصل لیجانے کی درخواست کی مگر شہید اتابک کو یہہ امر منظور نہوا کہ کبہی وہ امیر موصل کی ماتحتی مین کام کرے اور کبہی جزیرہ اور عراق کے حاکم کے زیر نگرانی انتظام مین مصروف ہوا اسوجہ سے وہ موصل جانے سے انکار کرکے بجاے اپنے مرحوم باپ کے سلطان کے تخت کے دائین جانب کہڑا ہونے لگا۔ بعد ازان سنہ ۵۲۱ھ مین اسکو بہمراہی سلطان محمود۔ بغداد جانا پڑا۔ یاوری بخت سے مراجعت کیوقت اسکو بغداد اور عراق کی نیابت دیگئی۔ ایک برس تک وہ اس عہدہ کا کمال حسن وخوبی سے کام انجام دیتا رہا۔ سنہ ۵۲۲ھ مطابق سنہ ۱۱۲۷ع مین اسکو موصل کی گورنری مرحمت ہوئی جبکہ عز الدین برسقی انتقال کرچکا تہا اور بجاے اوس کے اوسکا کم عمر لڑکا زیر نگرانی جاولی برسقی حاکم موصل مقرر ہوا تہا۔ چونکہ قاضی بہاء الدین ابو الحسن علی شہرزوری اور صلاح الدین محمد جاولی کی تولیت سے رضامند نہ تہے اسوجہ سے اونہون نے سلطان محمود کے دربار مین حاضر ہوکر یہہ ظاہر کیا کہ جب تک برسقی زندہ تہا اسوقت تک موصل کو عیسائیونکے حملون کا کچہہ اندیشہ نہ تہا لیکن اب اوس کے انتقال کے بعد اوسکا لڑکا امیر موصل ہوا ہے۔ اوس کے کم سنی کیوجہ سے عیسائی بڑہتے دکہائی دیتے ہین سلطان نے اعیان دربار سے امارت موصل کے لئے امیر منتخب کرنے کو کہا۔ اونہون نے باتفاق راے ابو الجود عماد الدین زنگی ہی کو امارت موصل کیلئے منتخب کیا۔

شہید اتابک کے ملک گیری کے حوصلے بہت بڑہے ہوئے نظر آرہے تہے ملک شام اور بلاد ساحل پر عیسائیون کا استیلا اسکے آنکہون مین کانٹا سا کہٹک رہا تہا مگر اسلامی حکومتون کی قوت بالکل فنا ہوچکی تہی۔ خانہ جنگیون نے اونکی طاقت کو منتشر کر رکہا تہا آئے دن ایک دوسرے سے دست وگریبان ہو ہوکر ضعیف ہوگئے تہے اور عیسائی حکومت ہر طرف وسیع اور مضبوط ہوتی دکہائی دیتی تہی۔

ماردین اور سجستان سے عریش مصر تک انکی سلطنت پہیلی ہوئی ہتی۔ صرف حلب۔ حمص۔ حماۃ۔ دمشق چار اسلامی صوبے چار نقطون کی طرح درمیان مین باقی رہ گئے تہے جو ایک نہ ایکدن انکے تمناؤن اور خونخوار ارادونکے شکارگاہ بننے والے تہے۔

دیار بکر سے آمد تک اور جزیرہ سے نصیبین و راس العین تک انکی ظالمانہ حملون سے اثر پذیر ہو رہا تہا اہل رقہ اور حران ان کے نا برداشتنی ظلم کے ہاتہون نزع کی حالت مین تہے۔ دمشق کی سڑکین۔ ویران ہو رہی تہین تجارت کا دروازہ بند ہو گیا تہا انکا جور و تعدّی اسدرجہ بڑہ گیا تہا کہ یہہ اکثر اون اسلامی شہرون سے خراج لیتے تہے جو ان کے ممالک مقبوضہ سے ملے ہوئے تہے۔ تاکہ وہ انکی اذیت کے ہاتہون سے محفوظ رہین۔ دمشق پر بہی انکی اس بیجا کارروائیون کا اثر پڑنیوالا تہا اہل حلب سے نصف اعمال حلب لیلیا تہا۔ شہر سے بیس قدم ہٹ کر انہین کی کامیابی کا سکّہ چل رہا تہا۔ غرضکہ اسلامی امرار کی نا اتفاقی اور باہمی نزاعات نے عیسائیون کو یورپ سے ایشیا مین بلا لیا تہا اور اونکی ہوسون اور تمناؤن کا اپنے کو جولانگاہ بنا رکہا تہا وہ ہر وقت و ہر لحظہ اسلامی دنیا کے مخالفت پر کمربستہ رہتے تہے اور مسلمانون کا خون بہانا اپنا ایک اہم اور مذہبی فرض سمجہہ رہے تہے۔ یہی نازک زمانہ تہا جبکہ نامور شہید اتابک موصل کی عنان حکومت اپنے ہاتہون مین لیکر اسلامی پہریرہ کامیابی کے ہوا مین اوڑاتا ہوا نظر آیا اور ایک عالم نے اسکے معدلت نشان حکومت کو خدا کی رحمت اور احسان خیال کیا جیسا کہ عیسائیون کے خونریز زمانہ حکومت کو خدا کی لعنت اور قہر سمجہہ رکہا تہا

شہید اتابک کی فتوحات

شہید اتابک نے سب سے پہلے جو کام حکومت کی کرسی پر بیٹہنے کے بعد کیا یہہ تہا کہ وہ مسلمان امیرون سے نبٹنے اور اونکی پریشان اور منقسم طاقتون کو فراہم کرکے ایک پرشوکت اور قوی۔

اسلامی حکومت قایم کرنے کو اپنا فرض منصبی سمجھکر اپنے اقتدار کے بڑہانے مین مصروف ہوا۔ موصل مین اوس نے نصیر الدین درواز (قلعہ دار) کو موصل کا قلعہ سپرد کیا۔ اور صلاح الدین محمد کو امیر حاجب مقرر کیا اور قاضی بہاء الدین علی ابو الحسن علی کو اپنے کل مقبوضات کی قضا دیدی بعدہ اس نے فرات کے مشرقی علاقہ کی فکر کی اور جزیرہ ابن عمر۔ اربل کو سنہ ۵۲۲ھ مین فتح کرکے سنہ ۵۲۳ھ مین سنجار اور خابور پر قبضہ حاصل کرکے الرحبہ کے طرف بڑہا۔ اور نصیبین پر قبضہ حاصل کرکے اہل حران کو بہی عیسائیون کے بیجا حکومت سے بچالیا اور اون کو عیش اور آرام کی دوبارہ زندگی مرحمت کی۔ اسی سنہ مین اس نے حلب پر بہی اپنا اقتدار جمالیا اور فرات سے عبور کرکے منبج اور قلعہ بزاعہ کے بلند مینارون پر اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑا دیا اور دوسرے سال اس نے حمص و حماۃ کو اپنی حمایت مین لیا۔ جب ان بلاد پر اوسکا پورا قبضہ ہوگیا اور یہانپر اوسکا کامل تسلط ہوگیا تب وہ اپنے بیتاب دلکو ٹھنڈک پہونچانے اور مسلمانون کے خون کا بدلہ لینے کے غرض سے عیسائیون سے لڑنے پر مایل ہوا۔

فتح قلعہ اثارب

سنہ ۵۲۴ھ مطابق سنہ ۱۱۳۰ء مین شہید اتابک نے قلعہ اثارب پر حملہ کیا یہہ قلعہ حلب سے چار میل کے فاصلہ پر انطاکیہ کے درمیان واقع تہا اور اسوقت تک عیسائی اس قلعہ کے حاکم تہے۔ علامہ ابن اثیر لکہتا ہے کہ عیسائیون نے اس قلعہ کے قبضہ سے مسلمانون کا گویا گلا پکڑ رکہا تہا۔ حلب کو ہر وقت ایک نئی مصیبت کا سامنا تہا اور وہ ہر لحظہ ایک خطرناک حالت مین رہتا تہا۔ شہید اتابک کے ہمراہیون نے اس قلعہ کے محاصرہ سے اوسکو روکنا چاہا مگر اس مرد میدان نے اون کے کہنے پر مطلقاً خیال نہ کیا اور فوراً قلعہ پر پہونچکر اوسکا محاصرہ کرلیا۔ عیسائی مورخ آرچر بیان کرتا ہے کہ جب بالڈون بادشاہ

یروشلیم کو اس محاصرہ کی اطلاع ہوئی تو اوس نے ارباب شوریٰ کو ایک خاص کونسل مین طلب کیا بہتون نے اس خطرہ کو ایک ناقابل التفات اور خفیف خیال کیا مگر ایک بوڑھے شخص نے جو کسیقدر فاصلہ پر بیٹھا تھا یہہ بول اوٹھا کہ دور کیا یہہ نوجوان لڑنے والا (زنگی) وہ نہین ہے جس نے طبریاس کا دروازہ ہلا دیا تھا بالڈون اس فقرہ سے چوکنا ہو گیا اور اوس نے زنگی کے مقابلہ پر اور قلعہ کے بچانے کے غرض سے حسب ضرورت فوج بھیجنے کا فیصلہ کرکے اونکو کوچ کرجانیکا حکم دیدیا۔ شہید اتابک نے ان فوجون کے پہونچنے پر قلعہ سے رُخ پھیر لیا اور اللہ کا نام پاک لیکر پہلے ان کے مقابلہ پر آگیا عیسائیون کو اس لڑائی مین سخت ہزیمت ہوئی اون کے نامی نامی امرا اور افسر اکثر مارے گئے اور بعضے قید کرلیے گئے۔ سپاہیون کے مارے جانے کا کوئی صحیح اندازہ نہین کیا جا سکتا شہید اتابک نے انکے شکست دینے کے بعد قلعہ پر حملہ کرکے اوسکے مضبوط فصیلونکو اپنے آہنی پنجون سے توڑ ڈالا۔ اور اسکے دلیر سپاہیون نے دم بھر مین قلعہ کو مسمار کرکے صفحۂ ہستی سے معدوم کردیا۔ علامہ ابن خلدون تحریر کرتا ہے کہ عیسائی مقتولون کی ہڈیان اس واقعہ کے بعد ساٹھ برس سے زاید اس میدان مین پڑی رہی تہین۔

قلعہ حارم کی کامیابی

اس کامیابی کے بعد شہید اتابک قلعہ حارم کیطرف متوجہ ہوا اور اوسکو عیسائیون کے پنجے سے نکالنے کے غرض سے اوسکا محاصرہ کرلیا۔ چند دنون تک یہہ محاصرہ بلاکسی جدال و قتال کے قایم رکھا گیا لیکن اندرونی نزاعات نے بغیر کامل کامیابی کے اپنے طرف بلانا چاہا۔ چنانچہ شہید اتابک حسب خواہش و درخواست اہل حارم نصف محاصل حارم سالانہ خراج مین لیکر بمصالحت واپس آیا۔

آپس کے جھگڑے

اِس کے بعد شہید اتابک کو ایک مدت تک باہمی مناقشات اور خانہ جنگیون مین مبتلا رہنا پڑا۔ سلاطین سلجوقیہ کے جھگڑون اور لڑائیون مین بھی اسکو حصّہ لینا پڑا۔ شعبان ۵۲۷ھ مطابق ۱۱۳۳ع مین خلیفہ المسترشد باللہ نے بنفس نفیس بیس ہزار سوارون سے اسکا موصل مین محاصرہ کرلیا۔ ظاہری سبب اسکا یہہ تہا کہ جسوقت سلاطین سلجوقیہ مین باہم نزاع واقع ہوگئی تو اکثر امرا بخوف فتنہ بغداد مین جاکر پناہ گزین ہوئے تہے خلیفہ نے ابو الفتوح اسفرائنی کو شہید اتابک کے پاس صلح کرانے کی غرض سے بہیجا شہید اتابک کو ابو الفتوح کی باتون سے کچہہ شبہہ پیدا ہوا اسوجہ سے اوس نے ابو الفتوح کو قید کرلیا۔ جب خلیفہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ بیس ہزار سوارون کو لیکر موصل پر چڑہ آیا۔ شہید اتابک۔ موصل چہوڑکر سنجار کیطرف چلا گیا خلیفہ نے موصل کا محاصرہ کرلیا اور شہید اتابک نے صرف یہہ کارروائی کی کہ خلیفہ کے لشکر کا رسد بند کردیا۔ تین مہینون کے محاصرہ کے بعد مجبوری خلیفہ المسترشد باللہ بغداد کو واپس چلا آیا اور شہید اتابک نے سلطان مسعود (سلطان محمود کے بہائی) سے صلح کرکے ان جھگڑون سے اپنا پیچہا چہوڑالیا جسکے ہاتہون وہ ان مخمصون مین گرفتار ہوگیا تہا۔ انہین واقعات کے اثناء مین جب کبہی اوسکو موقع ملجاتا تہا وہ اپنی مملکت کو وسیع کرتا جاتا تہا اکثر فسادی امراء سے اونکی حکومتین اور قلعات چہین لئے۔ اور دمشق کو بہی اپنا ایک ماتحت صوبہ بنالیا۔

عیسائی سلاطین کی ہزیمت

اِن خانہ جنگیون اور باہمی نزاعات کے تصفیہ کے بعد اوسکو پہر عیسائیون کے برخلاف ہتہیار اوٹہانے کی ضرورت پڑی۔ کیونکہ شروع سنہ ۵۳۰ھ مین پہر کروسیڈ کا وعظ شروع ہوگیا تہا اور اسکا جنون اسقدر ترقی پذیر ہو رہا تہا کہ بادشاہ قسطنطنیہ اور شاہ فرانس بذاتہ لڑائیون مین

شریک ہونے کو آئے تہے۔ اور پہلے اونہون نے شہر بزاعہ کو ماہ شعبان مین فتح کیا اور بعد اوس کے پندرھوین ۱۵ ماہ مذکور مین شیزر پر حملہ کیا۔ ابوالعساکر سلطان ابن منقذ نے شیر دل شہید اتابک کو اس واقعہ سے مطلع کرکے اپنی امداد کو بلایا اگرچہ وہ ان دنون اپنی منتشر قوت کے جمع کرنے اور فراہمی آلات حرب و درستی لشکر مین مصروف تہا لیکن وہ اس خبر کو پاتے ہی عیسائی فوجون کے سر و نیز پیام اجل ہوکر جا پہونچا اور اپنے پرزور حملون اور روزانہ شبخون مارنے سے انکو اسقدر مجبور کردیا کہ وہ چار ناچار چوبیس یوم کے محاصرہ کے بعد اپنی منجنیقین اور آلات حصار چہوڑکر ماہ رمضان مین شیزر سے شب کو بہاگ نکلے۔ شہید اتابک نے اونکے ساقہ کا تعاقب کیا اور اون مین سے ہزارون کو قتل کر ڈالا۔ اور سیکڑون کو گرفتار کرلیا۔ اس لڑائی مین مال غنیمت بہی اوسکو اچہا ملا۔ شعرا نے اس کامیابی پر تہنیت کے قصائد لکہے۔ ازانجملہ ابوالمجد مسلم بن خضر حموی کا قصیدہ میمیہ نہایت مشہور اور فصیح ہے۔

فتح قلعہ عرقہ و بعرین

اس لڑائی سے فارغ ہوکر شہید اتابک اپنے جوش مردانگی مین قلعہ عرقہ کے طرف بڑہا اور نہایت دلاوری وجوانمردی سے اوسکو فتح کرکے سنہ ۵۳۴ھ مین قلعہ بارین (بعرین) کے باہر عیسائیون سے لڑا۔ جب شاہ فرانس اور بادشاہ یروشلیم میدان جنگ سے بہاگے تو اوس نے قلعہ کے طرف رخ کیا اور نہایت تیزی سے اونکا ایسا کامل محاصرہ کرلیا کہ عیسائیونکی ڈاک بند ہوگئی۔ یہہ محاصرہ چار ہفتون تک برابر جاری رہا وقتاً فوقتاً لڑائی بہی ہوجاتی تہی۔ اہل قلعہ جب بیرون امداد سے نا امید ہوگئی تو اونہون نے قلعہ شہید اتابک کے سپرد کردیا اور خود نکل کہڑے ہوئے۔ اثناء راہ مین جرمنی اور قسطنطنیہ کی عیسائی فوجین ملین جو ان کے امداد کو آرہی تہین لیکن پہر

اونکی ہمت نے قلعہ کے طرف لَوٹنے نہ دیا۔ علامہ ابن اثیر کا یہہ بیان ہے کہ یہہ قلعہ بہی مسلمانون کو بیحد نقصان پہونچا رہا تہا حماۃ سے حلب تک کی سڑکین اسوجہ سے خراب اور ویران ہو رہی تہین۔ رہزنی اور لُوٹ مار کا بازار ایسا گرم تہا کہ دنکو بہی راہ چلتا کوئی نظر نہین آتا تہا۔

قلعہ معرہ اور کفرطاب پر قبضہ

شہید اتابک اِس کامیابی کے بعد تہوڑے دلون تک اِسی قلعہ مین ٹہرا رہا لیکن اسکا لشکر ظفر پیکر برابر توسیع ممالک اور قلعون کے سر کرنے مین مشغول رہا۔ معرہ اور کفرطاب وغیرہ پر انہین دلون اس کے لشکر نے قبضہ حاصل کرلیا تہا اور اوس کے عیسائی باشندے بہ امن وآمان مع اپنے اسلحہ اور اسباب کے چہوڑ دیئے گئے تہے۔

عیسائی فوجین اور حلب

ہزیمت یافتہ عیسائی سلاطین قلعہ بعرین کو اپنے ہاتہون سے کہوکر اپنی حالت کی درستی مین مصروف ہوگئے اور وہ اپنی منتشر اور پریشان قوت کو نہایت عجلت سے مجتمع کرکے حلب پر آپہونچے اور اوسکا چارون طرف سے محاصرہ کرلیا۔ لیکن شہید اتابک کے نائب نے اونکو حلب سے مار بہگایا شہید اتابک کو انکے دفع کرنے کی کوشش نہ کرنی پڑی۔

فتح اعزاز

ماہ جمادی الثانی سنہ ۵۳۹ھ مین شہید اتابک نے اپنے جری لشکر کو ازسرِ نو مرتب کیا اور جدید آلات حرب سے مسلح کرکے ایڈیسہ (اعزاز) کے طرف بڑہنے کا حکم دیا اور خود اونکی افسری کرتا ہوا روانہ ہوا۔ صوبۂ ایڈیسہ انطاکیہ کی طرح ایک مستقل صوبہ تسلیم کیا جاتا تہا جو ہمیشہ بادشاہ یروشلیم کے زیر حمایت ونگرانی رہا کرتا تہا۔ جوسلن ثانی ایک عیسائی بادشاہ اس صوبہ کی حکومت کررہا تہا۔ عیسائی مجاہدین کی سب سے پہلے فتوحات کا یہہ ثمرہ تہا۔ سلطنت وحکومت واعزاز کے اعتبار سے عیسائی دنیا مین یہہ چوتہے درجہ کا جہا

شہید اتابک کے پُرزور حملون نے اسکو اٹھائیس دن کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا یہہ ایک ایسی کامیابی ہتی کہ جس کے بعد خلافت پناہ خلیفہ بغداد کے حکم سے اس کا نام خطبون مین داخل کر دیا گیا۔ نامی نامی شعرا نے اس فتح کی تہنیت مین قصائد لکہے۔ علماء اور مشایخ نے اسکے فتح کے بعد طرح طرح کے آثار عجیبہ دیکہے تہے اکثر لوگون نے اوسکو اون سے روایت کیا ہے۔ اور مورخین نے بہی اپنی اپنی تاریخون مین اونکا ذکر کیا ہے لیکن ہم بخیال طوالت مقال اوس کا ذکر نہین کیا چاہتے۔

فرات کے شرقی حصّہ پر قبضہ

شہید اتابک اس مہم مین خاطرخواہ کامیابی حاصل کر کے فرات کے شرقی بلاد کیطرف بڑہا اور اوسپر نہایت تیزی اور مردانگی سے قبضہ حاصل کرتا گیا اون مین سے کسی کو بہ امن صلح اور کسی کو بزور تیغ فتح کرتا گیا سوائے ایک قلعہ بیرہ کے۔ کہ وہ اسکے نائب کے مارے جانے سے باقی رہ گیا اور آیندہ اوسکی موت نے اوسکو ایسا موقع نہ دیا کہ وہ اس پر بہی اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑاتا۔

محاصرہ جعبر اور شہید اتابک کی شہادت

اس کے ممالک مقبوضہ مین کوئی ایسا قلعہ اور شہر نہ تہا جو اسکے مطالب دلی (توسیع دائرہ اسلام) کے حاصل کرنے مین مخل ہوتا۔ ہر چہار طرف کے زمام حکومت ایک شہید اتابک کے ہاتہہ مین ہتی۔ فرات کے شرقی بلاد مین قلعہ بیرہ اور اوس کے ساحلی مقامات مین سے قلعہ جعبر دوسرے کے قبضہ مین تہا جسکا اس نے سنہ ۵۴۱ھ مین محاصرہ کیا اور اثنار محاصرہ مین والی قلعہ کے سازش سے خود اوس کے غلامون نے اسکو سوتے مین شہید کر ڈالا اور اس نامی و دلیر شخص کی فاتحانہ زندگی کا خاتمہ اس بزدلانہ حملہ سے کر دیا۔ انگریزی مورخ تحریر کرتے ہین کہ اسکے قتل کی خبر نے عیسائیون کو زندہ کر دیا

اور اوہنون نے اس درجہ اس کے قتل کی خوشی منائی کہ گویا اوہنون نے تمام اسلامی قوت کو دفعتہً تنزلی کے حالت مین دیکہہ لیا۔ افسوس ایسا نامور فرمانروا اسلامی دنیا کا حامی زنگی ایسا شخص ایسی غیر متوقع اور نامراد موت۔

لاقی الحمام ولم اکن مستیقنا ترجمہ موت آگئی اور مین اسکا یقین نہین کرتا تہا
۲ ان الحمام سیبتلی بحمام کہ ہوشیار کبوتر بہی پنجہ موت مین گرفتار ہو جائیگا

شہید اتابک کے خصائل

شہید اتابک نہایت حسین اور اوسکا رنگ گندمی مائل بہ سُرخی تہا آنکہین بڑی بڑی اور ملیح تہین۔ کشیدہ قامت پُر گوشت بدن تہا ساٹہہ برس سے زیادہ عمر پائی جس طرح وہ صورت وشکل مین فرد سمجہا جاتا تہا ویساہی رُعب وداب مین یکتا تہا۔ اوسکے چہرہ پر ہیبت کا نور نمایان تہا علامہ شہاب الدین اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ ایک روز شہید اتابک قلعہ جزیرہ کے باب سر خلوہ سے نکلا۔ اتفاق سے پہرہ کا ملاح سوگیا تہا اوس کے کسی ہمراہی نے شہید اتابک کو آتے ہوئے دیکہہ کر جگا دیا جون ہی اوسکی آنکہہ کہُلی اور اوس نے شہید اتابک کو اپنے سرہانے کہڑا پایا بیہوش ہوکر گر پڑا لوگون نے جب اوسکو اوٹہایا تو وہ مُردہ تہا۔

عدل وہیبت

علامہ ابن اثیر اپنے بزرگ باپ سے روایت کرتا ہے کہ شہید اتابک ایکمرتبہ ایام سرما مین جزیرہ ابن عمر مین داخل ہوا اس کے ہمنشینون مین سے ایک شخص امیر عز الدین دلیبی نامی تہا جو اس کے آنکہون مین نہایت محبوب اور با اعزاز سمجہا جاتا تہا وہ بجبر وتعدّی ایک یہودی کے مکان مین فروکش ہوگیا۔ یہودی نے امیر عز الدین کی بہت خوشامد کی لیکن جب امیر موصوف اوس کے مکان سے نہ اوٹہا تو وہ یہودی واویلا کا شور مچاتا ہوا شہید اتابک کے دار العدل مین حاضر ہوا اور امیر عز الدین کی جبر وتعدّی کی شکایت پیش کی

شہید اتابک - امیر عزالدین کیطرف تیز نگاہون سے دیکھکر خاموش ہو رہا امیر عزالدین اوسیوقت دربار اتابکہ سے اوٹھکر یہودی کے مکانپر آیا اور اپنے اسباب کے اوٹھانے مین مصروف ہوگیا - مین نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا ہے کہ اوس کے ملازمین ایک کھلے میدان مین جہان پر کیچڑ و پانی مجتمع تہا اوسکا خیمہ کر رہے تہے -

آبادی و زراعت موصل کی نسبت عام طور سے مورخین کا یہہ بیان ہے کہ پہلے موصل اس درجہ ویران تہا کہ محلہ طیاطلین سے جامع عتیق اور شاہی محل اور دارالعدل دکھائی دیتا تہا بدامنی کی یہہ کیفیت تہی کہ کوئی شخص بغیر کسی ہمراہی کے اِس محلہ سے جامع عتیق تک نہ جا سکتا تہا بمشکل تمام فیصدی پچیس ۲۵ ایکڑ زمین کاشت کیجاتی تہی - اہل موصل اپنی ہر ضرورت مین دوسرے شہر کے محتاج تہے لیکن شہید اتابک کے زمانۂ حکومت کے تہوڑے دلون بعد آبادی کی یہہ کیفیت ہوئی کہ جامع عتیق وسط شہر مین ہوگئی اور زراعت و پیداواری مین یہہ شہر ممالک شام کے شہرون مین تیسرے درجہ مین شمار کیا جانے لگا -

مردانگی و شجاعت اِسکی مردانگی و شجاعت کی کوئی حد نہ تہی ایسا زمانہ بہی گزرا ہے کہ ایک ہی وقت مین خلیفہ المسترشد باللہ کے حملون کا جواب دیتا تہا - سلطان محمود سے بہی ہم نبرد ہو رہا تہا - اور وقتاً فوقتاً اسلامی امراء کے جہگڑون مین بہی حصّہ لیتا جاتا تہا باین ہمہ عیسائیون سے غافل نہ تہا موقع محل دیکھکر اون کے شہرون کو تخت و تاراج کرتا جاتا تہا -

دستور العمل دنیا کی خبرون اور عالم کے وقایع سننے کا اسکو بیحد شوق تہا ممالک بعیدہ او رقریبہ مین اسکے وقایع نگار مقرر تہے جو روزانہ خبرین لکہا کرتے تہے اسکے عمّال اور اُمراء اپنے ممالک مفوضہ کو بلا کسی شدید ضرورت کے چہوڑ نہ سکتے تہے -

شہید اتابک اکثر کہا کرتا تہا کہ ملک مثل باغ کے ہے جب تک اوسکی نگاہبانی اور آبپاشی کیجائے گی سرسبز وشاداب اور غیرون کے ہاتہون سے محفوظ رہیگا اور جہان باغبان نے غفلت کی فوراً باد خزان کے جہونکون نے اوسکو پامال کردیا۔

سیاست علامہ ابن اثیر تحریر کرتا ہے کہ قلعہ جزیرہ کا دروازہ (قلعہ دار) نور الدین حسن بربطی کے نسبت شہید اتابک کے کانون تک یہہ خبر پہونچی کہ یہہ اپنے لشکریون کے متعلقات پر دست درازی کرتا ہے جب وہ کسی مہم پر چلے جاتے ہین۔ شہید اتابک نے پہلے اسکو اپنے وقایع نگارون سے دریافت کیا اور جب اوسکو اسکی تصدیق ہوگئی تو اوس نے امیر حاجب صلاح الدین یاغیسیانی کو بہیجکر نور الدین حسن بربطی کو پکڑ بلوایا اور بعد ثبوت جرم اوسکا عضو تناسل کٹوا لیا اور آنکہین نکلوا کر سولی دیدی۔

سخاوت ہر جایز صدقات اور انعامات مین شہید اتابک نہایت فراخ دست تہا روزانہ دونون وقت اس کے دسترخوان پر علماء۔ صلحاء۔ فضلا۔ قضاۃ کی ایک بہت بڑی جماعت ہوتی تہی ہر جمعہ کو قبل نماز ایک سو دینار سرخ غربا و مساکین کو دیتا تہا جب کبہی کسی صدمہ ناگہانی مبتلا ہوکر اوس سے بچ جاتا تہا تو فوراً صدقہ غربا و مساکین مین تقسیم کرتا تہا۔ ایکمرتبہ کا ذکر ہے کہ شہید اتابک سیر کرنے کو جا رہا تہا اثناء راہ مین اوسکا گہوڑا پہسل پڑا جس سے یہہ زمین پر گرتے گرتے بچگیا اوسیوقت ایک امیر کو جو اوس وقت اوس کے ہمراہ رکاب تہا قریب بلا کر ایسا آہستہ سے کہا کہ جسکو یہہ امیر نہ سمجہہ سکا اور یہہ دریافت کرنیکی اوسکو جرأت نہوئی جب یہہ امیر اپنے گہر پر واپس آیا تو اپنے اہل و عیال سے رخصت ہونے لگا اوسکی بی بی نے بمنت وسماجت اسکا سبب دریافت کیا اور اوس نے کل ماجرا بیان کردیا اوسکی بی بی نے کہا کہ تم اس قصہ کو نصیر الدین سے جا کہو وہ اتابک زنگی کا معزز امیر ہے اوس نے کہا کہ نصیر الدین سے کہکر کیا فایدہ اوٹہاؤنگا اوسکی بیوی نے

مجبور کرکے نصیر الدین کے پاس اسکو بہیجا نصیر الدین نے اوسکا ماجرا سُنا اور اوس کے ارادے پر وہ ہنسا اور یہہ کہا کہ ان دینارونکو لیکر اتابک زنگی کے پاس چلے جاؤ۔ امیر نے کہا یہہ تم کیا کہتے ہو مجھکو تمہاری رائے پر ہنسی آتی ہے نصیر الدین نے کہا کہ تم کچھہ خیال نہ کرو بے خوف ان اشرفیونکو لئے ہوئے دربار خاص مین چلے جاؤ۔ امیر نے مجبورًا نصیر الدین کی رائے پر عمل کیا اور اشرفیونکو لئے ہوئے زنگی کی خدمت مین حاضر ہو گیا۔ زنگی اسکا منتظر ہی تہا دیکہتے ہی بول اوٹھا "امعك شیٔ (کیا تیرے ساتھہ کچھہ ہے) اس نے عرض کیا کہ ایکہزار دینار ہین زنگی نے کہا کہ اسکو جاکر اسکے مستحقین کو دیدو۔ امیر دربار زنگی سے خوش خوش باہر آیا اور نصیر الدین کے پاس پہونچکر کل ماجرا بیان کردیا نصیر الدین نے کہا کہ عادل زنگی ایسے موقعونپر ایسا ہی کرتا ہے وہ تمہارے دینار آج ہی شب کو تمہارے پاس بہیجدیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

صوم وصلوات کی پابندی

شہید اتابک صوم وصلوۃ کے ادا کرنے اور فرایض مذہبی کے پورا کرنے مین بیحد مستعد رہتا تہا۔ اسکی یہہ کل لڑائیان کسی خاص بنیادی غرض سے نہ تہین اور نہ ملک گیری کے خیال سے وہ ان خونریزیونکو پسند کرتا تہا۔ اسکے خیالات محدود نہ تہے اوسمین ہمدردی کا جوہر کوٹ کوٹ کر بہرا گیا تہا وہ آپسکی نا اتفاقی دور کرنے کی کوشش کرتا تہا اور اسلامیونکو بہائم سیرت درندہ خصلت اقوام غیر کے پنجۂ ظلم سے چھڑانا چاہتا تہا۔ وہی نور الدین اور صلاح الدین کی کامیابی کی راہین کہول گیا ہے اور اون کے لئے ایک وسیع سلطنت چہوڑ کر شہید ہوا ہے۔

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-7

دوسرا حصہ

الملک العادل نورالدین محمود انار اللہ برہانہ

ولادت وطفولیت۔ تعلیم وتربیت۔ ترقی وحکومت

شہید اتابک کی اولاد

شہید زنگی کے چار بیٹے تھے۔ ایک سیف الدین غازی[1] دوسرا نورالدین محمود تیسرا قطب الدین مودود چوتھا نصرت الدین امیر امیران۔ سیف الدین سب سے بڑا اور نصرت الدین امیر امیران اون مین چھوٹا تھا۔ مگر نیکنامی ناموری کا خوشنما تمغہ نورالدین محمود ہی کو ملنے والا اور وہی اس جدید دولت کا بانی ہونیوالا تھا۔

نورالدین محمود کی ولادت و تعلیم و تربیت

نورالدین محمود تیرہوین سوال سنہ ۵۱۱ھ یوم یکشنبہ وقت طلوع آفتاب زمانہ خلافت خلیفہ المستظہر باللہ ابوالعباس احمد بن المقتدی بامر اللہ مین پیدا ہوا اور اپنے نامور شہید باپ کے سایۂ عاطفت مین

---

[1] سیف الدین غازی سنہ ۵۰۰ھ مین پیدا ہوا اور اخیر ماہ جمادی الثانی سنہ ۵۴۴ھ مین انتقال کیا اور مدرسے موصل مین جسکو اسنے خود تعمیر کرایا تھا دفن کیا گیا حنفی المذہب نہایت عاقل۔ شجاع کریم تھا۔ لشکریون کے ساتھ بیحد مدارات کرتا تھا۔ تین برس ایک مہینہ بیس دن اسنے حکومت کی اسکے بعد قطب الدین مودود اسکا چھوٹا بھائی بجائے اسکے تخت نشین ہوا اور اسکے لڑکے کی پرورش سلطان نورالدین محمود کے سایہ عاطفت مین ہوئی اور قطب الدین مودود کے لڑکی کے ساتھ اسکا عقد کردیا گیا لیکن عنفوان شباب مین لاولد مرگیا اسوجہ سے سیف الدین غازی کے اعقاب مین کوئی باقی نہ رہا۔

پرورش پانے لگا جب چار برس چار مہینے کا ہوا تو اوسکی مکتب نشینی کی رسم ادا کی گئی۔ اس کے شہید باپ نے اپنے ہونہار لڑکے کی تعلیم مین بڑی جانفشانی اور عرقریزی سے کام لیا۔ فقہ۔ اصول۔ معانی۔ ادب۔ مناظرہ وغیرہ کی تعلیم دلائی۔ بڑے بڑے مشایخین حدیث سے حدیثین سنوائی۔ سولہ 16 برس کی عمر مین ان علوم کی اکتساب وتحصیل سے جب اسکو فراغت حاصل ہوگئی اور ایک اعلی درجہ کا متبحر عالم ہوگیا تو فنون سپہ گری کے تعلیم کیطرف مایل گیا گیا۔ پہلے اسکو سواری نیزہ بازی تیراندازی کی تعلیم دیگئی بعدازان ترتیب لشکر۔ مورچہ بندی۔ حصار کی تدابیر عملاً وعلماً سکہائی گئین چوگان کہیلنے کا اسکو دلی شوق تہا۔ بعد تکمیل تعلیم وتربیت یہہ اپنے شہید باپ کے ہمراہ اکثر معرکون مین شریک ہوتا رہا تا آنکہ قلعہ جعبر کے محاصرہ مین شہید زنگی کی فاتحانہ زندگی کا ایک بزدل غلام کے ہاتہ سے خاتمہ ہوگیا۔ اور اس نے اسدالدین شیرکوہ کے اشارہ سے اوس کے ہاتہ سے خاتم لیلی اور حلب کیطرف چلا گیا۔

نورالدین کی تخت نشینی

ابن ابی طے حلبی لکہتا ہے کہ جب اسدالدین شیرکوہ کو اتابک زنگی کے شہید ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو اوسیوقت سوار ہوکر نورالدین محمود کے خیمہ کیطرف آیا اور اوس سے کہنے لگا کہ جمال الدین نے لشکر موصل کو اپنے قبضہ مین کرلیا ہے وہ سیف الدین غازی کو شہید اتابک کے قایم مقام کیا چاہتا ہے مین اوس سے علیحدہ ہوکر آپ کے پاس آیا ہون میرا ارادہ یہہ ہے کہ مین حلب کو آپ کا دارالحکومت بناؤن اور عساکر شام کو وہین مجتمع کرکے آپ کی سرداری کی لوگون سے بیعت لون میرا خیال یہہ ہے کہ آخرالامر حکومت اور سرداری کا خوشنما تمغہ آپ ہی کو دیا جائیگا۔ کیونکہ ملک شام کی حکومت بغیر قبضہ حلب حاصل نہین ہوسکتی۔ اور جب حلب پر تسلط ہوجائیگا تو اوسوقت بلاد شرقیہ پر حکمرانی کرنی آسان ہوجائیگی۔ اسدالدین نے اسقدر

نورالدین محمود کو سمجھایا اور لشکر شام کو کوچ کرنے کا حکم دیکر اوسی شب کو معہ نورالدین محمود کے حلب کیطرف روانہ ہو گیا۔ ساتوین ربیع الثانی سنہ ۵۴۱ھ کو یہہ سب حلب مین داخل ہوئے نورالدین محمود تو قلعہ مین داخل ہو گیا اور اسدالدین شیرکوہ قلعہ معلےٰ کے نیچے کھڑے ہو کر لشکریون سے نورالدین محمود کیطرف سے بیعت لینے لگا اور اور بعد عقد بیعت خاص خاص قواعد مقرر کئے اور از سر نو شہر کا انتظام کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ نورالدین محمود۔ اسدالدین شیرکوہ کو تا عمر عزت کی آنکھون سے دیکھتا تھا اور جو کچھہ وہ دیکھتا یا سُنتا تھا وہ سب شیرکوہ ہی کے آنکھہ کان سے دیکھتا سُنتا تھا۔

علامہ ابن اثیر تاریخ ایام اتابکہ مین تحریر کرتا ہے کہ بعد شہادت اتابک زنگی ملک الپرسلان بن سلطان محمود (جو شہید اتابک کے ہمراہ تھا) اپنے خیمہ سے نکل کر میدان مین آیا زنگی کی فوج نے اوسکی سلامی دی اور اوس کے ہمراہ ہو گئی۔

جمال الدین محمد بن علی وزیر یہہ رنگ دیکھکر گھبرا گیا اور اوس کے آنکھون مین دولت اتابکہ کی تباہی کا نقشہ پھر گیا اوسکو ملک الپرسلان کے خیالات سے پوری آگاہی تھی اوس نے اسیوقت صلاح الدین محمد الباغیسانی امیر حاجب کے پاس ایک معتبر آدمی کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ بنظر مصلحت وقت مناسب یہہ ہے کہ جو کچھہ فیمابین ہمارے قضیے قضایا ہون اونپر ہملوگ خاک ڈالین اور سمجھکر ایسا عنوان اختیار کرین کہ جس سے یہہ دولت وحکومت ہمارے آقائے مرحوم (زنگی) کے خاندان مین باقی رہجائے مجھکو ملک الپرسلان کے خیالات سے پوری پوری اطلاع ہے اوس نے شہید اتابک کے مقبوضات پر دست درازی کا قصد کر لیا ہے اور لشکری بھی اوسکے ہمراہ ہو گئے ہین اگر اسوقت مین اس امر کا انتظام نہ کیا جائیگا تو آیندہ سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھہ حاصل نہو گا" صلاح الدین محمد الباغیسانی کو یہہ

راے پسند آئی وہ اپنے مکان سے اوٹھہ کر وزیر کے پاس آیا۔ دونون نے قسمین کہائین بعدہ ملک الپرسلان کی خدمت مین حاضر ہوے اور اوسپر ایسا روغن قاز ملا اور ایسے معقول فقرے دیے کہ اوس نے زنگی کی بے ریا اطاعت کیوجہ سے سیف الدین غازی کی امارت کو منظور کرلیا۔ یہہ دونون اوسکے دربار سے اوٹھکر اپنے خیمہ مین آئے اور بمشورہ وصلاح سیف الدین غازی کو شہر روز سے موصل مین بُلا بھیجا ۔

نور الدین محمود اس سے پہلے اپنے باپ کے شہید ہونے کے بعد ہی باشارہ اسد الدین شیرکوہ حلب کے طرف چلا گیا تہا اور اوسپر اوس نے قبضہ حاصل کرلیا تہا۔ جمال الدین محمد نے ملک الپرسلان سے سفارش کرکے صلاح الدین محمد کو حلب مین نور الدین محمود کے پاس بہیجدیا اور حماۃ کو اوس کے جاگیر مین دیا۔ اور خود ملک الپرسلان کے ہمراہ رکاب رقہ مین جا پہونچا۔ ملک الپرسلان کو اس نے حکمت عملی سے عیش و عشرت مین مصروف کردیا اور خود اپنی کارروائی مین مشغول ہوکر برابر اُمرا، لشکر اور لشکریون سے سیف الدین غازی کیطرف سے بیعت لیکر موصل کو روانہ کرنے لگا۔ بعد چندے ملک الپرسلان کو کسی نے یہہ سُوجہا دیا یا یہہ کہ خود وہ خواب خرگوش سے چونکا اور اپنے لشکریون کو اوس تعداد پر نہ پایا جس تعداد سے وہ رقہ مین داخل ہوا تہا اسوجہ سے وہ رقہ سے روانہ ہوکر سنجار مین پہونچا اور اوس کے قلعہ دار سے قلعہ کی کُنجیان طلب کین۔ قلعہ دار نے وزیر جمال الدین محمد کی تعلیم سے یہہ کہلا بہیجا کہ مین تو والی موصل کا مطیع ہون آپ موصل پر قبضہ حاصل کیجیے جسوقت آپ کو موصل پر قبضہ ملجائیگا مین آپ کا مطیع ہوجاؤنگا اور اس قلعہ کو آپکے سپرد کردونگا" ملک الپرسلان یہہ جواب سُنکر سخت برہم ہوا اور اوس نے قلعہ پر حملہ کرنے کی تیاری کا حکم دیا جمال الدین محمد یہہ خبر پاکر اوسکے پاس گیا اور نہایت ادب سے کہنے لگا کہ چہوٹے چہوٹے قلعہ دارون سے نہ بہڑنا چاہیے اور نہ اونکو منہہ لگانا چاہیے فی الحال مصلحت یہہ ہے

کہ آپ موصل کیطرف چلیے اگر سیف الدین غازی مین کچہہ اس بغاوت کا اثر پایا جائے تو اوسکو گرفتار کر لیجیے گا ورنہ وہ خود یہہ جواب سُنکر اسکو معقول سزا دیگا۔ ملک الپ ارسلان یہہ سُنکر خاموش ہوگیا۔ دوسرے روز صبح ہوتے ہی بقصد موصل بقیہ لشکر کو ہمراہ لیے ہوئے سنجار سے نکلکر دجلہ کو عبور کیا۔ جمال الدین محمد اس کی آنکھین بچا کر نکل کھڑا ہوا اور اسکے پہونچنے سے پہلے موصل مین داخل ہوگیا۔ اسی کے اشارہ سے امیر عز الدین ابوبکر دبیسی ملک الپ ارسلان کے استقبال کو آیا اور ایسی ظاہرداری کی کہ جس سے ملک الپ ارسلان مطمئن ہوکر تن تنہا موصل مین داخل ہونے پر آمادہ ہوگیا جسوقت ملک الپ ارسلان اپنے بقیہ لشکر سے جدا ہوکر موصل مین پہونچا اوسیوقت نظربند کرلیا گیا اور سیف الدین غازی کے اراکین دولت نے بلحاظ رسم و آئینِ قدیم سلطان مسعود سے اوس کے تخت نشینی کی اجازت لیکر اتابک شہید کی جگہہ اوسکو بٹھا دیا۔

نورالدین محمود اور سیف الدین غازی

اس کے بعد سیف الدین غازی کو ممالک شام کا خیال پیدا ہوا کیونکہ اسوقت تک نورالدین محمود اسکے خدمت مین نہین حاضر ہوا تھا اور نہ اوس کے تخت نشینی کی دعوت مین یہہ شریک تھا۔ دونون بھائیون مین خطوط کی ظاہر آمد و رفت جاری تھی لیکن قلبی صفائی نہ تھی نورالدین محمود تقاضائے سن کیوجہ سے سیف الدین غازی سے ڈر رہا تھا اور سیف الدین غازی اوسکی کمسنی سے یہہ خیال کر رہا تھا کہ مبادا خود غرض اُمرا اور عیسائی سلاطین اسکی ناتجربہ کاری۔ کمسنی سے فائدہ اوٹھالین۔ اسی خیال سے سیف الدین غازی موصل سے روانہ ہوکر جسوقت حلب کے حدود کے قریب پہونچا نورالدین محمود بھی ڈرتا ڈرتا حلب سے باہر آیا۔ دونون بھائیون مین ملاقات کی صورت یون قرار پائی کہ اپنے اپنے لشکرگاہ کے باہر ہر ایک پانچ پانچ سو سوارونکی جمعیت سے ملین۔ نورالدین محمود اور سیف الدین غازی ہر ایک پانچ پانچ سو

سواروں کی جمعیت لیکر نکلے لیکن جسوقت نورالدین محمود کی نظر اپنے بڑے بہائی پر پڑی فوراً گہوڑے سے اوتر پڑا اور کل سوارونکو رخصت کرکے تن تنہا اپنے بہائی کے قدمونپر جا گرا۔ سیف الدین غازی نے اوسکا سر اوٹہا کر گلے سے لگا لیا اور نہایت ملاطفت و نرمی سے کہنے لگا "عزیز نورالدین محمود تم میرے پاس کیون ہنین آتے تہے۔ میرا دل تمہارے دیکہنے کا بیحد مشتاق تہا۔ کیا تم مجہہ سے ڈرتے تہے؟ خدا کی قسم میرے دل مین تمہاری طرف سے کسی قسم کا خیال نہ تہا۔ یہہ تو تم خود خیال کرسکتے ہو کہ اگر مین تمہارے ساتہہ بُرائی یا بداندیشی سے پیش آونگا تو پہر کس کے ساتہہ مین سلوک کرونگا اور کس کے ساتہہ میری زندگی بسر ہوگی۔ تم مجہہ سے چہوٹے ہو تم سے میرے بازو مضبوط اور میری قوت توانا ہے"۔

نورالدین (کمال ادب سے آنکہین نیچے کرکے) "میرے مکرم بہائی۔ مین اپنی غیر حاضری کی معافی چاہنا زیادہ عزیز سمجہتا ہون اس سے کہ مین اپنی غیبوبت کی کوئی وجہ ظاہر کرون۔ واقعی مجہہ سے غلطی ہوئی مین نے آپ کے شفقت آمود خطوط کا منشاء ہنین سمجہا تہا"۔

سیف الدین۔ مین تمہارے اس جواب سے بیحد خوش ہوا۔ مجہکو جیسی تمہاری ذات سے توقع تہی ویسا ہی تم نے جواب دیا۔ مجہکو تمسے ملنے کی زیادہ تر اسوجہ سے خواہش تہی کہ لوگونپر اور علی الخصوص عیسائیونپر یہہ ظاہر ہوجائے کہ اگر ایک اتابک شہید ہوا ہے تو اپنی جگہہ پر وہ اپنے دو لعل چہوڑ گیا ہے اور اون دونون مین باہم اتفاق ہے۔ کون کور باطن ہمکو نظر بد سے ہنین دیکہہ سکیگا تم میرے معاون اور مین تمہارا خبرگیران رہونگا۔

نورالدین۔ آپ کا فرمانا بجا اور بالکل صحیح ہے آپ ایسے مربی کو مین چہوڑنا پسند نہ کرونگا۔ حکومت و سلطنت آپ کے مقابلہ مین ہیچ ہے۔

سیف الدین۔ نہین نہین! مین تمہاری ترقی کا سدّ راہ نہین ہوسکتا۔ مجھکو کب گوارا ہوگا کہ تم دنیاء اسلام مین ترقی نہ کرو۔ دیکھو تمہارے بزرگ باپ نے کیا کیا نمایان کام کئے ہین افسوس کا مقام ہوگا کہ تم اوسکے اخلاف کہلاؤ اور اوسکا ایسا کام نہ کرو۔ مین تمہارا ہر کام مین معین اور تمہاری بہتری کا خواہان رہونگا۔

نور الدین۔ مجھکو آپ کے ان کلمات سے ایسی تشفی ہوگئی ہے کہ میرے دلمین کسی حالتمین کسی قسم کی بے اطمینانی خاندان والا کیطرف سے نہین رہ سکتی مین چاہتا ہون کہ مین آپ کی خدمتمین اوسیطرح حاضر رہون جیسا کہ مرحوم پدر کی خدمت کرتا تھا۔

سیف الدین۔ ضرور تمہاری سعادتمندی اسی امر کی مقتضی ہوگی لیکن زمانہ موجودہ کی روش اسکو منع کرتی ہے عیسائی امراء آرام سے بیفکر نہ بیٹھنے دینگے دیکھو جب کوئی کام تمہارے سمجھہ مین نہ آئے تو مجھہ سے دریافت کرنا مین ہر وقت تمہاری مدد کو موجود ہون۔ سیف الدین نے اسقدر سمجھا کر نور الدین کے پیشانی کو بوسہ دیکر اوسکو حلب کیطرف واپس جانے کو کہا اور خود موصل کیطرف چل کھڑا ہوا۔

عیسائیونکی پیشقدمی اور سلطان نور الدین محمود کی حمیت اسلامی

دنیاء تاریخ کے سیر کرنے والون مین ایسے لوگونکی تعداد کم نظر آئیگی جو اس امر کو تسلیم کرتے ہون کہ مسلمانون نے خونریزی کی ابتدا نہین کی بلکہ عیسائیون ہی نے اون کے برخلاف ہتھیار اوٹھا کر کبھی اوسکو کروسیڈ (جنگ صلیبی) کے مشہور کیا ہے اور کبھی اوسکو انسانی ہمدردی سے تعبیر کرکے ایک عام خونریزی کے سلسلہ جنبانی کی ہے لیکن خدا جانے کیون ناکردہ گناہ مسلمانونپر تلوار اوٹھانے کا الزام عاید کیا جاتا ہے اور ہر شخص بے سمجھے بوجھے بندگان خدا کے قتل عام کا بدنما دھبہ

موصل پہونچکر اپنے ایک خاص امیر کو تبریک وتہنیت کے غرض سے نورالدین محمود کے پاس روانہ کیا۔

دوسرے کروسیڈ کی تیاری

عزاز کی فتح اور کامیابی سے جسقدر مسلمانون کو خوشی ہوئی اوسیقدر ایشیاء کے عیسائیون کو رنج والم ہوا اور وہ رنج والم یہین پر ختم ہونے والا نہ تہا وہ آیندہ بیحد خونریزی کا باعث بننے کو پیدا کئے گئے تہے اسیوجہ سے اونہون نے اعزاز کے چلے جانے کے غم والم کو اپنے ہی تک محدود نہ رکہا وہ اپنی طاقت کے سبہلنے سے مایوس ہوکر یورپ کے بادشاہون سے مدد مانگنے پر آمادہ ہوئے چنانچہ ارمنی پادریون کا ایک گروہ یورپ مین جا پہونچا اور پوپ یوگینس سے اپنے غم والم کا ماجرا بیان کیا وہ انکی مصیبت کی داستان سنکر رو اوٹہا۔ مچاڈ تحریر کرتا ہے کہ ایشیاء کے عیسائیون کی سفارت کے اظہار سے محض ایماندارون کے اس سردار اعظم (پوپ) ہی کے آنکہون سے اشک نہین نکلے بلکہ عزاز کے مصیبتون اور یروشلیم کے آیندہ خطرات نے عام طور سے لوگون مین غمخواری اور ہمدردی اور خوف پیدا کر دیا۔ سنٹ برنارڈ[1] یورپ کے عیسائیون مین جوش پیدا کرنے اور اونکو کروسیڈ پر آمادہ کرنے کے لئے اوٹہہ کہڑا ہوا۔ اسکے وعظ اور دہوان دہار تقریرون نے تمام یورپ مین پہر ایک جوش پیدا کر دیا۔ عامی سے لیکر اعلی طبقہ والے تک اس کروسیڈ مین شامل ہونے پر آمادہ ہوئے۔ لوئیس ہفتم بادشاہ فرانس نے اسکے ہاتہون سے صلیب لی اور کروسیڈ مین شریک ہونیکا قول دیا شہنشاہ جرمنی بہی

---

[1] سنٹ برنارڈ۔ برگنڈی کے ایک امیر کا لڑکا تہا نہایت لسان اور فصیح اور مذہبی جوش مین ڈوبا ہوا تہا پندرہ برس سے تارک الدنیا ہوکر مذہبی زندگی مین بسر اوقات کر رہا تہا دوسرے کروسیڈ کا یہی بانی اور واعظ ہے اسی سبب یورپ کو دوبارہ کروسیڈ پر اوبہارا تہا اور اسی نے عام خونریزی کا دوبارہ دروازہ کہولا تہا اور یہہ اپنے خونخوار ارادہ مین پورا کامیاب نہین ہوا۔

اوسکی جادو بہری تقریر مین پہنس گیا اور اوس نے نہایت خوشی اور جوش سے اُس کے متبرک ہاتہون سے صلیب حاصل کیا برنارڈ کو اس سے بڑہ کر اور کیا کامیابی ہوسکتی تہی کہ دو بڑے بادشاہ اس کروسیڈ مین شامل ہونے کو طیار ہوگئے جو اوسوقت یورپ مین ہر ایک بجائے خود ایک شمار کیا جاتا تہا۔ مورخین کا یہہ خیال ہے کہ گانوٗن کے گانوٗن قصبے کے قصبے خالی ہوگئے تہے۔ شہر ویران ہوگیا تہا قلعے متروک اور غیر آباد تہے بڑے بڑے شہرون مین یتیمون اور بیوٗون اور اپاہج کے سوا کوئی نظر نہ آتا تہا۔ ہر درجہ اور طبقہ کے آدمی بکثرت اپنے اپنے بادشاہون۔ امیرون کے ساتہہ صلیبی لڑائی لڑنے کو آئے تہے۔ حیرت انگیز معاملہ تو یہہ ہے کہ اس جنگ صلیبی مین بیشمار عورتین[1] مرد بن گئی تہین اور وہ صلیبین حاصل کرکے تلوارون اور نیزون سے مسلح ہوئی تہین۔

کروسیڈرون کی تعداد

لوئیس شاہ فرانس کے ہمراہ ایک لاکہہ کروسیڈر تہے اور اوسکی ملکہ ایلینر پچاس ہزار عورتون کی فوج لئے ہوئے اوس کے ہمراہ تہی۔ شہنشاہ جرمنی کے ہمراہ بہی اسی قدر فوجین تہین اور یہہ دونون فوجین نہایت مرتب اور باقاعدہ جنگ آزمودہ تہین علاوہ اِن کے عوام الناس بازاریون کا ایک جم غفیر تہا۔

شہنشاہ جرمنی

مسلمان مورخ لکہتے ہین کہ سب سے پہلے شہنشاہ جرمنی کی فوج قسطنطنیہ مین پہونچی۔ انکی کثرت کیوجہ سے اوس کے بادشاہ نے انکی دلجوئی کی۔ نرمی و مدارات سے پیش آیا اور اپنے ملک سے گزر جانے کی اجازت دیدی مگر جسوقت قونیہ کی سرحدی اسلامی حکومتون کو اس امر کی اطلاع ہوئی اودن کو

---

[1] مچاڈ لکہتا ہے کہ شاہ فرانس کے ملکہ ایلینر کے صلیب حاصل کرنے پر بیشمار عورتون نے صلیبین لین شاید اسی وجہ سے اس دوسرے کروسیڈ مین زیادہ اوباش طبیعت بدچلن آدمی شریک ہوئے

(باقی صفحہ ۵۰ مین)

اپنے ملک اور دین کی حفاظت کی غرض سے کوئی برانگیختہ کرتا یا نہ کرتا تیار ہونا ضروری تہا اسوجہ سے وہ اون کے ناکے روک کر پہاڑون کی چوٹیون پر چڑہ گئے جسوقت عیسائی ان کے روبرو آئے اونہون نے چارون طرف سے حملہ کرکے بیشمار عیسائیون کو کاٹ ڈالا شہنشاہ جرمنی پریشان ہوکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا اثناء راہ مین رسد و غلّہ کے نہ فراہم ہونے سے صدہا لشکری مرگئے بمشکل[۵۱] تمام کل قوم کا دسوان حصّہ بچا کر نیسیا مین پہونچا جہان پر کہ شاہ فرانس اسکی شکست کا حال سنکر متردد و متفکر تہا۔ شاہ فرانس نے شہنشاہ جرمنی کے مصائب سنکر افسوس ظاہر کیا اور پہر دونون نے باہم عہد و پیمان کرکے بارادہ فلسطین نیسیا سے کوچ کردیا مگر شہنشاہ جرمنی ترکون سے ایسا خایف ہوگیا تہا کہ اثناء راہ مین ترکون کی فوج کے موجود ہونے کی خبر پاکر موسم سرما کے حیلہ سے قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا۔

شاہ فرانس

شاہ فرانس[۵۲] نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے لاوڈلیا کیطرف چلا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۹)۔ ملکہ ایلینر کے چال چلن کے نسبت وہ تحریر کرتا ہے کہ اسکے زمانہ قیام انطاکیہ مین جن لوگون پر اسکی خاص عنایتین تہین وہ صرف عیسائی نائٹ نہ تہے بلکہ اونمین مسلمانون کے نام بہی شامل کیے جاتے ہین علی الخصوص ایک نوجوان ترک تہا جسکو اس نے بہت سے قیمتی تحایف دیے تہے اور اوس کے خیال سے بادشاہ کو چہوڑ دینا چاہا تہا۔

[۵۱] عیسائی مورخ ان سب آفتون اور تکالیف کا باعث یونانی عیسائیون کو بتاتے ہین جو اوسوقت قسطنطنیہ مین حکومت کر رہے تہے وہ بیان کرتے ہین کہ یونانی رہبرون نے شہنشاہ جرمنی کو دہوکہا دیکر قونیہ کے سرحد پر پہونچا دیا جہان پر اسکو بہت بڑے نقصان کا سامنا ہوا۔

[۵۲] مچاڈ لکہتا ہے کہ شاہ فرانس نے اپنی کل فوج کو دو حصّون پر تقسیم کردیا تہا اور ہر حصّہ ایک نئے سردار کے زیر حکم سفر کرتا تہا جسکو بادشاہ ہدایت کرتا تہا ایکروز اگلے حصہ کا جیافری ڈی رینکن افسری کر رہا تہا بادشاہ نے سب سے بلند پہاڑ پر اسکو ٹہرنے کا حکم دیا تہا لیکن یہہ ملکہ ایلینر کے اصرار سے ایک سرسبز میدان مین ٹہر گیا اور ترک جو۔ (باقی صفحہ ۵۱ مین)

اور وہان پہونچکر تنگ پہاڑی رستون سے گزرتا ہوا اور ترکون سے لڑتا ہوا بندر اطالیہ سے براہ سمندر انطاکیہ مین پہونچگیا۔ اس کی ایک لاکہہ فوج مین سے صرف ایک چوتہائی بچگئی تہی اور باقی تین ربع یا بروایت صاحب کتاب الروضتین ایک لاکہہ مین سے بیس ہزار آدمی راستے کے مصائب اور ترکون کی لڑائی کے نذر ہوگئے۔ اسی مقام پر شاہ فرانس کو اپنی ملکہ ایلینیر پر اوس کے چچا ریمنڈ والی انطاکیہ سے ناجایز تعلق پیدا کرلینے کا شبہہ پیدا ہوگیا اور اس امر پر شاہ فرانس اور اوسکی بیگم مین اس درجہ ناراضی پہیلی کہ ملکہ ایلینیر اپنے شوہر کو چہوڑ کر اپنے چچا ریمنڈ کے پاس چلی گئی اور شادی منسوخ کرانے پر آمادہ ہوگئی بادشاہ کو یہہ حرکت اوسکی ناگوار گزری اوس نے جبرًا شب کیوقت اوسکو اپنے لشکرگاہ مین اوٹھوا منگوایا اور مجبورانہ انطاکیہ سے کوچ کرکے یروشلیم مین جا پہونچا۔ یروشلیم کے عیسائی اس کے آنے کو اپنی خوش قسمتی کا فال نیک سمجھکر محظوظ ہو رہے تہے کہ اس اثناء مین شہنشاہ جرمنی بہی عکا ہوتا ہوا یروشلیم مین داخل ہوگیا عیسائیون کی مسرت ان دونون بادشاہون کے اکٹھے ہو جانے سے دوچند ہوگئی اور یہہ دونون بادشاہ گلے ملکر ایک دوسرے کے مصائب پر خوب پہوٹ پہوٹ روئے اور اس مقدس مقام مین توبہ استغفار کرکے از سر نو عہد و اقرار پیمان کیا اور مسلمانون کے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۰)۔ اس کے تاک مین لگے ہوئے تہے اس پہاڑ پر قابض ہوگئے۔ جسوقت پچھلا حصہ جسمین خود شاہ فرانس تہا ان کے سامنے ہوکر گزرا اور اونکو اپنی کامیابی کا پورا یقین ہوگیا تو وہ لوگ نعرہ (اللہ اکبر) مارتے ہوئے آپڑے۔ تیس سردارون کو جو بادشاہ کے ہمرکاب تہے ایک ایک کرکے قتل کرڈالا۔ بادشاہ تنہا رہگیا تو وہ کسی کے گہوڑے پر سوار ہوکر بہاگ نکلا مسلمانون نے عام سپاہی سمجھکر اسکا تعاقب نہ کیا اور یہہ افتان و خیزان اپنی اگلی فوج کے حصہ سے جا ملا۔

برخلاف ہتہیار اوٹہانے کی قسمین کہائین۔

دمشق پر عیسائیونکا حملہ

بالڈون ثالث جس نے ابتدا ہی سے خونخوار طبیعت پائی ہتی اور اسوقت وہ یروشلیم کا بادشاہ تہا اوس نے یورپ کے ان دو عظیم الشان بادشاہون کے اکہٹے ہوجانے کو اپنی کامیابی کا کافی ذریعہ سمجہکر اپنے فتوحات کے وسعت دینے پر تُل گیا اور ایک کونسل منعقد کرکے بعد بحث و مباحثہ یہہ طے کرلیا کہ دمشق پر حملہ کرکے اوسپر قبضہ حاصل کرلینا چاہیے ان دونون بادشاہون نے بہی اِس راے سے اتفاق کیا اور بالڈون کے ہمراہ یروشلیم سے روانہ ہوکر دمشق پر جا اوترے۔ دمشق مین ان دنون امیر معین الدین انز حکومت کرتا تہا وہ بہی حملہ آور فرنگیون کی آمد سنکر دمشق سے مسلح ہوکر نکلا۔ چہٹی ربیع الاول ۵۴۳ھ یوم شنبہ سے لڑائی شروع ہوگئی۔ دمشق ان دنون متواتر حملون اور آے دن کے محاصرون سے نہایت کمزور ہورہا تہا۔ اوس کے تین طرف مٹی کی شہرپناہ بنی ہوئی ہتی اور ایک طرف باغات تہے جنکے کثرت پر کسیقدر اوسکو اعتماد تہا۔ عیسائی فوج نے اسی طرف سے اوسکا محاصرہ کیا تہا۔

عیسائیون کی ناکامی

امیر اسامہ بن منقذ کتاب الاعتبار مین تحریر کرتا ہے کہ دمشق کی فوج مین مسلمانون کے بڑے بڑے مشایخ بہی شریک تہے۔ فقیہہ امام یوسف فندلاوی مالکی اور شیخ عبدالرحمن حلحول رحمہما اللہ تعالیٰ جو دمشق کے عمایدین مشایخ سے شمار کیے جاتے تہے اسی لڑائی مین شہید ہوے ہین۔ تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ معین الدین انز نے فقیہہ موصوف کو لڑائی کے میدان مین دیکھکر کبرسنی کیوجہ سے اونکو جنگ کرنے سے روکنا چاہا لیکن فقیہہ موصوف اپنے اوس جوش کو جو ہر دیندار کے دل مین مذہب کی حمایت کا ہوتا ہے نہ روک سکے اور[1] لقد بعت

---

[1] یہہ فقرہ آیہ کریمہ ان اللہ اشترے من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

واشترے (بیشک مین نے فروخت کیا اور اوس نے مول لیلیا) فرماتے ہوئے عیسائیون کی فوج مین گھس گئے اور وہین لڑکر شہید ہوگئے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑی خوفناک لڑائی ہوئی اور عیسائی فوجین میدان اخضر تک بڑہتی چلی آئین دمشق کی فوجین کمی تعداد کیوجہ سے اونکو نہ رُوک سکین۔ چونکہ عیسائیون کو اپنی کثرت تعداد پر اعتماد تہا اسوجہ سے ادہر وہ لڑائی مین سُستی کرنے لگے اور اودہر معین الدین نے سیف الدین غازی کو عیسائی فوج کے آنے کی خبر دیدی اور اوس سے امداد طلب کی سیف الدین غازی اپنا جری لشکر لئے ہوئے دمشق کیطرف روانہ ہوا اور سلطان نورالدین محمود دوسرے طرف سے یہہ واقعہ سُنکر حمص مین اپنے بہائی سے آملا۔ یہین سے دونون بہائیون نے پہلے عیسائی کروسیڈرون اور شام کے عیسائیون کو اپنی رُعب اور سطوت سے ڈرایا بعدہ معین الدین کو یہہ لکھہ بہیجا کہ ”مین اپنے ہمراہ ایک خونخوار مسلح فوج لاسکتا ہون اور ایک لحظہ مین عیسائیون کو سرزمین دمشق سے نکال سکتا ہون لیکن دمشق میرے حکام کے قبضہ مین نہین ہے اگر خدانخواستہ ہزیمت نصیب دشمنان ہوئی تو بوجہ دوری ہم جانبر نہوسکین گے اور عیسائی بیخدشہ دمشق پر قبضہ کرلینگے اسوجہ سے اگر تمکو ہماری امداد کی ضرورت ہے اور تم عیسائیون کو اپنے ملک سے دُور کیا چاہتے ہو تو دمشق مین کسی ایسے شخص کو حاکم بناؤ کہ جسپر ہمکو اعتماد ہو ہم اس امر پر حلف لے سکتے ہین کہ کامیابی کے بعد دمشق مین ایک لحظہ بہی نہ ٹہرینگے“ معین الدین نے اس خط کا جواب کچہہ نہ لکہا لیکن اس سے اوس نے خاطر خواہ فائدہ اوٹہالیا اور عیسائی کروسیڈرونکو یہہ کہلا بہیجا کہ ”تمہاری خیریت اسی مین ہے کہ تم فوراً دمشق سے کوچ کرجاؤ ورنہ صبح شام مین سلطان الشرق (سیف الدین) اپنا ایسا لشکر لئے

آرہا ہے کہ جس کے مقابلہ کی تم مین تاب نہین ہے" اور ایک سفارت شام کے عیسائیون کے پاس اس مضمون کا بہیجا کہ "تم لوگ دو بلاؤن مین مبتلا ہو اگر ان عیسائی مجاہدین نے دمشق پر قبضہ حاصل کرلیا تو بہی تم اپنے ممالک کی خیر نہ جاننا وہ تمہارے مقبوضات پر بہی حملہ کرینگے اور اگر مینے دمشق کو سیف الدین غازی کے سپرد کردیا تو تم خوب اچہی طرح سے یہہ یاد رکہنا کہ تم لوگ اسکو بیت المقدس پر قبضہ حاصل کرنے سے نہ روک سکوگے مناسب یہی ہے کہ تم اپنے ہم قوم کو سمجہا بجہا کر دمشق سے ہٹالو یا یہہ کہ تم ہمارے ہمصفیر ہوجاؤ"۔ شام کے عیسائیون کو معین الدین کی اس سفارت سے بہت زیادہ خوف پیدا ہوا اور انہون نے بہی سیف الدین غازی کی خارہ شگاف تلوار اور جرار فوج سے ڈر کر بامنت خوشامد دمشق سے کروسیڈرونکو واپس بلالیا۔ عیسائی مورخ اس بےنیل مرام واپس ہونے کو عیسائی امرا کے باہمی نزاعات اور ضد کیطرف منسوب کرتے ہین۔

کروسیڈرون کی مراجعت

اس واقعہ کے بعد ان صلیب بردارون نے عسقلان کا محاصرہ کرنے اور اوس پر قبضہ حاصل کرنے کا مشورہ کیا مگر وہ بہی پورا نہوسکا۔ مجبور ہوکر پہلے تو شہنشاہ جرمنی یورپ کو لوٹ گیا اور بعد اس کے شاہ فرانس چندے فلسطین مین رہ کر سنہ ۱۱۴۹ء مین اپنا سا منہہ لیکر واپس ہوگیا یہہ دوسرا کروسیڈ تہا یہہ جیسا جوش اور سرگرمی سے شروع ہوا تہا اوس سے بہت زیادہ ناکامی اور تباہی پر خودبخود ختم ہوگیا اور اسیوقت سے تیسرے کروسیڈ کی یورپ مین تحریک ہونے لگی جس کے جوش سیلاب کو سلطان صلاح الدین اعظم نے فرو کیا ہے۔

فنش کی گرفتاری

یورپ کے عیسائی کروسیڈرونمین سے ایک فنش[1] والی طلیطلہ

---

[1] باوجود تلاش اور جستجو کے اسکے نام کی تحقیق نہین ہوئی اسکا دادا پہلے کروسیڈ مین آیا تہا اور اوس نے طرابلس کو مسلمانون سے فتح کیا تہا۔

(اندلس) کا لڑکا تہا وہ دمشق سے ناکامی کے ساتہہ واپس ہوکر نامراد یورپ جانے کو ناپسند کرکے حصن عریمہ پر جا اوترا اور اوسکو قمص (ریمنڈ کونٹ آف ٹریپولی) والی طرابلس سے فتح کرکے طرابلس کے طرف بڑہنے کا قصد کیا قمص اس قلعہ کے چلے جانے سے سخت متردد ہوا اور اوس نے اس کے شر سے بچنے کی یہہ تدبیر نکالی کر اوس نے سلطان نورالدین محمود کو لکہہ بہیجا کہ "آپ حصن عریمہ کو فنش سے فتح کر لیجیے مین کچہہ معترض نہونگا میرے دل مین اوسکی ہمدردی ذرہ بہر بہی نہین ہے" سلطان اون دنون بعلبک مین معین الدین انر والی دمشق سے ملنے کو گیا تہا قمص کا یہہ پیام اوسکو وہین ملا اوس نے معین الدین انر کو بہی مہم حصن عریمہ کے لئے تیار کرلیا اور اوسکو معہ اوس کے فوج کے اپنے ہمراہ لئے ہوئے حصن عریمہ کیطرف چل کہڑا ہوا۔ اور روانگی کیوقت ایک خط اپنے بہائی سیف الدین غازی کے پاس بہیجدیا۔ سیف الدین غازی خود تو اس مہم پر نہ آیا لیکن اوس نے ایک کثیر التعداد فوج بسرگروہی امیر عزالدین ابوبکر والی جزیرہ ابن عمر روانہ کردیا اتفاق وقت سے یہہ کل اسلامی جنگ آور فوجین یکے بعد دیگرے ایک دو روز کے مدت مین حصن عریمہ پر پہونچگئین۔ اور نہایت تیزی اور ہوشیاری سے اوسکا محاصرہ کرکے لڑائی شروع کردی۔ اسلامی فوجین قلعہ کی فصیلون پر چڑہنے کی کوششین کرتی تہین لیکن عیسائی تیر انداز اون کو قریب آنے دیتے تہے چار روز تک لڑائی اسی صورت سے جاری رہی پانچوین روز مسلمانون نے سرنگ کے ذریعے سے قلعہ کی جنوبی دیوار توڑ ڈالا اور سلطان نورالدین کے ہمراہ تکبیرین کہتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوگئے۔ عیسائیون کو جب تک اپنی کامیابی پر کچہہ بہروسا رہا اوسوقت تک برابر مقابلہ پر تلے رہے مگر جب اونکی مایوسانہ کوششون نے اونکو ناامیدی کا جواب دیدیا تو اوہنون نے مجبور ہوکر امان طلب کین اور اپنے آپ کو مسلمانون کے سپرد کردیا۔ علامہ ابویعلی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حصن عریمہ

کے موجودہ عیسائی لشکر کا زیادہ حصہ اس معرکہ مین کام آگیا اور جو باقی رہ گئے تھے وہ گرفتار کر لیے گئے منجملہ اون کے خود فنش والی طلیطلہ کا لڑکا تھا۔ سلطان نورالدین محمود نے کامیابی کے بعد عیسائی قیدیون اور مال غنیمت کو امیر عزالدین ابوبکر کے ہمراہ اپنے بھائی سیف الدین غازی کے پاس حمص مین بھیجدیا اور خود ابن فنش کو معہ اوسکی ملکہ کے گرفتار کیے ہوئے حلب کیطرف لوٹ کھڑا ہوا اور واپسی کیوقت مقامات باسوطا اور رعاب پر اوس کے باشندون اور حکام نے بخوشی و امان اِس کو قبضہ دیدیا۔

عیسائیون کی بغاوت

اسی زمانہ مین شامی عیسائی یورپ کے کروسیڈمیون کا زور و شور سنکر صوبہ اعزاز کے باشندون کیطرح بغاوت پر کمر بستہ ہوئے اور اپنے گئے ہوئے ممالک پر قبضہ حاصل کر لینے کے غرض سے امن و آرام کی زندگی تلخ کرنے پر تل گئے۔ تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ عیسائیون کو بعد شہادت زنگی یہہ خیال پیدا ہوا کہ زنگی تو شہید ہو گیا ہے اور اوس کے لڑکون مین سنبھلنے کی کوئی صورت نظر نہین آتی۔ ایسی حالت مین کسی اور زمانہ کا انتظار کرنا بالکل نامناسب ہے اِسوجہ سے اونہون نے ہر مقام پر بلوا شروع کر دیا تھا۔ لیکن سلطان نورالدین محمود کی تازہ کوششون نے اونکو خوب زکین دین اور اونکو اونکی سرتابی اور بغاوت کی بہت اچھی سزا دی ایک ہی وقت مین ارتاح۔ مابولہ۔ بصرفوت۔ کفرلاثا مین عام بغاوت پھیلی ہوئی تھی اور وہ ان چارون مقامات کے اسلامی فوجون کا افسر اعلی بنا ہوا اونکو لڑا رہا تھا۔ کبھی تو وہ ارتاح کے حملہ آور فوج کے ساتھہ ملکر شہر پناہ کے توڑنے مین مصروف نظر آتا تھا اور کسیوقت مابولہ سے باغی عیسائیون کے نکالنے مین کوششین کراتا تھا اور بضرورت کیوقت بصرفوت اور کفرلاثا پر حملہ کرکے باغیون کے مجمع کو منتشر او پریشان کرتا تھا۔ اسکے اِنہین

قابل قدر کوششون اور مستعدی نے نہایت جلد عیسائیون کے بلوے کو فرو کردیا اور ان چارون مقامات سے فتنہ و فساد کو چند روز کے لئے ایسا رفع کردیا کہ عیسائی مدتون اوس کے نام کو بہولے رہے ۔

عیسائی کونسل کا بدنتیجہ

اس کے ایک سال کے بعد پہر عیسائیون مین یورش پیدا ہوئی اور اونہون نے آیندہ خونریزی کا دروازہ مفتوح کر کے نورالدین کے سلسلہ فتوحات کے روک تہام کے غرض سے سنہ ۵۴۳ھ مقام بصرئے (البقرے) مین ایک کونسل منعقد کیا اور اوس مین بعد بحث و تکرار یہہ طے کرلیا کہ کل شامی عیسائی ایکجا ہو کر پہلے حلب کے مقامات پر حملہ کرین جب نورالدین ہمارے مقابلہ پر آئے تو ایک حصہ اوسکا مقابلہ کرے اور دوسرا حصہ فوج کا دوسرے اسلامی شہرون کیطرف بڑہ جائے ۔ نورالدین محمود ایسی حالت مین کسیطرح ہمارا مقابلہ نکرسکے گا لیکن سلطان نورالدین محمود کو اوس کے جاسوسون نے عیسائیون کے اس صلاح و مشورہ سے آگاہ کردیا اوس نے بلا توقف حلب سے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیدیا اور عیسائیون کی روانگی سے پہلے خود اون کے سرونپر پہونچکر لڑائی مین مصروف ہوگیا ۔ عیسائی بلوائی جو اطراف و جوانب سے بطمع ملک گیری مجتمع ہو رہے تہے وہ سب کے سب منتشر و پریشان ہوگئے اونکو اونکی کوششون اور اتفاق و مشورہ نے کچہہ نفع نہ پہونچایا بلکہ وہ کمال بے سروسامانی سے بحال پریشان میدان جنگ سے بہاگ کہڑے ہوئے ۔ تاریخ کامل مین لکہا ہے کہ اس معرکہ مین بیشمار عیسائی مارے گئے اون کے نامی نامی سردارون کا ایک گروہ گرفتار کرلیا گیا اس واقعہ سے جانبر ہونے والے عیسائیون کی تعداد نہایت قلیل تہی سلطان نورالدین محمود نے کامیابی کے بعد دربار بغداد اور اپنے بہائی سیف الدین غازی اور سلطان

مسعود سلجوقی کے پاس بہی مال غنیمت اور قیدیون کے حصص بہیجے تہے شعراء نے اس فتحیابی کی تہنیت مین قصاید لکہے منجملہ اون کے قیسرانی کا قصیدہ جو اسکے دربار کا خاص شاعر تہا بہت مشہور و معروف ہے۔

سلطان نورالدین اور قطب الدین

اس واقعہ کے بعد چندے اوسکو اپنے اس سلسلہ فتوحات کو روکنا پڑا اور تہوڑے دنون کے لئے اندرونی معاملات مین دست اندازی کی اوسکو ضرورت ہوئی کیونکہ سنہ ۵۴۴ھ مین سیف الدین غازی والی موصل والی ماردین کی بیجا پیشقدمی سے بلاد ماردین پر چڑہ گیا تہا اور اوس کے چند مقامات پر قبضہ حاصل کرکے بمصالحت موصل کو لوٹا آرہا تہا اتفاق سے اثناء راہ مین علیل ہوگیا اور موصل پہونچکر ایک کمسن لڑکا چہوڑکر مرگیا تہا۔ جمال الدین وزیر اور زین الدین قلعہ دار موصل نے متفق ہوکر اوس کے بہائی قطب الدین کو بجاے سیف الدین کے موصل کا حاکم بنالیا تہا اور سلطان نورالدین ان دنون شام مین تہا اور انطاکیہ پر حملہ کرنے کی تیاری کررہا تہا اسی اثناء مین عبدالملک المقدم حاکم قلعہ سنجار نے ملک و مال کی ابتری ظاہر کرکے موصل پر قبضہ کرلینے کی تحریک کی اور علاوہ اس کے اکثر امراء دربار سیف الدین غازی قطب الدین سے بددل ہوکر اسکی حکومت پر رضامندی ظاہر کررہے تہے سلطان نورالدین محمود بنظر انجام بینی اپنے ستّر مخصوص امراء کو جنمین اسدالدین شیرکوہ اور مجدالدین ابوبکر ابن الدایہ بہی تہے ہمراہ لیکر براہ سنجار موصل کو روانہ ہوگیا۔ یہہ جسوقت مقام ماکسین مین پہونچا تہا اوسوقت بہت شدّت سے بارش ہورہی تہی اسکے ہمراہی اس سے پیچہے رہ گئے تہے یہہ صرف چہہ سوارون کے ہمراہ ماکسین مین داخل ہوا۔ ماکسین کے پولیس نے اسکو نہ پہچانا اور معمولی لشکری ترکمانی سمجہکر شحنہ ماکسین کے پاس

اطلاع دہی کے غرض سے گئے پولیس والے اپنے افسر سے پوری رپورٹ نکرنے پائے تہے کہ سلطان نورالدین محمود دارالشحنہ مین جا پہونچا شحنہ ماکستین اوسکو دیکھہ کر آداب شاہی کے موافق سلام کیا اور دست بوسی کرکے علیحدہ کھڑا ہو گیا رات بہر یہہ دارالشحنہ مین ٹہرا رہا جب دوسرے روز اس کے بقیہ ہمراہی آگئے تو اون کو اپنے ہمراہ لیکر سنجار کو روانہ ہوا۔ لیکن اس کے پہونچنے سے پہلے عبدالملک المقدم سنجار مین اپنے لڑکے شمش الدین محمد کو چھوڑ کر موصل کو روانہ ہو گیا تہا اور روانگی کے وقت یہہ کہہ گیا تہا کہ " اگر سلطان نورالدین محمود میرے بعد تشریف لائین تو مجھکو چپکے اطلاع دیدینا" شمس الدین محمد نے اس کے پہونچتے ہی دو سوارون کو اپنے باپ کے واپس لانے کو روانہ کر دیا چنانچہ عبدالملک المقدم تل یعطر سے موصل کے قریب پہونچکر واپس آیا اور سلطان نورالدین محمود کی حکومت کو جسے وہ مدتون سے تسلیم کر چکا تہا بظاہر بہی مان لیا۔ قطب الدین کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا لشکر لئے ہوئے موصل سے نکلا اور تل یعفر پر پہونچکر بارادہ جنگ ٹہر گیا سلطان نورالدین محمود نے اس خدشہ کو پیش نظر کرکے فخرالدین قرا ارسلان والی حصن کو پہلے سے بلا بہیجا تہا اور وہ معہ اپنے لشکر کے اس کے پاس ٹہیرا ہوا تہا ۔

ہنوز لڑائی کی نوبت نہین آئی تہی لیکن درمیانیون نے دونون بہائیون مین خاصی ناچاقی پیدا کر دی تہی خط وکتابت کے سلسلے جاری تہے جمال الدین وزیر جو اس خاندان کا دلی بہی خواہ تہا اور جس نے بعد شہادت اتابک زنگی اس خاندان کو ملک الپ ارسلان کے ہاتہون بربادی سے بچایا تہا وہ اس لڑائی کا سخت مخالف تہا لیکن کسی مصلحت سے اسوقت تک خاموشی کے آنکہون سے ان معاملات کو دیکھہ رہا تہا جب طرفین کی ناصافیان حد سے متجاوز ہوئی

نظر آئین تو اوس نے قطب الدین کو ایک روز تنہائی مین سمجہایا اور یہہ رائے دی کہ بالفعل قرین مصلحت یہہ ہے کہ حمص سلطان نور الدین محمود کو دیدیا جائے اور بجائے اوس کے سنجار لیلیا جائے کیونکہ ایک تو حمص کی سرحد عیسائیون کے ملک سے ملی ہوئی ہے آئے دن ایک نہ ایک جہگڑا اوٹہتا رہتا ہے اور ہم مین اونکی مدافعت کی قوت نہین ہے اور دوسرے یہہ ہے کہ وہ بہی آپ کے بہائی اور بڑے بہائی ہین اون سے لڑنا بالکل نامناسب ہے قطب الدین نے جمال الدین وزیر کی یہہ رائے پسند کرلی اور دوسرے روز صبح ہوتے ہی تن تنہا سلطان نور الدین محمود کے پاس چلا گیا سلطان نے اسکو اپنے گلے سے لگا لیا اور اسکی خواہش کے موافق حمص ورحبہ سے سنجار کا تبادلہ کرلیا۔ اگلے دن سلطان نور الدین محمود اپنے بزرگ باپ شہید اتابک کے وقت کے خزاین واسباب سنجار سے لیکر حلب کو چلا گیا اور قطب الدین نے سنجار کو زین الدین کے سپرد کردیا اسوجہ سے کہ حمص اِس کے بہائی کی جاگیر مین تہا۔

جنگ انطاکیہ اہنین معاملات کے اثنا مین پرنس انطاکیہ پانچہزار سوارونکی جمعیت سے مضافات حلب کیطرف بڑہتا چلا آرہا تہا سلطان نور الدین محمود جب حلب مین پہونچا اور اس امر کی اوسکو اطلاع ہوئی تو اوس نے پہلے امیر معین الدین والی دمشق کو طلبی کا خط لکہا بعدہ خود تین ہزار سوارون کے ہمراہ حلب سے نکل کہڑا ہوا اور امیر معین الدین اپنی طرف سے مجاہد الدین بزان کو ایکہزار فوج کے ساتہ دمشق سے روانہ کرکے خود بغرض حفاظت حوران کیطرف چلا گیا عیسائی اور اسلامی فوجون کا مقام آنب مین یوم چہارشنبہ اکیسوین ۲۱ صفر ۵۴۴ھ کو مقابلہ ہوگیا سلطان نور الدین محمود بذاتہ اس لڑائی مین ایک جانباز سپاہی کیطرح

جنگ کر رہا تہا اور باین ہمہ اپنے پورے لشکر کی افسری بہی کرتا جاتا تہا۔

پرنس انطاکیہ کا مارا جانا

ابن ابی طے لکہتا ہے کہ اسکا نامی سپہ سالار اسد الدین شیرکوہ نے اس معرکہ مین بہت بڑی جوانمردی کی یہہ اپنی صف سے شیر نر کیطرح نکلا اور عیسائیون کی صفین پہاڑتا ہوا صلیبی نشان کے پاس پہونچکر ایک ہی وار سے اوس پادڑی کو مار ڈالا جسکے ہاتہہ مین صلیب تہی بعد ازان اوس نے خود پرنس انطاکیہ پر حملہ کرکے اوسکو تہ تیغ کیا اور اوسکے ساتہہ ہی کئی نامی نامی عیسائی سردارون کو کاٹ ڈالا جب عیسائی سپاہیون نے اوسکو چارون طرف سے گہیر کر گرفتار کرنا چاہا تو وہ پہر اونکی صفون کو پہاڑتا اور اون کو مارتا ہوا نکل آیا۔ عیسائی فوجین اس واقعہ سے گہبرا گئین اور نہایت بے سر و سامانی سے میدان جنگ سے پسپا ہوکر بہاگین مسلمانون نے اون کا کچہہ دور تک تعاقب کیا اور سلطان نور الدین محمود نے انطاکیہ کے دروازہ پر پہونچکر اپنا نیزہ گاڑ دیا انطاکیہ پہلے ہی سے اپنی حفاظت کرنیوالون سے خالی ہوچکی تہی اوس مین سوائے معمولی رعایا اور تجارت پیشہ عیسائیون کے اور کوئی نہ رہ گیا تہا اونہون نے فتح نصیب سلطان سے مہلت مانگی اوس نے کمال رحمدلی اور خندہ پیشانی سے اہل انطاکیہ کو ایسی حالت مین اون کے خواہش کے مطابق مہلت دیدی جبکہ وہ بے یار و یاور ہو رہے تہے۔

دوسرے پرنس کی گرفتاری

پرنس انطاکیہ کے مارے جانے کے بعد اوس کے نسل سے ایک کم سن لڑکا بیمنڈ نامی موجود تہا لیکن کمسنی کیوجہ سے وہ اپنے ملک و لشکر کو نہ تو سنبہال سکتا تہا اور نہ مسلمانون سے صلیبی لڑائی لڑنیکا قابل تہا اسوجہ سے پرنس انطاکیہ کی بیوہ بی بی نے ایک دوسرے پرنس سے عقد کرکے اوسکو انطاکیہ کے ملکی اور جنگی محکمون کی افسری دیدی۔

یہہ پرنس بظاہر اپنے خونخوار ارادون سے نہایت سخت جنگجو نظر آرہا تہا لیکن ابتدا ہی مین سلطان نورالدین محمود سے اوجہکر اپنی تمناؤن کا خون کر بیٹہا۔ سلطان نے اسکو نہایت ناکامی سے پسپا کیا اور بہاگتے وقت اسکو خود سلطان نے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد بیمنڈ تخت انطاکیہ پر بیٹہا اور وہ ۵۵۹ھ تک حکومت پذیر رہا تا آنکہ مہم حارم مین اسکو بہی سلطان نورالدین محمود نے ایک لڑائی مین گرفتار کر لیا۔ جیسا کہ آیندہ ہم مفصل بیان کرین گے۔

والی دمشق کی بدعہدی اور نورالدین کا پہلا حملہ

اس کے واقعہ کے بعد پہر عیسائیون نے اطراف و اعمال حورانیہ مین بغاوت شروع کی دن دہاڑے مسلمانونکو قتل و غارت کرنے لگے۔ اون کے مال و اسباب کو لوٹ لیتے تہے اون کی عورتون بچون کو گرفتار کرکے ہمیشہ ہمیشہ کی آزادی اور پاک مذہب اسلام سے محروم کر دیتے تہے سلطان نورالدین محمود کے کانون تک جب یہہ خبر وحشت اثر پہونچی تو اوس نے پہلے اون کو اپنے خوفناک ارادے سے ڈرایا لیکن جب وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو اوس نے اونکی سرکوبی کا ارادہ کرکے معمول کے موافق والی دمشق سے ایکہزار سوارون کو معہ اون کے سپہ سالار کے طلب کیا۔ سابق والی دمشق کے مرنے سے دمشق کا انتظام بیحد ابتر ہو رہا تہا نہ تو جدید حاکم مین عہد و اقرار کی پابندی ہتی اور نہ اوس مین قومی ہمدردی باقی رہی ہتی بلکہ وقتاً فوقتاً یہہ اپنی ناتجربہ کاری کم فہمی سے عیسائیون سے سازش کر لیتا تہا جس سے یہہ تو منتفع نہ ہوسکتا تہا اور وہ خاص طور سے اسکی سازش سے فائدہ اوٹہا لیتے تہے شاید اوس نے عیسائیون کے بہروسہ پر سلطان نورالدین محمود کے حکم کی تعمیل نہ کی سلطان نورالدین محمود کو جو مسلمان اُمرار کی نااتفاقی دور کرنے اور ایک اسلامی پُرشوکت قوت بنانیکے غرض سے

پیدا کیا گیا تہا جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اوس نے اپنی فوج کو دو حصّہ کرکے ایک حصّہ کو بسرگروہی اسد الدین شیرکوہ اطراف حورانیہ کو روانہ کیا اور خود ایک حصّہ کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے بقصد دمشق۔ مرج یبوس مین جا اوترا اور اوس کے لشکر کا کچہہ حصّہ مقام یعقور مین ٹہیرا رہا۔ دو دن کے بعد مرج یبوس سے روانہ ہوکر بعلبک مین جا پہونچا بعلبک اور اوس کے اطراف مین ایک مدت سے پانی نہ برسنے کیوجہ سے قحط پڑا ہوا تہا۔ اتفاق وقت سے بعلبک مین اوسی دن بارش ہوئی جسروز یہہ عادل سلطان داخل ہوا تہا۔ بعلبک والون نے اس کی تشریف آوری کو نزول رحمت کا باعث سمجہکر اسکی ترقی دولت و حکومت و نصرت کی دعائین مانگین۔ ایکروز وہ یہان ٹہیرا رہا دوسرے روز صبحکو بعلبک سے اوٹہہ کر ۲۶۔ ذیحجہ سنہ ۵۴۳ھ کو جسر خشب پر جا کر مقیم ہو گیا جہانکہ دمشق کی اکثر محاصر فوجین ٹہیرا کرتی تہین۔

مصالحت والی دمشق جسکو عیسائی امراء سے سازش پر ناز تہا اس کے پہونچنے سے بے سمجہے بوجہے اس کے پاس ایک خط روانہ کیا جسکا مضمون یہہ تہا
“ہمارے تمہارے معاملات کا سوائے تلوار کے اور کوئی چیز فیصلہ نہین کرسکتی”
“تمنے بیوجہ ہمارے ملک کا ارادہ کیا ہے ہماری تلوارین وہی ہین جو کہ”
“عیسائیون کی ہین ہم تمکو اونہین تلوارون سے دفع کرین گے اور”
“اونہین کے نوک دار نیزون سے تمہارا استقبال کرینگے تمکو ہم سے”
“سوائے ہزیمت کے اور کچہہ حاصل نہوگا بہتر ہوگا کہ تم اولٹے پاؤن”
“واپس چلے جاؤ۔

سلطان نور الدین اس خط کو دیکہہ کر بیحد برہم ہوا لیکن پہر اوس نے ازراہِ تحمل و حلم یہہ کہلا بہیجا کہ تم خود یا اپنے کسی معتمد امیر کو ہمارے پاس بہیجدو ہمارے

تمہارے ابہی صفائی ہوئی جاتی ہے۔ مجیرالدین والی دمشق نے پہر بہی یہی جواب لکہہ بہیجا تب سلطان نورالدین نے برہم ہوکر دمشق پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا جسوقت اسکا لشکر اپنے خارہ شگاف نیزون کو لئے ہوئے دمشق کے شہرپناہ کے دیوارون کے نیچے نظر آیا اور عیسائیون نے والی دمشق کو کچہہ بہی مدد نہ پہونچائی اسوقت اوس نے صلح کا پیام بہیجا سلطان نورالدین نے مصلحتاً پہلی محرم الحرام سنہ ۵۴۵ھ کو اس شرط پر صلح کرکے حلب کو لوٹ کہڑا ہوا کہ جامع دمشق مین خلیفہ اور سلطان کے نام کے بعد خطبون مین نورالدین محمود کا نام پڑہا جائے اور سکہ پر بہی اسیکا نام رہے فوجی افسر نورالدین محمود کے منظوری سے مقرر ہوا کرینگے اور مالی انتظامات مجیرالدین کے قبضہ مین رہین گے۔

جنگ فامیا

نورالدین محمود دمشق سے واپس ہوکر حلب مین پہونچا اور ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہا جب اوسکا نامی سپہ سالار شیرکوہ اطراف حوران سے واپس آگیا تو اوس نے قلعہ فامیا کا قصد کیا یہہ قلعہ ایک اونچی پہاڑی پر حماۃ سے سومنزل پر واقع تہا۔ اسکی فصیلین نہایت مضبوط تہین عیسائی فوجین جو اسمین مقیم رہتی تہین وہ اکثر حماۃ اور شیرز کے سرحدی بلاد پر اوس وقت شبخون مارا کرتی تہین جسوقت وہ مقامات اپنے معاونین سے خالی ہوجاتے تہے سلطان نورالدین نے چار ہزار کی جمعیت سے اسکا شرقی جانب سے اور شیرکوہ نے تین ہزار فوج سے غربی جانب سے محاصرہ کیا فامیا کے عیسائی فوجین قلعہ کے جنوبی دروازہ سے نکلین اور پہاڑ کے تنگ درّون سے گزر کر مسلمانون کے اوس لشکر پر حملہ کیا جسکا افسر اعلی نورالدین محمود تہا نورالدین محمود نے اپنے حریف مقابل کے حملون کا نہایت مستعدی سے جواب دینا شروع کیا جب لڑائی کا شور وغل زیادہ ہوا اور شیرکوہ کو اِس کی

اطلاع ہوئی تو اوس نے ان کے مقابلہ کی کوشش نہ کی اور نہ اوس نے اپنے مقام کو چہوڑنا پسند کیا بلکہ اوس نے اپنی فوج کے ایک حصہ (میمنہ) کو بہیجکر قلعہ کے جنوبی دروازہ کو گہیر لیا۔ شام کے وقت جب عیسائی فوجین نورالدین کے لشکر سے ہزیمت اوٹہا کر میدانِ جنگ سے بہاگین اور جنوبی دروازہ سے قلعہ مین داخل ہونے کے ارادہ سے پہاڑ کی چڑہائی سے اوتر رہی تہین اوسوقت شیر کوہ نے بہی ایک حملہ کر دیا۔ عیسائی فوجون پر تین طرف کی لڑائی نے زیست کا دائرہ تنگ کر دیا بہاگنے اور چہپنے کو کوئی جگہہ نہ ملتی تہی اور نہ انکو قلعہ کی بقیہ فوجین کچہہ مدد پہونچا سکتی تہین مجبور ہو کر جو کچہہ کشت و خون سے بچ رہے تہے اونہون نے اپنے اپنے ہتیار رکہہ دیئے اور امان کے خواستگار ہوئے۔ مسلمانون نے اون کو اپنی حفاظت مین لیلیا اور محاصرہ بدستور جاری رکہا۔

عیسائی مقتولون کی تعداد

اس لڑائی مین عیسائی زخمی اور مقتولونکی تعداد دو ہزار چار سو بیان کیجاتی ہے اس تعداد مین وہ بہی شریک ہین جو راستہ کی تنگی سے پہاڑ کی چوٹی سے اثناء لڑائی مین گر کر مر گئے تہے۔ اور اسیقدر وہ لوگ بہی تہے جنکو مسلمانون نے قید کر لیا تہا اور پہر بعد چندے اپنی رحمدلی سے اون کو چلے جانے کی اجازت دیدیا تہا۔ مسلمانون مین سے بیس شہید اور پندرہ زخمی ہوئے تہے۔

فتح فامیا

فامیا کی محصور عیسائی فوجون نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے شام کے عیسائیون سے امداد طلب کیا اور ایام گزاری کے لحاظ سے مصالحت کی گفتگو بہی پیش کی لیکن نورالدین محمود اونکی اس کارروائی کو تاڑ کر صلح کرنے سے صاف انکار کر گیا اور یہہ کہلا بہیجا کہ "مین تمکو ایک شب سے

زیادہ مہلت نہین دے سکتا تمکو جو کچہہ انتظام کرنا ہو کرلو مین کلھہ صبح تمپر حملہ کرونگا حاکم قلعہ یہہ سُنکر چار ناچار لڑائی پر مُستعد ہوا صبح ہوتے ہی مسلمانون نے تین طرف سے قلعہ پر حملہ کیا دوپہر نہ ہونے پائی تہی کہ نہایت کامیابی سے اوسکو فتح کرلیا۔ سلطان نورالدین نے خود اپنے ہاتہہ سے قلعہ کے برج پر اسلامی جہنڈا گاڑدیا اور شام کے عیسائی فوج کا منتظر رہا جو اہل فامیا کی مدد کو آرہی ہتین۔

نورالدین اور شامی عیسائی

شام کی عیسائی فوجین فامیا کے فتح کے ایک ہفتہ کے بعد فامیا کے قریب پہونچین ہتین اور فتح فامیا کا حال سُنکر واپس ہونا چاہتی ہتین لیکن شیرکوہ کی مستعدی اور سلطان نورالدین کی بیدار مغزی سے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا آنے کو تو آئین مگر جا نہ سکتی تہین وہ ہر پہلو سے بحیلہ وحوالہ لڑائی کو ٹالنا چاہتی ہتین اور شیرکوہ اون کی راہ روکے ہوئے لڑائی پر آمادہ ہتا چوتہے روز مجبور ہوکر اونہون نے سلطان نورالدین کے پاس شیرکوہ سے چہپاکر صلح کا پیام بہیجا۔ سلطان نورالدین نے اپنے اراکین دولت سے مشورہ کرکے عیسائیون سے کچہہ زرتاوان لیکر دو برس کے لئے صلح کرلیا۔

نورالدین محمود اور جوسلن ثانی

ان عیسائیون سے ایک موقت صلح ہوجانے کی وجہ سے بظاہر نورالدین کو فارغ البالی ہوگئی تہی اور اوسکو کچہہ کام نرہا ہتا لیکن اوسکی آنکہون مین جوسلن ثانی کا سنہ ۵۴۱ھ مین مسلمانون کی غفلت سے بچکر نکل جانا اور پہر اوسکا بلاد اسلامیہ پر وقتاً فوقتاً حملہ کرنا کانٹا سا کہٹک رہا ہتا وہ درحقیقت اوسکی سرکوبی اور انسداد سے غافل نہ ہتا اسوقت جب اوسکو مسلمان امیرون کے باہمی جہگڑون سے بظاہر فراغت ہوگئی اور چند دنون کے لئے وہ انطاکیہ کے عیسائیون سے بہی

بشر سے بیفکر ہوا تب اوس نے حلب کے شمالی حصہ کو عیسائیون سے صاف کرنے کی کوشش کی اسیطرف جوسلن ثانی کی سرحد اوس کے ملک سے ملی ہوئی تہی اس نے پہلے اپنی فوج کو معقول طور سے مرتب اور کامل طریقے سے مسلح کرکے جہاد کا اعلان کیا بعد ازان حلب سے نکلکر اوس کے شمالی سرحد سے گذرتا ہوا بلاد جوسلن مین جا اوترا اور اوس سے کہلے میدان جدال وقتال مین مصروف ہوگیا۔ جوسلن ثانی کے لشکر مین دربردہ انطاکیہ کی بہی فوجین اور شام کے عیسائی کروسیڈرون کی جماعتین بہی شامل تہین۔ دو مہینہ تک برابر مسلمانون اور عیسائی فوجون سے گہمسان لڑائی ہوتی رہی سب سے آخری لڑائی مین جو ایک حالت سے دو شبانہ روز جاری رہی تہی کمی تعداد کیوجہ سے مسلمانون کے پاؤن اوکہڑ گئے سلطان نورالدین نے ہرچند اونکو سنبہالنا چاہا مگر ہزیمت یافتہ فوج نہ سنبہل سکی مجبور ہوکر یہہ معہ اپنے چند مصاحبون کے ایک ٹیلہ پر چڑہہ گیا جسوقت عیسائی اون کے تعاقب سے واپس ہوئے اسوقت اوس نے اونپر حملہ کرکے تہوڑی دیر کے لئے بازار کارزار گرم کردیا لیکن اوسکی تازہ کوششون نے کچہہ فایدہ نہ پہونچایا وہ پسپا ہوکر حلب کو واپس چلا آیا۔ یہہ پہلا موقع ہے کہ اسکو عیسائیون کے مقابلہ مین فوج کی کم ہمتی سے ہزیمت اوٹہانی پڑی اس لڑائی مین عیسائیون نے اسکے سلاح دار کو گرفتار کرلیا تہا جسکو جوسلن نے معہ اوسکی زرہ کے ملک مسعود بن قلج ارسلان والی قونیہ کے پاس بہیجدیا تہا اور یہہ کہلا بہیجا کہ "یہہ تمہارے داماد کا سلاح دار اور یہہ اوسکی زرہ ہے اسکے بعد مین عنقریب اتابک (نورالدین) کو بہی گرفتار کرکے تمہارے پاس بہیجدیتا ہون"

جوسلن کی گرفتاری

اس واقعہ کے بعد نورالدین محمود تو اپنی طاقت کے بڑہانے اور عیسائیون سے بدلہ لینے کی فکر مین آلات حرب اور لشکر جمع کر رہا تہا اور جوسلن ثانی سرحدی مسلمانون کو آئے دن پریشان اور اونکے آباد شہرون کو ویران کر رہا تہا۔ ایکروز اتفاق سے جسوقت یہہ کامل طور سے مسلح ہوکر سہ بارہ اعزاز کے چہڑانے کو جا رہا تہا نورالدین محمود سے اس کا مقابلہ ہوگیا۔ فریقین نہایت تیزی سے اپنی اپنی فوجون کو چپ وراست مرتب کرکے ایکدوسرے سے ہم نبرد ہوگئے۔ جوسلن نے نورالدین محمود کے قلب پر حملہ کیا یہہ سمجہکر کہ نورالدین محمود اسمین ہے۔ لیکن نورالدین اسوقت میمنہ مین تہا اور اسدالدین شیرکوہ بجائے اسکے قلب مین کام کر رہا تہا۔ اوس نے مصلحتاً لڑتے ہوئے پیچہے قدم ہٹائے عیسائیون نے اوسکا تعاقب کیا نورالدین محمود جو اسی وقت اور حالت کا منتظر تہا وہ دو کوس کا چکر کاٹکر عیسائیون پر پیچہے سے آپڑا جب عیسائی فوجین پیچہے کو مڑین تو شیرکوہ نے سنبہلکر ایک پُرجوش نعرہ (اللہ اکبر) کے ساتہہ حملہ کردیا عیسائی فوجین دونون اسلامی فوجون کے درمیان مین آجانے سے گہبرا گئین اور اونمین ترتیب باقی نرہی جوسلن ثانی نے ہرچند اونکو باترتیب لڑانا چاہا لیکن وہ اپنی کوششون مین ناکام رہا اور خود نورالدین محمود کے ہاتہہ مین گرفتار ہوکر حلب کے قیدخانہ مین داخل کردیا گیا اور اسی قیدخانہ مین اندہا ہوکر نو برس کے بعد قید ہی کی حالت مین مرگیا۔ بعضے اسکی گرفتاری کا واقعہ یہہ بیان کرتے ہین کہ اس نے ایکمرتبہ انہین دنون مین ترکمانون پر شبخون مارکر مرد اور عورتون کو گرفتار کرلیگیا اوس مین سے ایک عورت اپنے لئے منتخب کرکے ایک گوشہ مین لیگیا اور اپنا فوجی لباس اور ہتہیار اوتار کر اوسکے ساتہہ لیٹہکر

اختلاط کی باتین کرنے لگا اس اثنا مین چند ترکمان جو اسکو عرصہ سے غصّہ کی تیز نگاہون سے دیکھہ رہے تھے بجلی کیطرح اوسپر لوٹ پڑے جوسلن ثانی نے اپنے بچلانے کی کوشش کی تلوار کھینچ لی نیزہ سنبھال لیا لیکن اوسکی برگشتہ قسمت نے صرف اوسکی کوشش سے اوسکو فیضیاب نہین ہونے دیا بلکہ ترکمانون کے ہاتہون مین اوسکو گرفتار کراکے ایک مجرم کی طرح اوسکی مشکین بندہوادین۔ قید ہوجانے پر جوسلن ثانی نے مال وزر کے ذریعہ سے اپنی رہائی کی تدبیر نکالی اور بظاہر وہ اپنے اس تدبیر مین کامیاب ہوگیا تھا اگر اون ترکمانون مین سے ایک ترکمان پھوٹ کر گورنر حلب کو اس واقعہ سے مطلع نکردیتا۔ گورنر حلب جسوقت اس واقعہ سے مطلع ہوا اوسیوقت وہ بلا اطلاع نورالدین محمود کے ایکدستہ فوج لیکر موقع واردات پر پہونچگیا اور جوسلن ثانی کو ترکمانون سے چھینکر حلب کے قیدخانہ مین لاکر بند کردیا اور اس کے بعد نورالدین محمود کو اس کے گرفتاری کا حال لکھہ بھیجا۔

فتح بقیہ اعزاز

نورالدین محمود نے جوسلن کی گرفتاری کے بعد صوبہ اعزاز (ایڈیسہ) کے باقی قلعات کے فتح کرنے کی طرف توجہ کیا۔ اور ایک جری لشکر لئے ہوئے حمص سے حلب مین آیا اور پھر حلب سے کوچ کرکے اعزاز مین جاپہونچا۔ اگرچہ عیسائیون مین جوسلن کے قید ہوجانے پر کوئی ایسا فنکار باقی نرہا تھا جو اسکی قائم مقامی کرتا لیکن پھر بھی باہم متفق ہونے کے وجہ سے وہ ایک قابل اطمینان اور پوری طاقت کے مالک تھے اور نیز وقتاً فوقتاً یورپ کے کروسیڈرون سے اون کو مدد ملجاتی تھی۔ اس موقع پر بھی کم وبیش یورپ کی فوجین انکی مدد کو آئین۔ انطاکیہ والون نے انکو ہر طرح سے زور دیا اور انہون نے بھی بجد کوششین کین لیکن نورالدین محمود کے

حملون نے اونکو ہزیمت پر ہزیمت شکست پر شکست دیکر عین تاب - عزاز - قورس - راوندان - حصن البارہ - تل خالد - کفرلاثا - کفرسوب - حصن بصرفوت - مرعش - نہر الجوز - برج الرصاص - داوندار وغیرہ وغیرہ عیسائی قبضہ سے نکال لیا -

فتح جلدک و دلوکا

صرف یہی ایک لڑائی ایسی نہ تہی کہ جس سے عیسائیونکی قوت کو اعزاز مین نقصان پہونچتا بلکہ اس کے بعد وہان کی عیسائی رعایا نے ان قلعون کے چلے جانے سے سخت واویلا مچایا اور شام کے عیسائیونکو اپنا ہمدرد بنا کر پہر برسر مقابلہ آئی اور قلعہ جلدک پر ایک نہایت خوفناک لڑائی لڑی - قلعہ جلدک پر اسوقت تک عیسائی پہریرہ اوڑ رہا تہا اور وہ ہر طرح سے نورالدین کے مقابلہ کرنے کے لئے مضبوط اور قابل اطمینان سمجہا جاتا تہا لیکن جسوقت نورالدین محمود نے اسکا محاصرہ کیا اور ہر چہار طرف سے مناجیق نصب کرکے اوسپر سنگ باری کی اوسکی فصیلون اور برجون نے اون تازہ کوشش کرنے والے عیسائیون کو نہ بچایا - قلعہ جلدک کے فتح ہونے پر عیسائیون نے دلوکا مین جا کر پناہ لیا - نورالدین محمود نے قلعہ جلدک کا انتظام کرکے اوسکا بہی محاصرہ کرلیا عیسائیون نے مجبور ہوکر قلعہ کو چہوڑ دیا اور وہ اپنی برگشتہ قسمت کیطرح اوارہ ہوکر دلوکا سے نکل گئے

حملہ ثانی دمشق

علامہ شہاب الدین ابو محمد عبدالرحمن کتاب الروضتین مین تحریر کرتا ہے کہ ۵۴۶ھ مین والی دمشق نے پہر عیسائی امراء سے سازش شروع کردی اور اون کے اشارہ سے نورالدین محمود کے اون احکام کو حیلہ وحوالہ سے ٹالنے لگا جو وہ وقتاً فوقتاً جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ کے متعلق صادر کرتا تہا - رئیس ابو یعلی لکہتا ہے کہ یہہ خبر نورالدین محمود کو آخر ماہ ذیحجہ مین پہونچی تہی اور بعد تحقیق حال محرم کے عشرہ اول مین اوس نے حلب سے کوچ کرکے

ارض عذرا (مضافات دمشق) مین اپنے لشکر کو جا اوتارا تہا اور اوسی روز اعلان جنگ کرکے دوسرے روز سے لڑائی شروع کر دی تہی۔ لڑائی سے پہلے اوس نے اپنے فوج کے ایک حصہ (میمنہ) کو دمشق کے پیچہے ایک پہاڑ کے درہ مین چہپا رکہا تہا جسوقت لشکر دمشق لڑتا ہوا اس پہاڑ کے مقابلہ مین آیا لشکر نوریہ کے جانباز سپاہیون نے کمینگاہ سے اور سلطان نورالدین نے سامنے سے اور اوس کے نامی سپہ سالار نے بائین جانب سے دو سو قدم کا چکر کاٹ کر حملہ کیا۔ دمشقی لشکر اس اچانک مقابلہ اور مقاتلہ کی تاب نہ لاکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا۔ نوریہ لشکر کچہہ دور تک تعاقب کرکے ٹہر گیا اس واقعہ کے دوسرے دن سلطان نورالدین محمود کے حکم سے عیون فاسریا مابین عذرا اور دمشق کے خیمہ زن ہوگیا۔ نورالدین محمود نے شیرکوہ کو معہ میمنہ اور میسرہ کے اسی مقام پر چہوڑ کر خود شب کو معہ مقدمہ کے اراضی حجیرا مین جا پہونچا۔ اور حاکم دمشق سے یہہ کہلا بہیجا کہ "مین مسلمان ہون میرے قبضہ مین ہزارہا مسلمانون کی جانین ہین مین مسلمانون کے کاروبار اور اونکی حکومت کے درہم وبرہم کرنے کو نہین پیدا کیا گیا میرا اصلی مقصد مشرکین سے جہاد کرنا ہے اور اون کے ہاتہون سے مسلمان قیدیون کو چہڑانا ہے مین دمشق پر حملہ کرنے کو نہ آتا تمہاری بیجا سازشون اور عیسائی امراء کے میل جول نے مجہکو تمہارے خلاف اوبہارا ہے اگر تم حسب دستور سابق جہاد مین شرکت کرو اور اعلاء کلمۃ اللہ مین میری معاونت کرو تو پہر مین تمہارا ہر حال مین معین اور ہر کام مین شریک ہون ورنہ تمہارے لئے وہی تلوارین نیام سے کہینچی جائینگی جو مشرکین اور مخالفین اسلام کے لئے کہینچی جاتی ہین مین تم مین سے اوسوقت تک اپنی تلوار نہ اوٹہاؤنگا جب تک تم اپنی بغاوت سے نہ باز آوگے" حاکم دمشق نے جب

اسکا جواب صاف نہ دیا تو وہ یہان سے کوچ کرکے مسجد قدم مین جا پہونچا اور اوس کے لشکریون کے خیمے مسجد حدید تک پہیل گئے۔ اس مقام سے بہی اوس نے مکرر سہ کرر اہل دمشق کو سمجہایا لیکن جب اونہون نے اسکی کسی بات کا جواب معقول نہ دیا اور اوسکو یہہ خبر بہی پہونچگئی کہ والی دمشق کے امداد کو عیسائی فوجین آرہی ہین تو وہ ۱۴ چودہوین صفر سنہ مذکور کو اس منزل سے کوچ کرکے اراضی قدایا مین جا پہونچا اور بیسوین صفر کو عیسائیون کے مقابلہ کے غرض سے اپنے لشکر کو اس طرف سے موڑ کر داریا کیطرف لیگیا اور خود پہر وہان سے چکر کاٹتا ہوا اراضی قدایا مین آپہونچا اور اسکی لشکر کے ۲۰۰۰۰ بیس ہزار سوار شیرکوہ کے کمان مین اعوج کیطرف بڑہے عیسائی فوجین جو اطراف حوران سے دمشقیون کے مدد کو آرہی تہین لشکر نوریہ کی آمد سنکر دمشق کا سیدہا رستہ چہوڑ کر راس الماء کیطرف چلی گئین مجیر الدین اور مویدالدین بہی معہ اپنے مخصوص امرا اور فوج جانثارون کے عیسائیون سے اس مقام پر ملے اور باہم مشورہ کرکے حصن بصرے پر حملہ کیا اس خیال سے کہ نورالدین محمود یہہ خبر پاکر دمشق کو چہوڑ کر بصرے کے بچانے کو چلا آئے گا لیکن اوسکو ایک تو بصرے کی مضبوطی پر پورا اطمینان تہا اور دوسرے ان کی چالون اور حکمت عملیون سے وہ خوب واقف تہا اوس نے ادہر دمشق کو نہ چہوڑا اور ادہر اس کے خیال کے موافق اسکے گورنر شیرخان متعینہ بصرے نے عیسائیون اور دمشقیون کو اولٹے پاؤن نقصان کے ساتہہ لوٹا دیا۔ اسکے بعد نورالدین محمود اراضی قدایا سے اوٹہکر دلہمیہ مین آیا اور پہر وہان سے کوچ کرکے ارض کوکب (داریا کے غربی جانب) مین جا اوترا جب وہان بہی کوئی مقابلہ کرنے والا نظر نہ آیا تو وہ جسر خشب تک بڑہ آیا اور میدان مین لڑائی کا جہنڈا گاڑ دیا دمشق کی فوجین لڑائی کرنے کو نکلین اور لشکر نوریہ سے ہم نبرد ہوئین لیکن

پہر بھی سلطان نورالدین محمود بپاس قومیت و اسلامیت اون کے ساتھہ سختی کا برتاؤ نہین کرتا تہا وہ ہر روز شام کو لڑائی بند ہونے پر کہلا بہیجتا تہا کہ "مجھکو اپنی قوت جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے مسلمانون پر صرف کرتے ہوئے شرم آتی ہے کاش تم لوگ خود کردہ پر پشیمان ہو کر عہد قدیم کی پابندی کرو" اہل دمشق نے دو ایک لڑائیون کے بعد چند شرائط صلح پیش کی اور اس نے اپنی اوسی شرط سے کہ "وقت ضرورت جنگ بمقابلہ عیسائیون کے آلات حرب اور فوج سے مدد کرنی ہوگی" صلح کرلیا دسوین ربیع الثانی ۵۴۶ھ کو عہدنامہ فریقین کی دستخطین ہو گئین اور صلح کے دوسرے روز حلب کو روانہ ہو گیا۔

فتح تل باشر

اس صلح سے تقریباً دو ہفتہ پیشتر پچیسوین ربیع الاول ۵۴۶ھ کو اہل تل باشر نے اطاعت قبول کرلی تہی جو ایک مدت سے لڑ رہے تہے اور رؤساء تل باشر امیر حسن منبجی کے سفیرون کے ہمراہ سلطان نورالدین محمود کے پاس شرائط صلح طے کرنے کو آئے تہے سلطان نورالدین نے نہایت کم برائے نام اونپر جزیہ رکہا اور اون کے جان و مال کو اپنی حفاظت مین لیکر اونکو وہی حقوق مرحمت فرمائے جو اپنے مخصوص اور رعایتی شہرون کو دے رکہے تہے عیسائی مورخ اقرار کرتے ہین کہ نورالدین اقوام مقبوضہ کے ساتھہ وہی سلوک کرتا تہا جو اپنی قوم کے ساتھہ برت رہا تہا فرق صرف اتنا تہا کہ وہ اپنی قوم سے لشکری خدمت لیتا تہا اور اونکو خراج سے مستثنی کر دیا تہا اور دوسری قومون سے بجائے لشکری خدمت لینے کے مالی خدمات لے رہا تہا لیکن یہہ سالانہ خراج نہایت کم اور برائے نام تہا۔ عیسائیون کی یہہ بدقسمتی تہی کہ وہ اس سے لڑنے کو آتے تہے اسکی عہد حکومت مین کسی عیسائی کو کچہہ شکایت نہین پیدا ہوئی۔

مختلف واقعات

ان واقعات کے ختم ہونے پر جسوقت نور الدین حلب مین پہنچا ہوا اپنے ممالک محروسہ کے انتظامات مین مصروف تہا غرۂ جمادی الاول سنہ ۵۴۶ھ کو دربار خلافت بغداد سے شیخ شرف الدین بن ابی عصرون کے معرفت ان فتوحات کی خوشنودی اور تہنیت مین خلعت اور گہوڑے زرد اور سیاہ رنگ کے آئے اور نیز ایک تلوار عزلی مرصع آئی تہی اور مجیر الدین والی دمشق معہ اپنے مقربین کے بارہوین رجب سنہ ۵۴۶ھ کو حلب مین آیا۔ اور تیرہوین ۱۳ کو سلطان نور الدین محمود سے ملا۔ سلطان نور الدین نے مجیر الدین کی بڑی دہوم کی دعوت کی اور نہایت اخلاق و مدارات سے پیش آیا۔ جس سے مجیر الدین کا دل صاف ہوگیا اور اوسکی اطاعت قبول کرلی۔ نور الدین نے اوسکو خلعت فاخرہ سے سرفراز کرکے اپنی طرف سے اوسکو دمشق کا گورنر مقرر کردیا اور آخر سنہ مذکور مین آیندہ اسلامی دنیا کا ہونہار سلطان (یعنی) صلاح الدین یوسف اپنے باپ کی خدمت سے جدا ہوکر اپنے چچا اسد الدین شیرکوہ کے پاس چلا آیا تہا اور شیرکوہ نے صلاح الدین یوسف کی نور الدین محمود سے نہایت خوشی سے تقریب کی اور ایک مناسب وقت پر دربار نوریہ مین حاضر کیا۔ نور الدین محمود نے صلاح الدین یوسف کو اپنے حلقہ خاص کے مصاحبین مین داخل کرلیا اور مختلف شہرون مین جاگیرین مرحمت فرمائین۔

فتح النطرسوس

رئیس ابو یعلی تحریر کرتا ہے کہ سنہ ۵۴۶ ہجری کو یہی واقعات ختم کردیتے ہین اسکے بعد پہر شروع سنہ ۵۴۷ھ سے نور الدین محمود کی فتوحات کی موجین دریا کیطرح بڑہتی نظر آتی ہین اسکے نوکدار نیزہ اور خارہ شگاف تلوار سے عیسائیون کے قلوب خائف ہونے لگے اس لئے اپنے لشکر ظفر پیکر کو

اعلان جنگ پہلی محرم ۵۴۷ھ کو سنا دیا تہا اسوجہ سے اسکی کل پلٹنین مرتب مسلح غزا کرنے کو طیار ہتین اور جو بظاہر کسیقدر غیر مسلح معلوم ہوتی تہین اونکی طیاری مین صرف ایک شب و روز کی کسر باقی تہی چہٹی محرم کو مجاہدین کا ایک گروہ آیا جسمین بوڑہے - جوان - نو عمر لڑکے تہے یہہ لوگ مختلف آلات حرب سے مسلح تہے ۔ سلطان نور الدین محمود نے انکو دستہ جان نثارون کی فوج کے سامنے ٹہہرنیکا حکم دیا ۔ محرم کی دسوین تاریخ کو کچہہ فوج حلب اور اوس کے مضافات کی حفاظت کو چہوڑ کر لقبیہ فوج اور مجاہدین کو ہمراہ لئے ہوئے ڈبل کوچ کرتا ہوا انطرسوس پر جا پہونچا عیسائیون نے اوس کے بچانے کی کوششین کین ۔ بیرونی مدد بہی اونکو خاطر خواہ کافی طور سے ملی لیکن قسمت کے لکہے کو وہ کب اور کیسے ہٹا سکتے تہے اونکو دوسری لڑائی مین فاش شکست ملی اونکا افسر اعلی گرفتار کر لیا گیا ۔ غلہ ۔ آلات حرب ۔ اور کثیر التعداد عیسائی مسلمانون کے ہاتہہ آئے ۔ اُن مین سے جنہون نے امانین طلب کین فوراً آزاد کر دئے گئے اوس نے اور اوسکی دلاور فوج نے کسی مستامن کے امن دینے مین دریغ نہین کیا اور نہ بعد فتح کسی قسم کی کسیکو ایذا پہونچائی گئی ۔ اسی سلسلہ مین انطرسوس کے گرد و نواح کے چہوٹے چہوٹے قلعات جو حاکم طرسوس کے ماتحتی مین تہے بلا جدال و قتال مفتوح ہوگئے ۔

عیسائی عسقلان مین اس کے بعد دو بارہ ان عظیم الشان اور ہیبت ناک فتوحات نے عیسائیون مین ایک شورش پیدا کر دی اگرچہ اونکی قوت ایک حد تک پہونچکر ٹہر گئی تہی ۔ ایک دوسرے کو قدرتی یا اتفاقی طور سے مدد نہ پہونچا سکنے کے سبب ہر ایک عیسائی حاکم بے دست و پا ہو رہا تہا ۔ صوبہ اعزاز کے تقریباً کل قلعے مفتوح ہوگئے تہے اور جو ادہر اُدہر دو ایک بڑے نام

عیسائیون کے قبضہ مین باقی رہ گئے تہے اون کے مفتوح ہونیکا زمانہ قریب آرہا تہا وہ زبانِ حال سے کہہ رہے تہے کہ "کاش ہم بہی مقبوضات اسلامیہ مین داخل ہوکر شرک کی کثافتون سے نجات پاجاتے" انطاکیہ کا یہہ حال تہا کہ وہ نزع کیحالت مین نفس شماری کر رہا تہا کیونکہ پچہلے دلون کی لڑائیون سے اوسکا حاکم بہمند خواس باختہ ہوگیا تہا بقول شخصے مولی اپنے ہی جڑ پتون بہاری ہو رہی تہی اوسکو اپنے مقبوضات کے بچانے کے لالے پڑے ہوئے تہے اوسمین اتنی طاقت باقی نرہی تہی کہ اپنے مقبوضات کی حفاظت کرتا اور مسلمانون سے چہیڑ چہاڑ بہی کرتا بہرکیف وہ ایسی حالتین مبتلا تہا کہ جس سے آیندہ ترقی کا باب مسدود وہان البتہ تنزل کا خوف ہروقت موجود تہا باقی رہا بالڈون ثالث بادشاہ یروشلیم اوسکو ایک گونہ اطمینان حاصل ہوگیا تہا وہ اپنی والدہ کے دعاوی سے مخلصی پاکر اور پوری سلطنت کی حکومت حاصل کرکے مسلمانون سے اولجہنے پر آمادہ ہوسکتا تہا معہذا اوسکو نورالدین محمود کی ان کامیابیون سے کسی کسی وقت یروشلیم کے نکل جانے یا یہہ کہ اوسپر حملہ کرنے کا خدشہ بہی پیدا ہو رہا تہا عجب نہین اسیوجہ سے یا اپنی زندگی کچہہ عرصہ کے لئے یادگار چہوڑ جانیکے نظر سے عسقلان کے فتح کرلینے کا قصد کرلیا اور اس غرض کے پورا کرنے کو سیاہ پوش پادریون کے ذریعے سے عیسائی دنیا سے فوجین اور کروسیڈرون کی جماعتون کو طلب کرلیا عسقلان اسوقت تک خلیفہ الظافر باللہ علوی مصری کے ماتحت تہا اور اوسمین عیسائیون کے مسلسل حملون سے تاب باقی نرہی تہی سمندر کی سمت چہوڑکر باقی تین طرف سے وہ عیسائیون کے مقبوضات سے گہرا ہوا تہا بالڈون نے جنوری ۱۱۵۳ء مطابق ۵۴۸ھ مین اسکا محاصرہ کرلیا اور بغیر کسی کامیابی کے چہہ مہینے تک محاصرہ جاری رکہا۔ اثنا محاصرہ مین اہلِ شہر اور عیسائی محاصرین اکثر قسمت آزمائی کرتے رہے ایکمرتبہ اہل شہرنے

باہر نکلکر عیسائیون پر سخت حملہ کیا اور ایک خونریز لڑائی کے بعد اونکو اون کے خیمون تک پہونچاکر کامیابی کے ساتھ شہر کو واپس آئے عیسائی فوج اور خود بالڈون اس ناکامی سے برداشتہ خاطر ہوکر شہر کا محاصرہ چھوڑکر چلے جانے پر آمادہ ہوگیا لیکن باہم مخالفت[1] کی خبر نے انکو ایک تازہ جوش سے دوبارہ لڑنے پر اوبھار کر واپسی سے باز رکھا۔ دوسرے دن اونہون نے ایک مجموعی قوت سے شہر پر حملہ کردیا اہل شہر کی باہمی مخالفت کی وجہ سے والی شہر نے چند شرایط طے کرکے شہر عیسائیون کے حوالہ کردیا اور خود معہ اہل شہر جان بچاکر مصر کو چلا گیا۔

نورالدین دمشق مین

بالڈون نے عسقلان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد دمشق سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی مجیر الدین انز بن محمد ابن نوری بن طغدکین اتابک والی دمشق کے پہلے سے قوی مضمحل اور نکمے اور اوسکی قوت سلب ہوگئی تھی وہ ان کے ہر امر کو تسلیم کئے جاتا تھا اور اخیر اخیر خراج دینا بھی منظور کرلیا تھا دمشق کے علاوہ جو قرب وجوار کے بلاد تھے اون کے امرا جب کبھی مجیر الدین والی دمشق اونپر کسی امر کا زور اور دباؤ ڈالتا تھا وہ عیسائیون سے سازش کرلیتے تھے اور اون سے ملک اپنی قوم کی بربادی کے باعث ہوتے تھے سلطان نورالدین محمود جو مسلمانون سے ان نقصانات کے دور کرنے اور عیسائیون کو شام سے نکالنے اور صلاح الدین اعظم فاتح بیت المقدس کے بیت المقدس کی راہ کھولنے کے لئے پیدا کیا گیا تھا ان واقعات کو سنکر پریشان ہوگیا اوسکو دمشق کا مسلمانون کے

---

[1] اس مخالفت کی یہہ وجہ بیان کیجاتی ہے کہ اہل عسقلان کامیابی کے بعد دو گروہ ہوگئے اور ہر ایک اپنی جانبازی اور فتح نصیبی پر مذاقاً بحث کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس مذاق سے خصومت پیدا ہوگئی اور طرفین ایک دوسرے سے لڑگئے جس سے مسلمانونکی قوت اسقدر زایل ہوگئی کہ پہر وہ عیسائیون کے مقابلہ پر نہ آسکے۔

ہاتہون سے نکل جانیکا قوی اندیشہ ہوگیا اور یہہ خیال گزرنے لگا کہ اگر خدانخواستہ دمشق پر عیسائیون نے قبضہ وتسلط حاصل کرلیا تو مسلمانون کے لئے شام مین کوئی اس کی جا باقی نرہے گی اور نہ پہر عیسائیان شام پر حملہ کرنے کا موقع رہیگا اسی خیال سے اوس نے اپنی فوج کا عمدہ طور سے جایزہ لیا اور واعظین کو بلاد اسلامیہ مین جہاد کی ترغیب دینے کے غرض سے روانہ کیا اور خود آلات حرب درست اور رسد وغلہ کا انتظام کرکے دمشق پر جا پہونچا۔

بعضے مورخ یہہ بیان کرتے ہین کہ اس نے دمشق پر قبضہ کرنے کی یہہ صورت نکالی کہ مجیرالدین والی دمشق سے مراسم اتحاد بڑہانا شروع کیا اور رفتہ رفتہ اوس کے امرار کو اوس سے بحکمت عملی علیحدہ کرتا گیا تا آنکہ اسکے خیر اندیش امراء مین سے صرف عطاء بن حفاظ سلمی باقی رہ گیا جو اس کے کل کاروبارِ حکومت کو دیکہتا تہا یہہ اسدرجہ منتظم اور نبرد آزما تہا کہ اسکی وجہ سے نورالدین دمشق پر قبضہ نہین پا سکتا تہا اسوجہ سے ایکمرتبہ موقع پاکر اسکی بہی شکایت مجیرالدین سے کردی ناعاقبت اندیش مجیرالدین نے اوسکو گرفتار کرکے قتل کرڈالا مشہور یون ہے کہ عطاء سلطان نورالدین محمود کی حکمت عملی سے مطلع ہوگیا تہا اور اوس نے وقت قتل والی دمشق سے باین الفاظ اشارۃً کہہ دیا تہا ”ان الحیلة قد تمت علیك فلا تقتلنی فانه سیظهر لك ما اقول“ (یعنی بے شبہہ تجہپر حیلہ تمام ہوگیا تو مجہکو قتل نہ کر کیونکہ جو کچہہ مین تجہسے کہتا ہون وہ عنقریب ظاہر ہوجائیگا) لیکن والی دمشق نے عطاء کے اس کہنے پر کچہہ التفات نہ کیا اور اوسکو قتل کرڈالا۔

ابن اثیر لکہتا ہے کہ عطاء کے قتل کے بعد سلطان نورالدین محمود نے دمشق کیطرف نہایت تیزی سے بڑہنا شروع کیا۔ بنظر تالیف قلوب امراء دمشق سے بہی خط وکتابت کرتا رہا اثناء محاصرہ مین ناعاقبت اندیش مجیرالدین۔ عیسائیون سے

مدد کا خواستگار ہوا جس سے نورالدین محمود بیحد چڑہتا تہا اور اونکو اس حسن خدمت کے صلہ مین بعد کامیابی قلعہ بعلبک دینے کا وعدہ کیا چنانچہ وہ اس کے مدد کو آئے لیکن اتفاق سے یہہ دمشق مین اوسپر قبضہ حاصل کرنے والے کے مقابلہ مین اوسوقت پہونچے جبکہ وہ شہر مین باب شرقی سے داخل ہوکر بہ امان وصلح شہر پر قابض ہوچکا تہا اور مجیرالدین والی دمشق قلعہ مین محصور تہا۔ عیسائی فوجین یہہ حالت اپنی آنکہون سے دیکہکر واپس ہوگئین اور مجیرالدین نے اپنے کو ہر چہار طرف سے مجبور و بے یار و یاور سمجہکر حمص کے بدلے دمشق کو دیدیا اور بخوشی خاطر سلطان نورالدین محمود سے رخصت ہوکر حمص کو چلا گیا۔

ابن ابی طے۔ اس واقعہ کو یون بیان کرتا ہے کہ سلطان نورالدین محمود نے اسدالدین شیرکوہ کو بسرگروہی ایکہزار سوارون کے کسی خاص کام کیوجہ سے سفارتًا روانہ کیا تہا والی دمشق اپنی ناعاقبت اندیشی و نافہمی سے اسکو کچہہ کا کچہہ سمجہہ گیا اور اسی بناء پر اسدالدین شیرکوہ سے نہ وہ ملنے کو آیا اور نہ اوس کے امراء آئے مزید برآن رسد و غلہ کا بہی کچہہ انتظام نہ کیا۔ شیرکوہ نے جب اس سے ملنے کی درخواست کی اور حق سفارت ادا کرنا چاہا تو اس نے نہایت ترش روئی اور سختی سے یہہ کہلا بہیجا کہ ”مین تمسے نیزہ و تلوار سے ملنا چاہتا ہون اور تمہارا استقبال ہمارے نوکدار نیزے اور خارہ شگاف تلوارین کرینگے“ شیرکوہ یہہ سنکر آگ بگولا ہوگیا اور بلا اطلاع اپنے آقائے نامدار (نورالدین محمود) بقصد قبضہ دمشق مرج قصب مین جا اوترا اور اس مقام پر پہونچنے کے بعد واقعات واقعی اور والی دمشق کی بدسلوکی و بدعہدی سے نورالدین محمود کو اطلاع دیا وہ ان واقعات کو سنتے ہی اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے دمشق کے شرقی جانب پر پہونچگیا اس طرف سے نورالدین نے اور دوسرے طرف سے شیرکوہ نے حملے شروع کردیئے دسوین صفر سنہ ۵۴۹ھ تک لڑائیون کا سلسلہ جاری تہا

گیارہوین صفر کو شیرکوہ نے اپنی حملہ آور فوج کو شہر پناہ کے دروازہ تک پہونچا دیا
مجیرالدین کے لشکری بد دل ہوکر شہر مین محصور ہوگئے اور شہر پناہ کی فصیلون
سے آتشباری شروع کردی ایک شبانہ روز ایک حالت سے لڑائی جاری رہی
بارہوین تاریخ کو نورالدین محمود اور شیرکوہ نے ملکر حملہ کردیا اور ان کے لشکری دروازہ
توڑکر شہر مین داخل ہوگئے مجیرالدین کی فوج نے ہتہیار رکہہ دیئے اور نورالدین محمود
نے نہایت سہولیت اور نرمی سے شہر پر قبضہ کرلیا۔ اس لڑائی مین شیرکوہ کو حسن خدمت
ظاہر کرنیکا خوب موقع ملا اوس نے اپنی جی توڑ کوششون سے نورالدین محمود کو
اندازہ سے زیادہ خوش کردیا۔

رئیس ابویعلی اس واقعہ کی تصدیق اور اس روایت سے حرف بحرف اتفاق
کرتا ہے مگر یہہ کہ وہ دمشق پر قبضہ کرنے کے دن کا یہہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ جب
لشکر دمشق ہزیمت پاکر شہر مین داخل ہوگیا اور اوس نے شہر پناہ کا دروازہ بند کرلیا
اور عساکر نوریہ باب کیسان پر جا پہونچا اسوقت ایک یہودی عورت نے اہل شہر
سے چہپاکر ایک رسّی لٹکادی جس کے ذریعہ سے چند سوار شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے
اور اپنے نامور سلطان کے کامیابی کا پہریرہ اُوڑا دیا مجیرالدین کا لشکر کسی قدر
پہلے ہی سے برداشتہ خاطر ہو رہا تہا یہہ واقعہ دیکھکر اور زیادہ بدحواس ہوگیا اور
اوسی بدحواسی کی حالت مین بلا کسی جبر و اکراہ کے ہتہیار رکہہ دیئے نورالدین نے
شہر مین داخل ہوتے ہی یہہ حکم صادر فرمایا (۱) کوئی کسی کے گہر مین نہ گہسے (۲) زخمی کے
ساتہہ کوئی بیرحمی کا برتاؤ نہ کیا جائے (۳) بہاگے ہوئے کا تعاقب نہ کیا جائے (۴) کسیکی
جان و مال پر قتل و غارت کا ہاتہہ نہ بڑہایا جائے۔ اہل شہر نے نورالدین محمود
کے آنے کو رحمت الٰہی کا باعث تصور کیا اسوجہ سے کہ وہ مجیرالدین کی بدانتظامی
اور بدسلوکی اور نیز عیسائیون کی آمد و شد اور انکے ظلم کے ہاتہون نہایت پریشان ہو رہے تہے

مجیرالدین اس واقعہ کے اثنا مین جبکہ اوس نے لڑائی کا رنگ بدلا ہوا دیکھا تو وہ چند مصاحبونکو لیکر قلعہ مین جا چھپا اور اوس کے اگلے دن امان طلب کرکے سلطان کے دربار مین حاضر ہوگیا نورالدین محمود نے اسکو اپنے گلے لگالیا اور خندہ پیشانی سے گفتگو کرتا رہا اوسکی کل گستاخیان معاف کردین اس کے دوسرے دن مجیرالدین اور نورالدین محمود قلعہ مین داخل ہوئے مجیرالدین نے نورالدین محمود کو قلعہ سپرد کردیا اور نورالدین محمود نے مجیرالدین کو حمص جاگیر مین دیدیا۔ مجیرالدین کی روانگی کے بعد پنجشنبہ کے دن ایک دربار عام منعقد کیا گیا جس مین شہر کے علماء و فضلاء قضاۃ اور تجارت پیشہ موجود تھے نورالدین محمود نے اون لوگون کے نقصانات کا معقول معاوضہ دیا جنکے مال و اسباب اس لڑائی مین لوٹ لئے گئے تھے اور امراء و روساء و علماء کو علی قدر مراتب اپنی خوشنودی کی خلعتین اور انعام و اکرام مرحمت فرمایا اوسی دربار مین نہر سے آبپاشی کا محصول ترکاریون کی چنگی۔ تجارت پیشہ سے محصول درآمد و برآمد کی زیادتی موقوف کردی اور عام آگاہی کے لئے ایک گشتی فرمان اپنے مہر و دستخط سے شہر کے مشہور مقامات پر آویزان کرادیا یہہ فرمان شاہی جمعہ کے دن ہی بعد خطبہ کے پڑہا گیا جس سے اہل شہر نے کمال خوشی سے اظہار مسرت کیا اور اسکی نصرت و دوام کی دعائین مانگین۔

ان دونون روایتون مین اگر درایت سے کام لیا جائے اور واقعات قرائن پر غور سے نظر ڈالی جائے تو یہہ امر بالکل خارج از قیاس معلوم ہوتا ہے کہ نورالدین محمود سا باخدا۔ سچا دیندار پکا مسلمان دمشق پر بلطایف الحیل قبضہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے گا اور وہ بہی وہ حیلہ جو کہ شرعاً ناجایز اور دیانتاً محض نامشروع ہو یعنی امراء و وزراء کی بیجا شکایتین اور اون پر طرح طرح کے الزامات قایم کرکے کسیکو قتل کسی کو قید کرانے کی کوشش کرنی اس غرض سے کہ اونکی علیحدگی کے بعد دمشق پر بآسانی قبضہ حاصل ہوجائے۔ اوسکو کوئی امر دمشق پر قبضہ حاصل کرنے سے نہین

روک سکتا تہا وہ جری اور بہادر تہا اوس نے کبہی کسی شہر کو بحیلہ و مکر نہین مفتوح کیا اوسکو عیسائی امراء اور والی دمشق کی سازش سے کچھہ بہی اندیشہ نہ تہا اسکو اپنی خداداد طاقت پر بہروسہ اور لشکریون کی دلسوزی پر پورا اطمینان تہا۔ اُسکا زہد اُسکا تقوی اُسکی پاکبازی اُس کے مذہبی اوصاف اسکی نیک نیتی اور انصاف ایسی ناجائز کارروائیون کو اسکی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتا ہے ہمکو یہہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ کونسا امر تہا جس نے نورالدین سے مذہبی بادشاہ کو ایسے حیلہ و مکر و فریب پر آمادہ کیا اور اگر قیاساً یہہ کہا جائے کہ مسلمانون کی باہمی لڑائی اور ان کے خونریزی کے خیال نے اوسکو اس حکمت عملی پر مجبور کیا تو یہہ امر قابل قبول عقل سلیم نہین ہے کیونکہ ان مین خونریزی کے علاوہ غیبت و افترا کا بہی گناہ شامل ہے نظر برین ہمارے نزدیک پہلی روایت منجملہ اونہین روایات کے ہے جنکو مورخین بلالحاظ قراین و درایت کے ایک دوسرے سے نقل کرتے آتے ہین بہرکیف فتح دمشق کے بعد نورالدین نے اپنے نامور امیر اسدالدین شیرکوہ کو اس شہر و قلعہ کا حاکم مقرر کیا اور الرحبہ کو اسکی جاگیر مین دیا۔

فتح بعلبک

شروع ۵۵۰ھ ہجری مین قلعہ بعلبک۔ امیر ضحاک کے قبضہ سے نکلکر ممالک محروسہ نوریہ مین داخل ہوگیا ابن اثیر لکھتا ہے کہ یہہ واقعہ ۵۵۲ھ ہجری کا ہے ضحاک بقاعی والی دمشق کیطرف سے بعلبک کا گورنر تہا جب سلطان نورالدین محمود نے دمشق کو فتح کرلیا تو ضحاک نے اوسکو بعلبک پر قبضہ دینے سے انکار کیا لیکن اوسوقت سلطان نورالدین محمود نے مصلحتاً بعلبک سے تعرض نہ کیا تا آنکہ ۵۵۲ھ مین جسوقت عیسائی امرا نے دندان آز اسپر بہی تیز کرنا شروع کیا تو نورالدین محمود نے بعلبک پر قبضہ کرلیا۔ ابن ابی طے کی تحریر سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ قبل فتح دمشق مجیرالدین والی دمشق کیطرف سے نجم الدین ایوب (سلطان صلاح الدین کا باپ) بعلبک کا حکمران تہا پہر جب دمشق فتح ہوگیا تو نجم ایوب نے دربار نوریہ مین حاضر ہوکر

قلعہ بعلبک کی کلید سلطان نورالدین کے روبرو رکہدیا وہ اس سے بالطاف واکرام پیش آیا اور اپنے حلقہ خاص کے مصاحبین مین داخل کرلیا۔ عام مورخین کا یہہ خیال ہے کہ مجیرالدین والی دمشق نے نجم الدین ایوب کو شہر دمشق کا حاکم مقرر کیا تہا لیکن جب اسکو سلطان نورالدین محمود نے فتح کرلیا تو نجم الدین ایوب بعلبک کیطرف چلا گیا اور اسکی حکومت سے ضحاک کو جدا کرکے خود وہان کا حکمران بن گیا اس کے بعد اپنے بہائی اسدالدین شیرکوہ کے توسط سے دربار نوریہ مین حاضر ہوکر سلطانی اطاعت قبول کرلی سلطان نورالدین محمود نے اسکو جاگیرین دین اور دمشق کے شحنکیہ پر اس کے لڑکے "تورانشاہ" کو مقرر کیا بعض مورخین کا یہہ بیان کرنا بالکل غلط ہے کہ تورانشاہ کا اسی عہدہ پر انتقال ہوا ہے کیونکہ عہد حکومت صلاح الدین یوسف مین اسی نے یمن کو فتح کیا تہا۔ ہان یہہ ہوسکتا ہے کہ پہلے شمس الدولہ تورانشاہ شحنکیہ دمشق پر مقرر کیا گیا تہا پہر بعد اس کے صلاح الدین یوسف کو یہہ عہدہ عنایت ہوا چنانچہ عرقلہ شاعر نے جسوقت شمس الدولہ تورانشاہ شحنکیہ دمشق پر مامور ہوا ایک طویل قصیدہ تہنیت کا لکہا جس کے دو شعر سنداً درج ذیل ہین۔

قلت لحسادك زيدوا فى الحسد   مین نے تیرے حاسدون سے کہا کہ تم حسد مین زیادتی کرو
قد سكن الدار وقد حاز البلد   وہ مکان مین مقیم ہوگیا اور بے شک شہر پر مسلط ہوگیا
لا تعجبوا ان حل دار عمه   اس سے تعجب کرو اگر وہ اپنے چچا کے گہر مین مقیم ہوا ہے
اما تحل الشمس فى برج الاسد   کیا آفتاب برج اسد مین نہین ٹہرتا ہے۔

اور پہر جب تورانشاہ کے بعد صلاح الدین یوسف نے اس عہدہ کے زینہ پر قدم رکہا تو اس شاعر نے یہہ ابیات پڑہے تہے۔

لصوص الشام توبوا من ذنوب   اے شام کے چورو گناہون سے توبہ کرو۔
تكفرها العقوبة والصفاد   تمہارے گناہون کا عذاب اور قید گزارہ ہوگا

لئن کان الفساد لکم صلاحاً	اگرچہ پہلے اس سے تمہاری بدچلنی تمہاری صلاح تھی۔
فمولای الصلاح لکم فساد	مگر اب تو مولانا صلاح الدین تمہارے لئے فساد یعنی باعث ہلاکت ہے

عجب نہین کہ عرقلہ نے اسی جلسہ مین یا کسی اور موقع پر یہہ اشعار بھی پیش کئے تھے جس کے صلہ مین صلاح الدین یوسف نے ایک خلعت گران بہا اور دوسو دینار مرحمت فرمائے تھے

رویدکم یا لصوص الشام	اے شام کے چورو اپنے حرکات چھوڑ دو۔
انی لکم ناصح فی مقال	مین تمہین اپنے قول سے نصیحت کرتا ہون
و ایاکم و سمی النبی	خبردار ہو جاؤ یوسف کے ہمنام سے اپنے کو بچاؤ
یوسف رب الحجی و الجمال	جو کہ عقل اور جمال کا مالک ہے۔
فذاک مقطع ایدی النسا	وہ (یوسف) تو عورتون کے ہاتھہ کاٹنے والے تھے
و ھذا مقطع ایدی الرجال	اور یہہ (صلاح الدین یوسف) مردونکے ہاتھہ کاٹنے والا ہے

ابن ابی طے لکھتا ہے کہ بعد چندے صلاح الدین اور صاحب دیوان ابی سالم ابن ہمام کی بگڑ گئی اور صلاح الدن اس عہدہ سے مستعفی ہو کر حلب کو چلا گیا جسوقت اس واقعہ کی اطلاع نورالدین کو ہوئی اوس نے واقعات کی تفتیش کرکے ابن ہمام کو معقول سزا دی اور صلاح الدین یوسف کو طلب کرکے اپنے مصاحبین خاص مین داخل کرلیا حضر وسفر مین اسکو اپنی خدمت سے جدا نہ کرتا تھا چوگان کھیلنے مین اسکو بہت بڑا کمال تھا اور شیر دل نورالدین محمود اس مردانہ کھیل کو جی سے پسند کرتا اور اس کے ساتھہ کھیلتا تھا ایکمرتبہ ۵۶۳ھ ہجری مین دونون حلب مین چوگان کھیل رہے تھے اتفاق سے صلاح الدین کا گھوڑا پھسل کر گر پڑا جس سے صلاح الدین کے پاؤن مین خفیف سی چوٹ آگئی تھی پھر جب تک یہہ تندرست نہو لیا اوس وقت نورالدین اوسی میدان مین ٹھیرا رہا۔

اسی سنہ کے آخری مہینون مین سلطان نورالدین محمود نے ملک قلج ارسلان بن

ملک مسعود بن سلیمان والی قونیہ کے بعض قلعات جو عیسائی ممالک کے سرحد پر واقع تھے چھین لئے قلیج ارسلان کو جب اسواقعہ کی اطلاع ہوئی اور وہ اندنون دانشمند کے لڑکون سے لڑ رہا تھا تو قلیج ارسلان ان لڑائیون کا سلسلہ منقطع کرکے حدود قونیہ پر آپہونچا اور نورالدین محمود سے اپنے تعلقات قرابت و مراسم دوستانہ ظاہر کرکے اُن قلعات کے واپس لینے اور باہم صلح کرنے کا خواستگار ہوا نورالدین محمود نے نہایت سچائی سے اون قلعات کے لے لینے کا عذر کیا اور قلیج ارسلان سے کمال راستی سے صلح کرکے حلب کو واپس ہوا۔

مہم قلعہ حارم

شروع سنہ ۵۱ھ مین قلعہ حارم پر نورالدین محمود نے فوج کشی کی یہہ ایک قلعہ مضبوط و مستحکم صوبہ انطاکیہ کے قریب حلب کے غربی جانب واقع ہے حاکم اسکا ایک گونہ خودمختار تسلیم کیا جاتا تھا لیکن درحقیقت وہ والی انطاکیہ کا ماتحت تھا عیسائی بادشاہ انطاکیہ نے نورالدین محمود کے آمد کی خبر سنکر عیسائی مجاہدین اور لشکر کو فوراً مجتمع کرلیا اور اوس سے لڑنے اور قلعہ حارم کے چھوڑانے کے غرض سے خم ٹھونک کر میدان جنگ مین آیا اور پھر جب بادشاہ انطاکیہ کی کوششون نے قلعہ حارم کے چھڑانے سے اسکو جواب دیدیا اور والی قلعہ نے یہہ کہلا بھیجا کہ "اگر تم نورالدین کا مقابلہ کروگے تو وہ یقیناً کامیاب ہوگا اور ہمکو ہزیمت اوٹھانی پڑیگی اور اگر تم لڑائی سے جان چھڑاؤگے تو ہم مین سے ایک کا بھی بچنا آسان نہین نظر آتا اس سے مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ نورالدین محمود کو بعوض تاوان جنگ نصف مضافات حارم دیکر صلح کرلیجائے" بادشاہ انطاکیہ پہلے اس پیام سے افروختہ ہوا لیکن پھر جب اوس نے مآل پر نظر کیا تو والی قلعہ کی رائے زیادہ مناسب نظر آئی اور اوس نے نہایت عجلت کے ساتھہ نامہ و پیام کرکے نورالدین سے صلح کرلیا شعراء نے حارم سنے

کامیاب واپس آنے پر اوسکو مبارکباد دی اور تہنیت کے قصاید پڑہے لوگون نے ابن منیر کے طرف ایک قصیدہ منسوب کیا ہے اور مین نے بہی اس قصیدہ کو دیوان ابن منیر مین دیکہا ہے حالانکہ ابن منیر شاعر کا انتقال ۵۴۸ھ مین ہو چکا تہا اور یہہ واقعہ سنہ ۵۵۱ھ کا ہے۔

رئیس ابو یعلی تحریر کرتا ہے کہ نورالدین محمود جسوقت مہم حارم مین مصروف تہا اوسوقت اطراف وجوانب کے چہوٹے چہوٹے عیسائی امرا نے مجتمع ہو کر حلب پر حملہ کی تیاری کردی جاسوسون نے اس مشورہ کی اطلاع اونکی روانگی سے پہلے نورالدین کو کردی اوس نے اسی اثنا مین چوبیس صفر سنہ مذکور کو موجودہ مہم کے لشکر کے ایک حصہ کو مضافات حلب کی طرف روانہ کردیا تہا پہر جب یہہ حارم سے واپس ہو کر حلب کو جا رہا تہا تو وہ گروہ مظفر و منصور مفسدین نصارے کو گرفتار کئے ہوے ملا نورالدین محمود اونکو انعام و اکرام سے خوش کرکے اپنے ہمراہ لئے ہوے حلب مین داخل ہوا چند یہان قیام کرکے دمشق کو چلا گیا۔

شاہ فرانس سے صلح اور پہر اوسکی بدعہدی

ماہ شوال سنہ مذکور مین شاہ فرانس نے لڑائی سے تہک کر ایک برس کے لئے صلح کر لیا لیکن پہر ودہائی مہینہ کے بعد چند عیسائی امرا کے آجانے سے اوس نے عہد شکنی کی اور ایک حلبی قافلہ کو لوٹ لیا نورالدین محمود اندنون اندرونی نقصانات کے دفع کرنے اور اپنی قوت کے بڑہانے مین مصروف تہا اوس نے شاہ فرانس کی اس بدعہدی پر کچہہ خیال نہ کیا اور نہ اس کے بدلہ لینے پر وہ متوجہ ہوا بلکہ آیندہ بہی چند دنون تک اوسکی بدعہدیون اور عہد شکنیون کو غور کی نظرون سے دیکہا اور برابر صبر کرتا اور زمانہ فرصت کا

منتظر رہا۔

بھونچال کی کثرت

بائیسوین ربیع الاول کی شب سے مسلمانون اور عیسائیونکی لڑائی کا بلاتحریک قدرتی طور سے خاتمہ ہوجاتا ہے اور اسی تاریخ سے تھوڑے دلون کے لئے سرزمین شام زلزلون کی اماجگاہ قرار دیجاتی ہے فریقین کے ممالک محروسہ کے اکثر بلاد بھونچال کی کثرت سے خراب و ویران ہوگئے حلب وحماۃ کے اکثر مواضع گر پڑے کفرتاب ومعرہ وافامیہ بالکل ویران ہوگئے شیزر مین ایسا ناوقت زلزلہ آیا کہ گھر کے گھر ہی مین رہ گئے کوئی نکل نہ سکا شہر کا شہر ویران ہوگیا والی قلعہ تاج الدولہ بن ابی العساکر بن منقذ قلعہ مین دبکر مر گیا۔ چوتھی رجب ۵۵۲ھ ہجری کو دمشق مین ایک زلزلہ عظیم آیا عورت و مرد پریشان ہوکر مکانات سے نکل کھڑے ہوئے مضبوط مضبوط عمارتین گر پڑین شاہی عمارات کے آثار ہل گئے چندنون زلزلہ کے خوف سے اہل دمشق باغات اور صحرا اور اوفتادہ زمینون مین پڑے رہے نورالدین محمود بذاتہ اپنے لشکریون کو لئے ہوئے ہر شہر کا شہرپناہ اور قلعات کی فصیلین بنا رہا تھا غربا کے نقصانات مالی کا معاوضہ دے رہا تھا بازارون شہرون کے آباد کرنے کی فکر مین تھا اور رجب تک وہ اس امر مہم سے فارغ نہین ہولیا اسوقت تک وہ کسی طرف نہین متوجہ ہوا۔ اکثر محققین مورخین کا قول ہے"

"لولا ان اللہ تعالی من علی المسلمین بنورالدین والا کان دخلہا الفرنج بغیر حصار و قتال" (ترجمہ) (اگر اللہ تعالی مسلمانون پر نورالدین محمود کی موجودگی سے احسان نہ کرتا تو عیسائی ضرور بغیر محاصرہ و لڑائی کے اسلامی ممالک مین گھس گئے ہوتے)۔

اِس بلاءِ غیبی (زلزلہ) سے مرنے والون کی تعداد کا صرف اس روایت سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ایک شہر حماۃ کے مدرسہ مین مولوی صاحب بیٹھے ہوئے لڑکون کو پڑہا رہے تہے اتفاق سے وہ بضرورت اوٹہے جیسا ہی وہ اوٹہکے باہر آئے ویسا ہی صدمہ زلزلہ سے مدرسہ کی عمارت گر پڑی خود مولوی صاحب کا یہہ بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد کوئی متنفس اپنے لڑکے کا حال دریافت کرنے کو نہ آیا صاحب کتاب الروضتین اس حادثہ ناگہانی مین مرنیوالونکی تعداد دس ہزار بیان کرتا ہے یہہ حادثہ ایسا تہا کہ اس مین عیسائی اور مسلمانون دونون مبتلا ہو رہے تہے اپنی اور اپنے رعایا کے بچانیکے فکر مین تہے ایک کی دوسرے کو کیا خبر ہوتی۔

عیسائی لوٹیرونکا مقابلہ

ان مصائب سے نجات پاتے ہی عیسائیون نے پہر پیشقدمی شروع کی اور از سر نو کشت وخون کا دروازہ کہولنے پر آمادہ ہوئے حمص وحماۃ کے اطراف وجوانب کے عیسائی امرا نے اوسکو بے یار و یاور سمجہکر حملہ کی تیاری کر دی لُوٹیرے عیسائی وقت بیوقت موقع پاکر مسافرونکو لُوٹ لینے لگے جسوقت نورالدین محمود کو اُس واقعہ کی خبر پہونچی اوس نے اوسیوقت اُن کی سرکوبی کو ناصرالدین امیر امیران کو سات سو سوارون کی جمعیت سے حدود حمص وحماۃ کے حفاظت کے غرض سے روانہ کر دیا ناصرالدین امیر امیران نے حدود حمص وحماۃ سے نکلتے ہی شجاعان اتراک کو عیسائی لوٹیرون کے راہ مین موقع سے ایک کمینگاہ مین چہپا دیا اور خود چند منتخب سپاہی اور افسرون کو لیکر ایک ٹیلہ پر جا ٹہیرا جسوقت عیسائیون کا گروہ اپنی مملکت کے حدود سے نکلکر آگے بڑہا اُسیوقت امیر امیران نے اپنے رومال کے اشارہ سے کمینگاہ کے ترکون کو حملہ کرنیکا

حکم دیا اور خود ایک کوس کا چکر کاٹ کر عیسائیون کا سامنے سے مقابلہ کیا عیسائی لوٹیرون کا گروہ اس اچانک حملہ سے منتشر ہو گیا اپنے آلات حرب کو بہی موقع و محل سے استعمال نکر سکا مجبور ہو کر میدان جنگ سے بہاگ نکلا سواران اسلام نے اون کا تعاقب کیا جو ان مین سے امن کا خواہان ہوا یا تلوار رکہہ دی یا بیٹہہ گیا اُسکو پناہ دیگئی جس نے کچہہ بہی اسلام سے سرتابی کی فورًا اوس کے سر و تن کا آخری فیصلہ کر دیا گیا کچہہ تو میدان جنگ مین کام آگئے باقی ماندگان سے کچہہ اثناء دار و گیر مین زخمی ہو کر گر پڑے جنکو بہاگنے اور گرفتار کرنے والون نے پایمال کر دیا جو باقی رہ گئے وہ اپنے سردار کے ساتہہ گرفتار کر لئے گئے۔ جسوقت یہہ لوگ دمشق مین نور الدین محمود کے دربار مین پیش کئے گئے اوس نے پہلے انکی تشہیر کرائی بعد ازان ان کے قتل کا حکم دیکر اس نے اپنے کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ ثابت کر دیا۔

ایک اور جدید واقعہ دولت نوریہ کا نامی سپہ سالار اسد الدین شیر کوہ اس واقعہ کے اثناء مین حلب کے شمالی جانب مین رات کیوقت چند سوارون کو لئے ہوئے گشت کر رہا تہا بظاہر اسکو کسی کام کی فکر تہی اور نہ کسی کی تعاقب و گرفتاری کا خیال تہا لیکن چلتے چلتے رُک جانے اور ہر چہار طرف نظر دوڑانے سے اس کے معلوم ہوتا تہا کہ یہہ کسی کی جستجو مین جا رہا ہے یا کم از کم اسکو کسی کے اچانک آجانیکا اندیشہ ہے ناگاہ اسکو شب ماہ مین دور سے گرد اوڑتی ہوئی دکہائی دی تہوڑی دیر کے بعد گہوڑون کے ٹاپ کی آواز اور اونکی ہنہناہٹ سُنائی دی جسپر اس کے کان کہڑے ہو گئے چند لمحہ تک سکوت کے عالم مین کہڑا ہوا کچہہ سوچتا رہا تہوڑی دیر کے بعد راستہ چہوڑ کر چند سوارونکو راستہ سے

ہٹ کر تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر ایک جہاڑی کے آڑ مین بٹہا دیا اور باقی ماندگان کو لیکر راستہ کے بازو کی پہاڑی پر چڑہ گیا آنے والے سوارون کو انکی نقل و حرکت کی اطلاع ہو گئی یا یہہ کہ منزل مقصود پر پہونچنے اور وہان سے شبا شب واپس آنے کے خیال نے نہایت تیزی سے سواران اسلام کے زد پر پہونچا دیا اسد الدین شیرکوہ نے رومال کے اشارہ سے کمینگاہ کے سوارون کو حملہ کرنے کا حکم دیا عیسائیون کا یہہ گروہ جو نہایت اطمینان سے راستہ طے کرتا ہوا چلا آرہا تہا اچانک حملہ سے گہبرا گیا صفوف مرتب بہی نہو سکی پریشانی کیحالت مین آپس مین ہی ایک دوسرے سے بہڑ گئے۔ شیرکوہ نے اس واقعہ کو دیکہہ کر چپکے چپکے پہاڑی پر سے اوتر کر پیچہے سے حملہ کر دیا۔ اس حملہ نے انکو اور زیادہ اضطرار مین ڈالدیا صلیبی نشان پادری کے مارے جانے سے زمین پر گر پڑا عیسائی میدان جنگ سے بہاگ نکلے اس واقعہ مین جسقدر عیسائی علاوہ مقتولین کے گرفتار کئے گئے وہ اگلے دن دربار نوریہ مین بغرض صدور حکم شاہی پیش کئے گئے نور الدین محمود نے بہتون کی گردن زنی کا حکم دیدیا اور یہہ کہہ دیا کہ جو انمین سے بطیب خاطر اسلام لائے وہ چہوڑ دیا جائے۔

ہم اس موقع پر اس امر کو ظاہر کیا چاہتے ہین کہ عیسائیون کا یہہ گروہ زمین کے کسی قطعہ کا مالک نہ تہا ان مین کچہہ لوگ طبقہ ٹمپلرس (داویہ) اور کچہہ لوگ ہاسپٹلرس (استباریہ) کے تہے جنکا یہی کام تہا کہ مسلمانون کو قتل کرین ان کے مال و اسباب کو لوٹ لین مکر و فریب یا جس طریقہ سے ہو مسلمانون کو ایذائین پہونچائین ان دونون طبقون مین امراء کم اکثر عوام الناس ہوتے اور وہی ٹامنٹ اور جرنیل و گرینڈ ماسٹر ہوا کرتے تہے عیسائی کروسیڈرونکو ان دونون طبقون سے جنگ ہاے صلیبی مین بہت بڑی بڑی امداد ملی تہی

عیسائی فرقہ مین ان سے زیادہ مسلمانون کا دشمن اور کوئی فرقہ نہ تہا۔

فتح بانیاس

ابن ابی طے حلبی لکہتا ہے کہ آخر ۵۵۲ھ (مطابق ۱۱۵۷ء) مین شام کے عیسائیون نے مسلمانون کی خونریزی پر پہر کمر باندہی حمص و حماۃ کے غارت کرنے کی غرض سے اوس کے اکثر مقامات کو ویران کر ڈالا نورالدین محمود اس واقعہ سے مطلع ہوکر ان کے مقابلہ پر جا پہونچا عیسائیون نے جی توڑ کر اسکے حملون کا جواب دینا شروع کیا ایک شبانہ روز برابر لڑائی جاری رہی آخرکار عیسائی مُنہہ چہپا کر میدان جنگ سے بہاگ نکلے مسلمانون نے انکو تعاقب کر لیا جب وہ سرزمین بانیاس سے بہی آگے بڑہ گئے تو نورالدین محمود نے آگے بڑہنا مناسب نہ سمجہکر بانیاس کا محاصرہ کر لیا محصور عیسائی آتشبازی کرنے لگے جب اس سے تہک جاتے تہے تو منجنیقون سے سنگباری کرتے ہے ایک ہفتہ تک اسلامی لشکر کا ایک متنفس بہی قلعہ کے قریب نہ جاسکا آٹہوین روز ۲۸ ربیع الاول سنہ مذکور مین طرفین سے ایک جی توڑ کوشش اپنے حریف کے ہزیمت دینے کی ہو رہی تہی اسدالدین نے قلعہ کے شمالی جانب کے برج کو نقابین کے ذریعہ سے سرنگ لگاکر اوڑا دیا اور نہایت تیزی سے اندر گہس کر بلا انتظار اسکے کہ سلطان نورالدین ہنوز قلعہ مین نہین آیا قلعہ کی فصیل پر چڑہ کر اسلامی جہنڈا اگاڑ دیا پہر کیا تہا عیسائی پریشان ہوکر جان بچانے کی فکر مین مصروف ہو گئے اور اسلامی لشکر نے پہونچکر جس نے اسلام لانے یا ہتہیار رکہنے سے انکار کیا اون کے تن و جان کا فیصلہ کرنا شروع کر دیا تا آنکہ جان باختہ عیسائیون نے ایک سفید نشان یار و مال کے دکہانے سے اپنی جان بچائی۔

اس کامیابی کے بعد مال غنیمت معہ اون قیدیون کے جو اس واقعہ مین

گرفتار ہوئے تھے اور تعداد مین ایکہزار کے قریب تھے سلطان نورالدین نے اسدالدین شیرکوہ کے ہمراہ دمشق کو روانہ کیا جب اسکی خبر عیسائی امراء کو ہوئی تو وہ لوگ اسکو غنیمت سمجھکر کہ نورالدین سے مال غنیمت اور قیدیون کو چھوڑا کر اپنے سر سے بدنامی کا بدنما دہبہ مٹائین ایک دستہ فوج لیکر سر راہ بغرض تعرض آکھڑے ہوئے اسدالدین نے اپنے باڈی گارڈ کو لیکر اس کا مقابلہ کیا اور بقیہ ہمراہیون کو مال غنیمت اور قیدیون کے حفاظت پر چھوڑا نصف دن بہی پورا نہ ہونے پایا تہا کہ عیسائیون کے پاؤن میدان جنگ سے اوکھڑ گئے اور منہہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بہاگے شیردل شیرکوہ دو کوس تک ان کے تعاقب مین قتل وقید کرتا ہوا چلا گیا اس واقعہ مین بہی مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھہ اچھا آیا اور دیڑہ سو کے قریب عیسائیون کو گرفتار کرلیا۔

بارہوین جمادی الثانی سنہ مذکور سے شاہ فرانس اور نورالدین محمود مین ایک میعادی صلحنامہ کی بابت پہر خط وکتابت شروع ہوئی شاہ فرانس کا یہہ مقصد تہا کہ سلطان نورالدین محمود کو صلح کی امید مین رکھہ کر آیندہ کی تیاری سے اسکو روک دے لیکن شاہ فرانس کی اس خیالی امید نے چندان قیام نہ کیا اسکی چالاکی کی قلعی کہل گئی کوئی امر باہم طے نہ ہوا مجبور ہوکر نورالدین محمود بقیہ لشکر کو دشمن کے مقابلہ پر چھوڑکر دستہ فوج جان نثاران لیکر غزہ مین چلا آیا پہر وہان سے تیسری رجب کو روانہ ہوکر حلب مین داخل ہوا لشکر کی تیاری آلات حرب کی درستی ملک کے نظم ونسق نے بقیہ رجب اور پورے ماہ شعبان تک اسی مقام پر روک رکہا اتنے مین ماہ مبارک رمضان کا چاند دکہائی دیا نورالدین محمود نے اپنے ارادہ سفر کو ملتوی کرکے حلب مین

قیام کردیا پہلا عشرہ تو خیریت سے گزر گیا لیکن دوسرے عشرہ کی ابتدا مین یہہ علیل ہو گیا جب اسکو اپنی صحت سے نا امیدی ہوئی تو اس نے اپنے بہائی امیر امیران نصرت الدین و اسد الدین شیرکوہ اور امرا و ارا کین سلطنت کو بلا کر انکے مشورہ سے امیر امیران نصرت الدین کو اپنا ولی عہد مقرر کیا شیرکوہ کو اسکی نیابت کی وصیت کرکے دمشق مین رہنے کو کہا اور ایک گروہ ارا کین سلطنت کو وقت ضرورت مشورہ دینے کے لئے منتخب کیا اس مشورے کے بعد اسد الدین شیرکوہ دمشق چلا گیا اور خود نور الدین محمود شہر حلب سے قلعہ مین ایام علالت گزرانے کے لئے چلا آیا۔

عیسائیون نے اسکے علالت کی خبر پاکر دو طرف سے حملہ کردیا ایک تو بالڈون بادشاہ یروشلیم نے یورپ سے تازہ فوج آجانے کی وجہ سے خالی میدان دیکھہ کر قیصاریہ پر فوج کشی کردی اور نہایت دلیری سے (کہ جو درحقیقت بزدلی کا حملہ تہا) شہر کا محاصرہ کر لیا لیکن اسد الدین شیرکوہ کی مردانگی نے اس کے دانت کہٹے کر دیئے پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد نقصان کثیر اوٹہا کر بالڈون کو انطاکیہ کے طرف واپس آنا پڑا۔ دوسرے امراء فرانس نے اسکی علالت اور پچہلے دنون کے زلزلہ سے شیزر کے شہر پناہ کے گرجانے سے دس ہزار کی جمعیت سے شیزر پر حملہ کردیا شیزر اسوقت تک ظاہرا اپنے مددگارون سے خالی نظر آرہا تہا اور فرانسیسیون کو پورا پورا اسپر قبضہ کرلینے کا یقین ہو گیا تہا مگر اسماعیلیہ نے اطراف و جوانب سے مجتمع ہو کر اسکو حریف کے قبضہ سے بچا لیا

اسی زمانہ مین مینوئیل یونانی شہنشاہ قسطنطنیہ اور ریجنالڈ والی انطاکیہ مین اسدرجہ ناصافی پیدا ہو گئی کہ شہنشاہ قسطنطنیہ ایک بڑی فوج لیکر انطاکیہ پر چڑہ گیا اور ریجنالڈ کو نیچا دکہا کر واپس چلا آیا انہین

دونون امیران نصرت الدین اور مجد الدین حاکم قلعہ حلب سے چل گئی لیکن نورالدین محمود کی تندرستی نے اس ماجرا کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ اسد الدین شیرکوہ اپنے آقائے نعمت کی تندرستی کی خوشخبری سُنکر حسب استدعا اس کے اپنی ماتحت فوجین لیے ہوئے دمشق سے حلب مین آگیا نورالدین محمود نے اس کی کوششونکی داد دی اور اندرونی و بیرونی فسادات کے رفع کرنے کی مشورہ و فکر کرنے لگا۔

شیزر پر قبضہ پچھلے دنون کے عیسائیونکی یورش سے اگرچہ سلطان نورالدین محمود کو شیزر سے کوئی تعلق نہ تہا لیکن اسلامی بلاد ہونے کی وجہ سے اسکو اُسکا ایک خاص خیال پیدا ہوجانا ضروری تہا۔ شیزر حماۃ سے نصف منزل کے مسافت پر ایک اونچی پہاڑی پر واقع تہا تین طرف اس کے نہایت بڑے بڑے پہاڑ واقع تہے جو اسکو ہر قسم کے حملون سے ہر وقت بچانے کے لیئے کمر بستہ سلسلہ کے ساتہ کہڑے تہے چوتہی طرف اس کے دریا تہا جسپر اہل شیزر نے ایک پُل بنا رکہا تہا اور اوسی کے ذریعہ سے شیزر مین آمد و رفت ہو سکتی تہی باوجود اس مضبوطی کے اور ایک قدرتی محفوظ قلعہ ہونے کے والی قلعہ کی کمزوری اور عیسائیون کی آمد و رفت و تعلقات سے اسکی یہہ حالت ہو رہی تہی کہ اگر عیسائیون کو سلطان نورالدین محمود کی حمایت کا خیال نہ ہوتا تو مدت ہوئی ہوتی کہ اس قلعہ پر بجائے اسلامی پہریرہ کے صلیبی نشان بلند ہو گیا ہوتا اور یہہ جب شیزر سا محفوظ و مضبوط قلعہ عیسائیون کے قبضہ مین آجاتا تو اہل حماۃ کو ان کے ظلم کے ہاتہون کب آرام ملسکتا نورالدین محمود نے تندرستی کے بعد بوجوہ بالا بجائے مخالفین کی قوت توڑنے کے اپنے بازو مضبوط کرنے کو مقدم سمجہکر شیزر کیطرف اسد الدین شیرکوہ کو روانہ کیا شیرکوہ نے شیزر کے قریب پہونچکر بلا جدال و قتال اس پر

قبضہ حاصل کرکے اس کے شہر پناہ کو از سر نو درست کرا دیا اور حسب حکم نور الدین محمود مجد الدین ابن الدایہ کو وہان کا حکمران بنا کر واپس چلا آیا۔

اوائل محرم ۵۵۳ھ (مطابق ۱۱۵۸ء) مین عیسائیون نے پہر سر اوٹہایا قلعہ حارم کے نصف محاصل کو جو زمانہ اتابک سے دیتے چلے آئے تہے بند کر دیا علاوہ برین قرب وجوار کے بلاد اسلامیہ پر شبخون مارنا شروع کر دیا نور الدین محمود یہہ خبر سنکر حلب سے روانہ ہوا اور اپنی روانگی سے پیشتر اسد الدین شیرکوہ کو بطور مقدمۃ الجیش کے روانہ کر دیا عیسائی فوجین جو اپنے ہاتہون کو مسلمانون کے خون ناحق سے رنگ رہی تہین اسکی آمد کی خبر سنکر منتشر و پریشان ہوکر قبل از مقابلہ بہاگ گئین۔ نور الدین محمود تو دمشق کو واپس آیا اور اسد الدین شیرکوہ سرکش عیسائیون کے سرکوبی کو صیدا کیطرف چلا گیا۔

رئیس ابویعلی تحریر کرتا ہے کہ پندرہوین ربیع الاول کو حلب سے زلزلہ کی خبر آئی جس سے حلب کے مضبوط مضبوط مقامات کی بنا ہل گئی اور پچیسوین دمشق مین بہونچال آیا لیکن دونون مقامات مین نقصان کچہہ نہین ہوا۔ نوین ربیع الثانی کو سلطان نور الدین محمود نے لشکر مرتب کرکے بغرض جہاد دمشق سے خروج کیا اور جسر خشب پر آکر قیام کیا اس کے دوسرے روز اسد الدین شیرکوہ بہی صیدا سے مظفر و منصور قیدیون اور مال غنیمت کو لئے ہوئے آ پہونچا ان قیدیون مین والی حارم کا لڑکا بہی تہا جو عیسائی مجاہدین کے لشکر مین نائب ہو کر لڑنے کو آیا تہا۔

شکست و فتح

اسد الدین کے آنے کے بعد نور الدین محمود نے جسر خشب سے کوچ کیا اور اپنی سرحد سے عبور کرکے عیسائیون کے ملک مین جا پہونچا عیسائیون نے جی توڑ کر مقابلہ کیا اثناء جنگ مین مسلمانون کے میمنہ کے دو کالم

میسرہ مین آملے عیسائیون نے میمنہ کو کمزور دیکھہ کر اسپر حملہ کیا جسوقت میسرہ نے اس کے بچانے کی کوشش کی عیسائیون کے میمنہ نے دائین بازو سے اور مقدمہ نے سامنے سے حملہ کر دیا اس اچانک حملہ سے افسران لشکر کے پاؤن اوکہڑ گئے لشکر بے قابو ہوکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا سلطان نورالدین محمود تہوڑے سے سواران دستہ جان نثاران کو لئے ہوئے ٹیلہ جیش پر ٹہرا ہوا اونکا مقابلہ کرتا رہا عیسائیون کے دلپر اسکی اس مردانگی سے کہ وہ مٹہی دل لشکر کے مقابلہ پر معدودے چند سوارونکو لئے ہوئے لڑ رہا تہا ایک رعب سا چہا گیا باوجود کثرت لشکر کے آگے قدم نہ بڑہا یا دو شخص عیسائی لشکر سے نکلکر میدان مین آئے اور لڑنے والون کو طلب کیا سلطان نورالدین محمود کے حکم سے ان کے مقابلہ پر خطلخ زاہد شہید اتابک کا (آزاد غلام) صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا دو چار ہاتہ پینترے کے بدلکر پہلے ایک کو ان مین سے تہ تیغ کیا بعد ازان دوسرے کے طرف متوجہ ہوتے ہی اسکو بہی آن واحد مین قتل کر ڈالا ان دونون عیسائیون کے قتل ہوتے ہی انکے لشکر نے پیچہے ہٹنا شروع کیا اور نورالدین محمود ان پر تیر باری کرنے لگا یہانتک کہ رات نے انکو اپنے دامان سیاہ مین پناہ دیا۔

شیخ داؤد مقدسی (مجاور قبر شعیب نبی علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام) ایک خچر پر (جسکو بادشاہ قدس نے دیا تہا) نورالدین محمود کے پاس سوار کہڑے ہوئے تہے ان کا بیان ہے کہ جسوقت اسلامی لشکر میدان جنگ سے بہاگا جا رہا تہا اوسوقت نورالدین محمود کے چہرہ کا رنگ ساعت بساعت متغیر ہو جاتا تہا کبہی بارگاہ رب العزت مین کمال ادب سے قبلہ رو ہو کر سر جہکا کر یہہ دعا کرتا تہا یارب العباد انا العبد الضعیف ملکتنی ہذہ الولایۃ

واعطيتني هذه النيابة عمرت بلادك ونصحت عبادك وامرتهم بما امرتني به ونهيتهم عما نهيتني عنه فرفعت المنكرات من بينهم واظهرت شعار دينك في بلادهم وقد انهزم المسلمون وانا لا اقدر على دفع هولاء الكفار اعداء دينك ونبيك محمد صلى الله عليه وسلم ولا املك الا نفسے هذا وقد سلمتها اليهم ذبا عن دينك وناصرا لنبيك (**ترجمہ** اے پروردگار عباد مجھہ بندۂ ضعیف کو تونے اس ولایت کا مالک کیا اور مجھکو تونے یہہ نیابت مرحمت کی مین نے تیرے شہرونکو آباد کیا اور تیرے بندون کو سمجھایا اور مین نے انکو اُسی کام کا حکم دیا جسکا حکم تونے مجھے دیا ہے اور مین نے اونکو اوس سے رُوکا جس سے تونے مجھے رُوکا ہے پس مین نے انمین سے منکرات کو رفع کردیا اور تیرے شعار دین کو اون کے بلاد مین ظاہر کیا بے شک مسلمانون کو ہزیمت ہوئی اور مین تنہا ان کفار تیرے دین اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنون کو دفع نہین کرسکتا اور مین سوائے اپنے اس نفس کے اور کسی کا مالک نہین ہون اور بے شک مین نے اُسکو تیرے دین کی حفاظت اور تیرے نبی کی حمایت کیلئے اُن کے سپرد کردیا ہے)۔

اور کبھی منہزم گروہ کے واپس لانے کی کوشش مین مصروف ہوتا تھا اس اثناء مین عیسائی لشکر ٹیلہ حبیش کے قریب آگیا اسوقت نورالدین محمود یا للاسلام کہہ کر کھڑا ہوگیا اور اپنے لوکدار خارہ شگاف نیزہ کو زمین پر گاڑکر ترکش سے تیر نکالکر تیروکمان سے کام لینے لگا۔ اس کے ہمراہی سواران نے بھی تیر باری شروع کردی عیسائیون کے حملہ کا اثر مسلمانون تک بلندی کیوجہ سے

بالکل نہ پہونچتا تہا لیکن اونکے تیر عیسائیون کے سر و نیز کہلتے جارہے تہے دوپہر سے شام تک لڑائی کا یہی نقشہ رہا غروب آفتاب کے بعد عیسائی لشکر پیچہے ہٹنے لگا اور نورالدین محمود معہ اپنے ہمراہیون کے آگے بڑہتا جاتا تہا جب شب تاریک نے ان کو اپنے دامان ظلمت مین چہپا لیا اور اونکی نظرین کام نہ دینے لگین تو یہ لوگ میدان جنگ سے واپس ہوئے۔

یہی واقعہ اس لڑائی کو بلا کسی نتیجہ کے ختم کرکے آیندہ تہوڑے روز کے لئے لڑائی کو موقوف کر دیتا ہے اور نورالدین محمود میدان جنگ سے دمشق کو چلا آتا ہے اس کے آنے سے پہلے اہل دمشق نے دارالعوام مین مجتمع ہوکر شہر بازارون اور نہرون کا ٹکس قایم کرلیا تہا اور حکومت شہر (لوکل گورنمنٹ) سے دس ہزار دینار پر ٹہیکہ لے رکہا تہا لیکن جب دسوین رمضان کو اسکی اطلاعی یادداشت بغرض منظوری دربار نوربار مین پیش کی گئی سلطان نورالدین محمود کی بنظر فیاضی نے اپنی دی ہوئی رعایتون کو موقوف کرنا ناپسند کرکے وصول شدہ ٹکس کے واپسی کا حکم صادر کردیا اور براہ ترحم خسروانہ دودہ۔ گہی۔ گائے۔ بکری کا محصول معاف کرکے ایک گشتی حکم جاری کردیا جو بغرض اطلاع عام بازارون اور چوراہون پر آویزان اور جمعہ کے دن مساجد مین پڑہا گیا۔

رئیس ابویعلی تحریر کرتا ہے کہ ابتدائے سنہ ۵۵۴ھ (مطابق سنہ ۱۱۵۹ء) مین سلطان نورالدین محمود پہر علیل ہوا اور اسکی علالت رفتہ رفتہ اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ نقل و حرکت نہ کرسکتا تہا اکثر اوقات نماز غشی مین گزرتے تہے ضعف کی کوئی انتہا نہ تہی جسقدر اسکی خیرخواہ رعایا اور جان نثار فوجین اسکی علالت سے پریشان خاطر ہو رہی ہتین اوس سے بدرجہا دشمنان اسلام و مفسدین نصاریٰ خوش ہو رہے تہے اور وقت کے منتظر تہے آئے دن

رومی اور فرانسیسی امرار کی شورش کی خبرین مشہور ہوتی ہتین جب سلطان نورالدین محمود کو ضعف وعلالت نے نشست وبرخاست سے مجبور کر دیا اور ایک گونہ اس کو اپنی صحت سے ناامیدی ہوگئی تو اس نے اپنے خاص خاص امرار کو ایک وقت خاص مین طلب کرکے بعد حمد وصلوۃ کے یہہ وصیت کی انی قد عزمت علی وصیة الیکم بما وقع فی نفسی فکونوا سامعین مطیعین وبشروطها عاملین انی مشفق علی الرعایا وکافة المسلمین ممن یکون بعدی من الولاة الجاهلین والظلمة الجائرین وان اخی نصرة الدین اعرف من اخلاقه وسوء افعاله ما لا ارضی معه بتولیته امرا من امور المسلمین وقد وقع اختیاری علی اخی قطب الدین مودود متولی الموصل لما یرجع الیه من عقل وسداد ودین وصحة اعتقاد فحلفوا له (ترجمہ بے شک مین نے تمکو ایک وصیت کرنے کا قصد کر لیا ہے جو میری طبیعت مین گزری ہے پس اوسکو تملوگ سُنو اور اوسکی اطاعت کرو اور اس کے شروط پر عمل کرو مجھے رعایا اور گروہ مسلمانون کیطرف سے اندیشہ ہے کہ میرے بعد جاہل حکام اور نافہم امرار اونپر ظلم نہ کرین اور بے شک مین اپنے بہائی نصرت الدین کے اخلاق اور بدافعالی کو جانتا ہون جس سے مین اسکی تولیت پر راضی نہین ہوتا کہ وہ مسلمانون کے کسی کام کا متولی ہو میرے دل مین یہہ آیا ہے کہ مین اپنے بہائی قطب الدین مودود حاکم موصل کو اختیار کرون کیونکہ اس مین عقل و راستی و دینداری اور درستی اعتقاد ہے پس تملوگ اس کے لئے حلف دو) اس کے بعد ایک قاصد خاص اپنے بہائی قطب الدین مودود کے پاس موصل کیطرف روانہ کیا اور

مجد الدین گورنر حلب نے مسافرین و تجارت پیشہ کے حفاظت کے غرض سے شاہراہ عام پر چوکیان مقرر کردین اتفاقاً ایک چوکی والون نے اہل دمشق کے ایک قاصد کو گرفتار کرکے گورنر حلب کے پاس بہیجدیا گورنر حلب نے اس سے استفسار حال کیا اوسکی تلاشی لی جب اسپر جرم ثابت پایا تو اوسکو دار پر کہینچدیا اور خط جو اس کے اسباب سے برآمد ہوا تہا اوسکو نورالدین محمود کے پاس بہیجدیا۔ جب یہہ خط دربار نوریہ مین کہولا گیا تو معلوم ہوا کہ امین الدین ابن الحاج ابوالقاسم متولی دیوان و عزالدین حاکم قلعہ و محمد بن جعفری حاجب و سعدالدین عثمان نے یہہ خط امیر امیران نصرت الدین کو لکہا تہا اور اسکو ایسی حالت مین جبکہ نورالدین محمود بستر علالت پر پڑا ہوا تہا اور اس نے قطب الدین مودود کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا دمشق پر قبضہ کر لینے پر آمادہ کیا تہا نورالدین محمود نے ان لوگون کی گرفتاری کا حکم دیا امین الدین و عزالدین و محمد تو گرفتار ہو آئے لیکن سعدالدین عثمان بہاگ گیا جسوقت یہہ خط ان لوگون کے روبرو پیش کیا گیا اون لوگون نے اپنے قصور کا اعتراف کرلیا اور اسکی معافی چاہی نورالدین محمود کے بےنظیر حلم نے ان کے قصور سے درگذر کیا اور اس نے ان کے رہا کر دینے کا حکم دیدیا۔ اس واقعہ کا شور و غل ہنوز کم نہوا تہا کہ والی قلعہ جعبر کا خط اس مضمون کا آپہونچا کہ نصرت الدین دریاے فرات عبور کرکے دمشق پر قبضہ حاصل کرنے کو آرہا ہے اس خبر کے پہونچتے ہی اسدالدین شیرکوہ لشکر ظفر پیکر لیکر اوس کے روکنے کو ہوا کی طرح اوڑہا لیکن اس کے پہونچنے سے پہلے نصرت الدین اثناء راہ سے اسدالدین کی روانگی اور نورالدین محمود کی صحت کی خبر سنکر واپس چلا گیا نوبت مقابلہ کی نہ آئی۔

اسدالدین کی واپسی کے دوسرے روز نورالدین محمود کا قاصد

موصل سے واپس آیا اور اوس کے ساتھہ ہی ساتھہ قطب الدین مودود کا وزیر جمال الدین ابو جعفر محمد بن علی اپنے آقائے نعمت کیطرف سے بغرض مزاج پرسی حاضر ہوا نورالدین محمود نے روانگی کے وقت اوسکو خلعت و انعام دیکر رخصت کیا ابن ابی طے تحریر کرتا ہے کہ وزیر جمال الدین۔ نورالدین محمود کی خدمتین حلب مین حاضر ہوا تھا اور ابن الصوفی کے مکان پر اوترا تھا اور واپسی کے وقت اس کے ہمراہ اسدالدین شیرکوہ اپنے آقائے نعمت کیطرف سے ادائے شکریہ کے لئے موصل آیا تھا اور پھر جب یہہ موصل سے واپس ہوکر حلب مین آیا تو اوسوقت نورالدین محمود روانگی دمشق کی تیاری کر رہا تھا اسوجہ سے کہ عیسائیون نے اطراف حوران مین ظلم و بدعات کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ چنانچہ اسدالدین اپنے آقائے نعمت کے ساتھہ ساتھہ دمشق آیا اور یہان سے ایک دستہ فوج لیکر بلاد صید اپر حملہ کرنے کو روانہ ہوا اس مہم مین اسکا بھائی نجم الدین ایوب اور اُسکی اولاد بھی شریک تھی عیسائیون کو اسکی روانگی کی خبر نہ ہونے پائی تھی کہ حالت غفلت مین یہہ اون کے سر و نپر جا پہونچا اور اونمین ایک گروہ کو قتل کرڈالا باقیماندگان سے بعضے تو بھاگ گئے اور اکثر گرفتار کرلئے گئے نورالدین محمود یہہ خوشخبری سُنکر اسلامی لشکر کے استقبال کو حبس خسبب تک آیا اور وہین اسدالدین شیرکوہ سے ملا۔

یہہ واقعہ نورالدین محمود کے پہلی علالت کے بعد واقع ہوا ہے جیسا کتب تواریخ کے دیکھنے سے پوری تشفی ہوسکتی ہے۔ ابن ابی طے نے اسکی دو علالت کو جو دو مختلف مقامات مین ہوئی تہین ایک ہی شمار کیا ہے اور رئیس ابو یعلی نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود پہلی بار حلب مین علیل ہوا تھا

اور دوبارہ دمشق مین۔ پہلی علالت مین جبکہ وہ حلب مین بیمار ہوا تہا امیر امیران نصرت الدین کو اپنے بعد اپنا قایم مقام رہنے کی وصیت کی تہی اور اُسکو شیرکوہ کے سپرد کیا تہا اور دوسری بار جب دمشق مین علیل ہوا تو اپنے بہائی قطب الدین مودود کو اپنا جانشین کیا تہا اور یہی صحیح ہے۔

اسی سنہ اور انہین واقعات کے اثنا مین جبکہ نور الدین بستر علالت پڑا ہوا کروٹین بہی نہین بدل سکتا تہا روم و فرانس نے اسکی علالت کی خبر پاکر ایک بزدلانہ حملہ کرنے کی تیاری کی اور اُنہون نے مقدس پادریون کے روبرو انجیل اوٹہائی اور اون بلاد کے چہین لینے کی پہر دوبارہ کوشش کی جنکو نور الدین محمود نے بزور تیغ فتح کیا تہا اوٹہنے کو وہ سیاہ بادل کیطرح اوٹہے لیکن ان کے برسنے سے پہلے نور الدین محمود تندرست ہو گیا تہا اور وہ اُن کے ارادہ سے مطلع ہو کر اپنا جری لشکر لئے ہوئے براہ حمص وحماۃ شیرز دیکہتا ہوا اُن کا مقابلہ کرنے کو آرہا تہا روم و فرانس کے بہادر لشکریون کا یہہ سُنکر جی چہوٹ گیا لینے کے دینے پڑ گئے آنے کو تو آگئے تہے اب بغیر نذر دنیاز دیئے جا کیسے سکتے تہے مجبورانہ حکمرانان روم و فرانس تملق و چاپلوسی سے پیش آئے اور یہہ ظاہر کیا کہ ہم تو اپنے اُن قیدیون کا فدیہ لیکر آئے ہین جو آپکے قید مین ہین" نور الدین محمود نے باوجود اس کے کہ وہ اس فقرہ کو سمجہ گیا لیکن پہر بہی نہایت خندہ پیشانی سے اُنکی اس درخواست کو منظور کرکے باخذ فدیہ قیدیان نصاری کو رہا کر دیا بادشاہ روم نے اس کے شکریہ مین مختلف اقسام کے قیمتی کپڑے اور جواہرات اور دیبا کا ایک خیمہ اور چند گہوڑے نذر کیے اور جمادی الاول کی پہلی تاریخ کو نماز چہڑانے آئے تہے روزہ گلے لگا کر واپس گئے۔ اور نور الدین محمود شہر حران کیطرف بڑہا اسوجہ سے کہ

اسکا بہائی نصرت الدین جب دمشق پر بغیر قبضہ حاصل کئے ہوئے اسکی تندرستی کی خبر پاکر واپس ہوا تھا تو اس نے حران کو بے یار و یاور پاکر اُسپر قبضہ کرلیا تھا نور الدین محمود جب اوس کے پنجہ غضب سے حران کے چھوڑانے کو اس کے قریب پہونچا تو نصرت الدین اپنے اہل وعیال کو قلعہ مین چھوڑ کر تن تنہا بہاگ گیا نور الدین محمود نے حران کو زین الدین کی جاگیر مین دیدیا اور نصرت الدین کے اہل وعیال کو اس کے پاس پہونچانے کا حکم دیا رئیس ابو یعلی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ نصرت الدین نے بلا حصار و جدال قلعہ کو نہین چہوڑا بلکہ چند روز نور الدین محمود کے محاصرہ مین رہ کر جب اپنے کامیابی سے نا امید ہوا ہے اوسوقت قلعہ کے چور دروازہ سے نکل کر بہاگ گیا ہے اسکے بیسوین جمادی الثانی کو اہل قلعہ نے بامن و امان قلعہ کو نور الدین محمود کے سپرد کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

سنہ ۵۵۵ھ و سنہ ۵۵۶ھ کے واقعات

سنہ مذکور کے ختم کرنے والے یہی چند واقعات ہین اسکے بعد سنہ ۵۵۵ھ شروع ہوجاتا ہے سنہ سلطنت مافیہ کے لحاظ سے یہہ سنہ امن و امان سے بہرا ہوا نظر آتا ہے اس سنہ مین اور نہ اس کے بعد آنے والے سنہ ۵۵۶ھ مین عیسائیون نے پیشقدمی کی اور نہ مسلمانون ہی کو انکے خلاف ہتھیار اوٹھانے کا موقع ملا۔ اگرچہ سنہ ۵۵۵ھ کے آخیر مین عیسائی بادشاہ بالڈون نے اس قدر ضرور چھیڑ چھاڑ کی کہ جسوقت نور الدین محمود قلیج ارسلان سے ماراس اور کرین اُسکی سرتابی کی وجہ سے فتح کر رہا تھا اوسوقت بالڈون نے دمشق کو نور الدین محمود سے خالی پاکر اسپر چڑہائی کردی لیکن نور الدین محمود اس عیسائی بادشاہ کے تنگ ظرفی پر ذرہ بہر بہی متوجہ نہوا اس کے گورنر دمشق نجم الدین ایوب (صلاح الدین کے

باپ) نے حکمت عملی سے بالڈون کو لوٹا دیا دوسری روایت یہہ ہے کہ اسدالدین شیرکوہ جو اس خطرہ کو پہلے سے پیش نظر کرکے رستہ روکے ہوئے روکے ہوئے پڑا تہا اوس نے بالڈون کو پسپا کرکے واپس کر دیا۔

اس کے علاوہ یکم صفر ۵۵۵ھ کو قاضی زکی الدین ابوالحسن علی بن محمد بن یحییٰ قرشی قاضی دمشق پیرانہ سالی کی وجہ سے عہدہ قضا سے مستعفی ہوا اور نورالدین محمود کے حکم سے قاضی کمال الدین شہرزوری کو یہہ عہدہ عطا کیا گیا اور بغداد مین بعد انتقال امیر المومنین المقتفی[۵۱] لامر اللہ بن المستظہر بامر اللہ کے ابو المظفر یوسف ملقب بہ المستنجد باللہ کے ہاتہہ پر ارکین دولت نے بیعت کی ابن ہبیرہ بدستور عہدہ وزارت پر قایم رہا اور عبیدیون کے دارالخلافہ مصر مین خلیفہ الفایز بنصر اللہ ابو القاسم عیسی کے انتقال ہو جانے سے وزیر صالح بن زریک نے ابو محمد عبد اللہ یوسف ملقب بہ عاضد لدین اللہ کو سریر خلافت پر بٹہایا اور اپنی لڑکی سے اُسکا عقد کر دیا یہی خاتم خلفاء علویہ یا فاطمیہ یا دولت عبیدیہ ہے اسیکے آخیر زمانہ مین نورالدین محمود کے حکم سے صلاح الدین یوسف نے مصر مین خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہایا۔

ابن ابی طے کا بیان ہے کہ ۵۶۲ھ مین اسدالدین شیرکوہ افسر اعلیٰ عساکر نوریہ بہ کمال تجمل و احتشام شام سے اور علی کوچک معروف بہ زین الدین عراق سے اور ملہم برادر ضرغام مصر سے حج کو گیا۔ اس اثنا مین صالح[۵۲] بہی زریک

---

[۵۱] خلیفہ المقتفی لامر اللہ کی عمر وقت انتقال چہیاسٹھ برس کی تہی چوبیس سال دو مہینہ اس نے خلافت کی۔

[۵۲] مورخین نے اسکے قتل کا واقعہ یون بیان کیا ہے کہ جسوقت اس نے خلیفہ عاضد لدین اللہ کو سریر خلافت پر بٹہاکر اپنی لڑکی سے عقد کر دیا اوسیوقت سے (باقی صفحہ مین

وزیر مصر مارا گیا اور اُسکی وصیت کے موافق اسکا لڑکا زریک بن صالح ملقب بہ عادل وزیر مقرر کیا گیا عماد کاتب تحریر کرتا ہے کہ اس کے بعد سے مصر برابر منکوسۃ الرایہ معکوسۃ الآیہ تنزلی کرتا رہا آئے دن اندرونی و بیرونی پریشانیون اور آفات مین گہرا اور مبتلا رہا تا آنکہ اسپر یوسف ثانی (صلاح الدین) نے قبضہ حاصل کرکے اپنی خوبی انتظام سے اسکو اسلام اور اسلامیون کا مرکز بنا دیا۔

نورالدین کی عالی حوصلگی

سنہ ۵۵۷ھ (مطابق نومبر سنہ ۱۱۶۱ء) مین عیسائی بادشاہ بالڈون کا انتقال ہوگیا اس کے مرنے سے عیسائیون کے ہوش و حواس بجا نہ تہے لوگون نے نورالدین محمود کو یہہ مشورہ دیا کہ اسوقت عیسائیون کے ضعف سے ضرور فایدہ اوٹہانا چاہیئے فلسطین اور اس کے بلاد پر بحالت موجودہ بہت آسانی سے قبضہ ہو جائے گا لیکن نورالدین محمود نے اپنی بےمثل فیاضی سے اپنے دلی دشمن کے نسبت یہہ راے ظاہر کی کہ اسکی مجہے کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ مین ایسی سلطنت پر کیون حملہ کرنے کا موقع حاصل کرون جس سے بفضلہ تعالی مجہے کسی قسم کا کسی وقت مین کسی خوف کا اندیشہ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۴) یہہ معاملات خانہ داری اور ملکی پر متصرف ہوگیا اسکا یہہ تصرف عاضد کی پہوپہی کو ناگوار گذرا اُس نے چند امراء کو اس کے قتل کے لئے بہت سا مال و اسباب دیا مگر صالح کو اسکی اطلاع ہوگئی اس نے کل مال و اسباب ان سے چہین لیا اور انکو اس سازش کے جرم مین قتل کرکے عاضد کی پہوپہی کی بہی نگرانی کرنے لگا بعد چندے موقع پاکر عاضد کی پہوپہی نے سوڈانیون کو اس کے قتل پر اوبہارا چنانچہ انہون نے ۱۹- رمضان سنہ ۵۵۶ھ کو جسوقت صالح اپنے مکان سے نکلکر قصر خلافت مین جا رہا تہا مار ڈالا صالح نے وقت انتقال اپنے لڑکے کو وزارت عاضدیہ کی وصیت کی- عمارہ یمنی نے کتاب الوزراء مین اسکی بہت تعریف لکہی ہے- ذی علم علم دوست- امامی المذہب تہا-

نہین ہے مین اپنے حریف سے ہر وقت لڑسکتا ہون انہون نے اپنا ایک اچھا بادشاہ کہو دیا ہے مجھکو ان کے سچے رنج و غم مین شرکت کرنی چاہیئے اور اونکی حالت زار پر مجھے رحم کرنا چاہیئے مناسب تو یہہ ہے کہ مین ان کے بگڑے ہوئے کامون مین اونکی مدد کرون پہر جب انکو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو جائے گا تو مجھکو ان سے لڑنے کا ہر وقت موقع ملسکتا ہے" نور الدین محمود کی یہہ فیاضی تہی کہ اسنے عیسائیون کے ضعف و ابتری سے ان کے بادشاہ کے مرنے کے بعد ان کے ملک پر حملہ نہ کیا اور نہ اس سے اُس نے فایدہ اوٹہایا اور اس طرح کے فایدہ اوٹہانے کو اس نے حقارت کی نظرون سے دیکہہ کر انکار کر دیا لیکن یہہ واقعہ یاد رکہنے کے قابل ہے کہ اسی عیسائی بادشاہ کا جانشین اموری (جو پہلے یافہ و عسقلان کا حاکم تہا) نور الدین محمود کی وفات پر موقع کو مغتنمات سے سمجہکر اس کے ملک پر چڑہ آیا جسکو عیسائی مورخ ارچر نفرت انگیز پیرایہ مین یون تحریر کرتا ہے کہ "جب مئی ۱۱۷۴ع (مطابق ۵۶۹ھ ہجری) مین نور الدین کا انتقال ہو گیا تو اموری بادشاہ یروشلیم نے اپنے عظیم القدر اور فیاض حریف کے برعکس عمل ایک بے بادشاہ کے ملک پر حملہ کرنے مین کوئی تامل اور غیرت نہین ظاہر کی اور نہ اس نے اپنے ایک فیاض حریف کے احسانات کا جو اوس نے اکثر نازک وقتون مین عیسائی دنیا کے ساتہہ کئے تہے کچہہ خیال کیا۔ اموری نے نہایت تنگ ظرفی سے مردانگی کے ساتہہ بانیاس کا پہونچکر محاصرہ کر لیا مگر نور الدین کی بیوہ نے نہایت عقلمندی سے اسکو روپیہ دیکر ٹالدیا اور وہ اس پست خیالی سے روپیہ لیکر طبریاس کیطرف ہٹ آیا"۔

اس کے بعد پہر عیسائیون اور مسلمانون مین بدستور قدیم چہیڑ چہاڑ شروع ہو کر انکی لڑائیون کے دو میدان قرار دیئے گئے ایک تو سرزمین شام

جہان خود نورالدین محمود بظاہر عیسائیون سے دست بدست لڑ رہا تہا اور درحقیقت صلاح الدین یوسف کے لیے کامیابی کا راستہ صاف کرتا تہا اور دوسرا مصر جس کے پرفضا میدان مین اس کے فوج کا افسر اعلی اسد الدین شیرکوہ کامیابی کی ہوا مین اپنی ناموری کا پہریرہ اوڑا رہا تہا۔

حارم پر پہلا حملہ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ۵۵۷ھ مین نورالدین محمود نے لشکر جمع کرکے حارم پر حملہ کیا قلعہ حارم حلب کے غربی جانب شاہ فرانس کے قبضہ مین تہا اوس کے طرف سے اس قلعہ مین نامی نامی جنرل اور کارآزمودہ سپاہیون کی ایک تعداد کثیر رہتی تہی جب نورالدین محمود نے اس قلعہ کا محاصرہ کرکے نہایت سختی سے لڑائی شروع کی اوسوقت اطراف وجوانب کے عیسائی امراء حارم کے بچانے کو آئے لیکن خدا جانے وہ کیون لڑائی سے اعراض کرکے نرمی وملاطفت سے پیش آئے اور پچاس ہزار دینار سرخ مصارف فوج کشی دیکر نورالدین کو حلب کیطرف لوٹا دیا۔ اس جنگ مین امیر موید الدولہ اسامہ بن مرشد بن منقذ اس کے ہمراہ تہا۔

واقعہ قلعہ اکراد پہر ۵۵۸ھ مین نورالدین محمود نے اپنے لشکر کو مرتب ومسلح کرکے بقصد طرابلس خروج کیا اور مقام بقیعہ (قلعہ اکراد کے نیچے) پہونچکر مقیم ہوگیا عین دوپہر کے وقت جبکہ سپاہی کمرین کہولے ہوئے اپنے خیمہ مین پڑے ہوئے تہے عیسائیون نے قلعہ اکراد کے ایک پوشیدہ دروازہ سے نکلکر پہاڑی راستہ طے کرتے ہوئے بحالت غفلت مسلمانون پر آپڑے مسلمانون نے ان کے مقابلہ اور دفعیہ کی کوشش کی لیکن ان کے دست بقبضہ ہونے سے پہلے اونکی تلوارین نیام سے باہر آگئین تہین قتل وقید کا بازار انہون نے گرم کردیا تہا ناچار اس واقعہ مین مسلمانون کو ہزیمت ہوئی عیسائیون نے

نہین ہے مین اپنے حریف سے ہر وقت لڑسکتا ہون انہون نے اپنا ایک اچھا بادشاہ کہو دیا ہے مجھکو ان کے سچے رنج وغم مین شرکت کرنی چاہیے اور اونکی حالت زار پر مجھے رحم کرنا چاہیے مناسب تو یہہ ہے کہ مین ان کے بگڑے ہوئے کامون مین اونکی مدد کرون پہر جب انکو ایک گونہ اطمینان حاصل ہوجائے گا تو مجھکو ان سے لڑنے کا ہر وقت موقع ملسکتا ہے" نورالدین محمود کی یہہ فیاضی تہی کہ اسنے عیسائیون کے ضعف وابتری سے ان کے بادشاہ کے مرنے کے بعد ان کے ملک پر حملہ نہ کیا اور نہ اس سے اُس نے فایدہ اوٹہایا اور اس طرحکے فایدہ اوٹہانے کو اس نے حقارت کی نظرون سے دیکہہ کر انکار کردیا لیکن یہہ واقعہ یاد رکہنے کے قابل ہے کہ اسی عیسائی بادشاہ کا جانشین اموری (جو پہلے یافہ وعسقلان کا حاکم تہا) نورالدین محمود کی وفات پر موقع کو مغتنمات سے سمجھکر اس کے ملک پر چڑہ آیا جسکو عیسائی مورخ ارچر نفرت انگیز پیرایہ مین یون تحریر کرتا ہے کہ "جب مئی سنہ ۱۱۷۴ء (مطابق سنہ ۵۶۹ھ ہجری) مین نورالدین کا انتقال ہوگیا تو اموری بادشاہ یروشلیم نے اپنے عظیم القدر اور فیاض حریف کے برعکس عمل ایک بے بادشاہ کے ملک پر حملہ کرنے مین کوئی تامل اور غیرت نہین ظاہر کی اور نہ اس نے اپنے ایک فیاض حریف کے احسانات کا جو اوس نے اکثر نازک وقتون مین عیسائی دنیا کے ساتہہ کئے تہے کچھہ خیال کیا۔ اموری نے نہایت تنگ ظرفی سے مردانگی کے ساتہہ بانیاس کا پہونچکر محاصرہ کرلیا مگر نورالدین کی بیوہ نے نہایت عقلمندی سے اسکو روپیہ دیکر ٹالدیا اور وہ اس پست خیالی سے روپیہ لیکر طبریاس کیطرف ہٹ آیا"۔

اس کے بعد پہر عیسائیون اور مسلمانون مین بدستور قدیم چہیڑ چہاڑ شروع ہوکر انکی لڑائیون کے دو میدان قرار دیئے گئے ایک تو سرزمین شام

جہان خود نورالدین محمود بظاہر عیسائیون سے دست بدست لڑ رہا تہا اور درحقیقت صلاح الدین یوسف کے لیے کامیابی کا راستہ صاف کرتا تہا اور دوسرا مصر جس کے پر قضا میں ان مین اس کے فوج کا افسر اعلیٰ اسد الدین شیرکوہ کامیابی کی ہوا مین اپنی ناموری کا پہریرہ اوڑا رہا تہا۔

حارم پر پہلا حملہ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ۵۵۶ھ مین نورالدین محمود نے لشکر جمع کرکے حارم پر حملہ کیا قلعہ حارم حلب کے غربی جانب شاہ فرانس کے قبضہ مین تہا اوس کے طرف سے اس قلعہ مین نامی نامی جنرل اور کارآزمودہ سپاہیون کی ایک تعداد کثیر رہتی تہی جب نورالدین محمود نے اس قلعہ کا محاصرہ کرکے نہایت سختی سے لڑائی شروع کی اوسوقت اطراف وجوانب کے عیسائی امراء حارم کے بچانے کو آئے لیکن خدا جانے وہ کیون لڑائی سے اعراض کرکے نرمی وملاطفت سے پیش آئے اور پچاس ہزار دینار سرخ مصارف فوج کشی دیکر نورالدین کو حلب کیطرف لوٹا دیا۔ اس جنگ مین امیر موید الدولہ اسامہ بن مرشد بن منقذ اس کے ہمراہ تہا۔

واقعہ قلعہ اکراد پہر ۵۵۸ھ مین نورالدین محمود نے اپنے لشکر کو مرتب ومسلح کرکے بقصد طرابلس خروج کیا اور مقام بقیعہ (قلعہ اکراد کے نیچے) پہونچکر مقیم ہوگیا عین دوپہر کے وقت جبکہ سپاہی کمرین کہولے ہوئے اپنے خیمہ مین پڑے ہوئے تہے عیسائیون نے قلعہ اکراد کے ایک پوشیدہ دروازہ سے نکلکر پہاڑی راستہ طے کرتے ہوئے بحالت غفلت مسلمانون پر آپڑے مسلمانون نے ان کے مقابلہ اور دفعیہ کی کوشش کی لیکن ان کے دست بقبضہ ہونے سے پہلے اونکی تلوارین نیام سے باہر آگئین تہین قتل وقید کا بازار انہون نے گرم کردیا تہا ناچار اس واقعہ مین مسلمانون کو ہزیمت ہوئی عیسائیون نے

آگے بڑھ کر نورالدین محمود کے خیمہ کا محاصرہ کرلیا مگر وہ دلیرانہ بغیر قبا پہنے ہوئے داہین بائین وار کرتا ہوا نکلا اور گہوڑے پر جو حسب دستور دروازہ خیمہ پر بندہا ہوا تہا سوار ہو کر اُن کے درمیان سے اُنکو حیران چہوڑ کر اسطرح نکلگیا جیسا کہ بجلی اندہیری رات مین نظرون سے چمک کر غایب ہو جاتی ہے اور راہرو تہوڑی دور تک اسکی روشنی مین رستہ چلکر پہر ٹہٹک کر رہجاتے ہین۔

نورالدین محمود اس واقعہ سے نجات پاکر حمص کے باہر ایک میل پر بحیرہ قدس کے کنارے ٹہیرا اور وہان سے خیمہ منگواکر نصب کرائے اس اثناء مین وہ لوگ بہی آگئے جو اس معرکہ سے جانبر ہو کر نکل آئے تہے اُن لوگون نے باتفاق یہہ رائے ظاہر کی کہ چونکہ مقام واقعہ یہان سے صرف چہہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور وہان سے لشکر اسلام کمال بے سروسامانی سے یہان بہاگ کر آیا ہے شاید عیسائی فوجین تعاقب مین آئین اور پہر اس مقام سے ہمکو ہزیمت اوٹہانی پڑے لہذا مناسب ہے کہ حمص چلکر قیام کرنا چاہیے وہ ہمکو اور ہم اوس کو دشمنون کے قوی سے قوی حملون سے بچا سکتا ہے نورالدین محمود نے نہایت مردانگی کا یہہ جواب دیا کہ اگر میرے پاس ہزار سوار ہون تو مین اُنکی قلت و کثرت سے نہین خوف کرسکتا ہون بخدائے لایزال جب تک مین عیسائیون سے اسلام کا بدلہ نہ لیلونگا ہرگز کسی دیوار کے سایہ مین نہ بیٹہونگا" یہہ کہہ کر نورالدین محمود نے حلب و دمشق سے گہوڑے۔ آلات حرب۔ خیمے۔ اسباب اور کل وہ چیزین جو لڑائی و لشکر کے لیئے ضروری ہتین منگواکر اُن لوگون مین تقسیم کر دیا جو اس واقعہ سے بچ آئے اور جو اس معرکہ مین شہید ہوگئے بجائے اونکے اونکی اولاد کو اگر وہ ملازمت کے قابل تہین یا اُن کے اعزہ و اقارب کو طلب کرکے مقرر کر دیا۔ اس خوبی انتظام سے لشکر اسلام جیسا کہ پہلے تہا ویسا ہی ہوگیا

دیکھنے والے کو یہہ معلوم نہو سکتا تھا کہ اس لشکر کا کوئی شخص بھی غایب ہوا ہے مورخین نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود نے سوائے آلات حرب و گھوڑے و اسباب کے ایک دن مین دو لاکھ دینار اپنے لشکریون کو دیئے تھے۔

علامۂ شہاب الدین ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل مقدسی شافعی نے لکھا ہے کہ جسوقت نورالدین محمود اپنے لشکریون کو مال و اسباب اور روپیہ اُنکے حسب دعویٰ دے رہا تھا اوسوقت اس کے دیوان نے بنظر خیر خواہی لشکریون سے جبکا وہ دعویٰ کرتے تھے اُسپر حلف لینے کا قصد کیا لیکن نورالدین محمود کی بےنظیر فیاضی نے اسکو گوارا نہ کیا اس نے اپنے دیوان کو اسکی سخت ممانعت کی اس کے بعد اوس کے بعض سردارون کو لشکریونکا خلاف واقعہ بیان کرنا معلوم ہو گیا اور انہون نے نورالدین محمود سے اصلی قصہ کو عرض کرکے لشکریون سے حلف لینے کی اجازت چاہی نورالدین محمود نے اس سے انکار کیا اور یہہ کہا کہ جو شخص جس چیز کا جس مقدار پر دعویٰ کرے بلا خیال اسکو دیتے جاؤ مین قلیل و کثیر بخیال اجر و ثواب دیتا ہون کسی ہمنشین نے یہہ سُنکر یہہ گذارش کیا کہ اگر آپکو ثواب کا خیال ہے تو آپ کے شہر مین زُہاد و فقراء و صوفیاء و فقہاء کی ایک جماعت کثیر ہے اونکو دیجیے اور اون سے امداد طلب کیجیے نورالدین محمود نے خشمناک لہجہ مین جواب دیا کہ بخدا مین اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرتا ہون اون لوگون سے کیا مدد ملیگی اور مین کیسے اونکا حق چھینکر انکو دون جو لوگ کافرون سے لڑتے ہین اور کلمۃ اللہ کو پھیلانے مین نرم خوابگاہون کو چھوڑکر نوکدار نیزون اور تیز تلوارون پر سوتے ہین انہین لوگون کا بیت المال مین حصہ ہے اور وہی اوس کے مستحق ہین یہہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مین اونپر اسکو صرف نکرون اور انکے سوا غیرون کو جنھون نے تیر کی بارش

تلوار کی چمک نیزون کی نوکین نہین دیکہین اس مال کو دید دن" نورالدین محمود کے اِس کلام نے سب کو خاموش کر دیا اور اس نے نہایت دریا دلی سے لشکریونکو نعم البدل دیکر اس ہزیمت و شکست کا خیال ان کے دل سے بہلا دیا۔

عیسائی امرا اِس ہزیمت کے بعد حمص کے قریب ہونے سے بخیال قبضہ اُس کے طرف بڑہے لیکن جب ان کو یہہ معلوم ہوا کہ نورالدین محمود اس کے قریب خیمہ زن ہے تو حیرت سے ایک دوسرے کا مُنہہ دیکہنے لگے اور باہم مشورہ کرکے یہہ رائے قایم کی کہ نورالدین محمود سے اب عہدہ برآ ہونا مشکل ہے حالت غفلت مین ایک مرتبہ فتح نصیب ہونا تہا ہو گئی عجب نہین کہ وہ خود ہمپر حملہ کرے۔ رفتہ رفتہ ان کا یہہ خیال اس قدر مستحکم اور اس درجہ مضبوط ہو گیا کہ اونہون نے صلح کی درخواست کی نورالدین محمود نے جب ان کو کچہہ جواب نہ دیا تو بخوف جنگ قلعہ مین معمولی افسر و فوجین چہوڑ کر اپنے اپنے ملک کو چلے گئے۔

شاور اور ضرغام یون تو کچہہ مدت پہلے سے مصر کے دار الخلافت مین خلفاء علویہ یا فاطمیہ یا عبیدیہ کا آفتاب اقبال لب بام آرہا تہا کسی حریف کے مقابلہ پر جانا اور اُس سے لڑنا تو بہت دور تہا وہ اپنے آپ کو سنبہال نہ سکتے تہے آرام طلبی حد سے بڑہ گئی تہی ظلم و تعدّی کی کوئی انتہا نہ تہی حکومت کی ساری طاقت وزیرون کے قبضہ مین جا چلی تہی مدعیان وزارت کے آئے دن لڑائی جہگڑون سے یوماً فیوماً خلافت کی قوت سلب ہوتی جاتی تہی خلیفہ برائے نام مسند خلافت پر بیٹہا ہوا بادشاہ شطرنج کیطرح اپنی بساط سے قدم باہر نہ رکہہ سکتا تہا ان برائے نام خلفاء کے سب سے آخری خلیفہ عاضد لدین اللہ کا زمانہ حکومت تہا کہ سنہ ۵۵۶ ہجری (مطابق سنہ ۱۱۶۱ع) مین بعد قتل الملک الصالح طالع بن زریک وزیر مصر کے اسکا بیٹا زریک بن طالع وزارت کرنے لگا دو برس بعد ماہ صفر سنہ ۵۵۸ھ (مطابق سنہ ۱۱۶۳ع)

مین شاور نے اس سے وزارت چھین لی پھر اسکو اسی سال ماہ رمضان مین دو بھائیون ناصر الدین ملہم اور ضرغام مدعیان وزارت سے مقابلہ کرنا پڑا بدنصیب شاور اس لڑائی مین پسپا ہوکر شام کیطرف بھاگا ضرغام نے اُس کے محل کو لوٹ لیا اُس کے دونون لڑکے طیا اور سلیمان کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا اور خود ایوان وزارت مین بیٹھ کر حکم و احکام جاری کرنے لگا خلیفہ عاضد ان سب واقعات کو خاموشی کی نظرون سے دیکھتا جا رہا تھا اور مصری رعایا فریق غالب کا ساتھ دے رہی تھی۔

شیرکوہ اور مصر

ربیع الاول سنہ ۵۵۹ھ (مطابق سنہ ۶) مین شاور دمشق پہونچا اور نور الدین محمود کے سایہ عاطفت مین پناہ گزین ہوکر اوس سے مدد کا خواستگار ہوا لیکن جب نور الدین محمود کو اس خیال سے کہ عیسائیون کا مصر مین کسیقدر عمل دخل ہے اور خلافت علویہ کمزور ہو رہی ہے اسکی مدد دینے مین کچھ تامل ہوا تو شاور نے یہہ اقرار کیا کہ شیرکوہ کی فوج مصر مین رہیگی اور اوس کے خرچ کے لئے ثلث آمدنی دیجائے گی جس سے نور الدین محمود نے شاور کے ہمراہ اسد الدین شیرکوہ کے زیر حکم ایک فوج اوسکی مدد کو ماہ جمادی[1] الاول سنہ مذکور مین روانہ کیا اور اس مہم کے بآسانی مصر تک پہونچ جانے کی یہہ تدبیر نکالی کہ خود ایک فوج لیکر عیسائیون کے سرحدی شہرون پر جا پڑا تاکہ وہ اس کے خیال خوف سے

---

[1] قاضی ابن شداد نے لکھا ہے کہ اسد الدین مصر کی جانب سنہ ۵۵۸ھ مین روانہ ہوا ہے اور عماد کاتب اور ابن اثیر کا یہہ بیان ہے کہ ماہ جمادی الاول سنہ ۵۵۹ھ مین شیرکوہ مصر کو روانہ ہوا ہے کیونکہ شاور کو ضرغام نے سنہ ۵۵۸ھ مین ہزیمت دی ہے اور شاور آخر سنہ مذکور یا اوایل سنہ ۵۵۹ھ مین دمشق پہونچا ہے اور جمادی الاول سنہ ۵۵۹ھ مین نور الدین نے اسد الدین کو روانہ کیا ہے اور یہی اقرب الی الحق ہے واللہ اعلم۔

اسد الدین شیر کوہ سے متعرض ہون۔ شیر کوہ نے روانگی کے وقت باتصواب نور الدین محمود اپنے بھتیجے صلاح الدین یوسف کو اپنے ہمراہ لیلیا تہا اور اوسکو اپنے لشکر کا ہراول وعلم بردار بنالیا تہا۔ جب ضرغام کو یہہ خبرین معلوم ہوئین تو اس نے عیسائی بادشاہ یروشلیم (اموری) سے مدد مانگی وہ اس کے مدد دینے پر آمادہ ہو گیا لیکن مصر مین عیسائی فوجون کے پہونچنے سے پہلے شیر کوہ شاور کے ہمراہ مصر مین داخل ہو گیا تہا اور ناصر الدین ملہم و ضرغام کی مصری فوج اس کے لشکر ظفر پیکر سے شکست پاچکی ہی اور ضرغام ایک سپاہی کے ہاتھ سے مشہد سیدہ نفیسہ کے قریب قتل ہو چکا تہا۔ شاور ایوان وزارت مین بیٹھتے ہی اپنے وعدہ واقرار کو بھول گیا اور شیر کوہ اوس سے اوس وعدہ واقرار کے پورا کرنے کا تقاضا کرنے لگا جو وہ نور الدین محمود سے کر آیا تہا کسی قدر بحث و تکرار کے بعد اس نے صرف تیس ۳۰۰۰۰ ہزار دینار دیکر شیر کوہ کو ٹالنا چاہا شیر کوہ اس امر پر راضی نہوا اور بجبر وبزور تیغ ایفاء وعدہ پر آمادہ ہو گیا اس موقع پر احسان فراموش شاور نے وہی چال اختیار کی جسکا خطرہ پہلے ہی نور الدین محمود کو ہوا تہا اور اسی خیال سے وہ اسکی امداد مین پس و پیش کر رہا تہا یعنی اوس نے اس کے ہاتھون سے نجات پانے کی غرض سے عیسائی بادشاہ یروشلیم (اموری) کو امداد کے لئے بلایا اور کافی طور سے رسد اور فی پڑاؤ ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اموری فوراً اپنی فوج لئے ہوئے مصر مین آپہونچا شیر کوہ کے پاس فوج کم تہی اور اوسکو مصری اور عیسائی فوجون سے مقابلہ کرنا تہا اس نے مصر کو چھوڑ کر بلبیس مین اوتر کر اوسکی قلعہ بندی کر لی اور عیسائی اور مصری فوجون نے پہونچکر اسکا محاصرہ کر لیا تین مہینہ تک یہہ وہان محصور رہا۔

فتح حارم

نور الدین محمود کو جب اسکی اطلاع ہوئی کہ شاور نے شیر کوہ سے

عہد شکنی کی اور عیسائیون کو اپنے امداد کے لئے بلاکر اُسکو محصور کرلیاہے تب اُس نے مصر سے عیسائیون کو واپس بلانے اور شیرکوہ کو محاصرہ سے چُہڑانیکے یہہ تدبیر نکالی کہ اُس نے عیسائی مقبوضات پر حملہ کردیا اور سب سے پہلے حارم کا محاصرہ کرلیا۔

نورالدین محمود کے ہمراہ اس موقع پر مرتب لشکر کا حصہ نہایت کم تہا کیونکہ حصہ کثیر اس کے فوج کا شیرکوہ کے ساتہہ بلبیس مین محصور تہا لیکن جسقدر لشکر اس کے ہمراہ حارم پر اسلامی جہنڈا گاڑنے کو آیا تہا وہ حسب ذیل تہا مقدمۃ الجیش مین پانچسو موصل کی فوجین تہین اور اُنکا افسر اسکا بہائی قطب الدین اتابک تہا اور زین الدین بن قطب الدین اتابک اسکی نیابت مین تہا۔

میمنہ مین ایکہزار حلبی لشکر فخر الدین قزا ارسلان کی ماتحتی مین تہا۔

میسرہ مین بہی ایکہزار ماردین کی فوجین تہین جو نجم الدین کے زیر حکم لڑنے کو آئی تہین۔

قلب مین ایکہزار سپاہی دمشقی۔ کُردی تہے سلطان نورالدین اسلامی پہریرہ کے نیچے انکا اور کل لشکر اسلامیہ کا افسر اعلی تہا اسی کے حکم سے کل لشکر نقل و حرکت کرتا اور لڑتا تہا۔

ساقہ مین پانچسو سوار تہے جس مین ممالک نوریہ کا ایک گروہ اور جان نثارونکی فوج کا ایک دستہ تہا۔

نورالدین اور اس کی کل کائنات یہہ تہی۔ اس کے مقابلہ پر بوہمنڈ ثانی انطاکیہ کا نیا امیر دس ہزار کی جمعیت سے اور قمص (ریمنڈ) والی طرابلس دس ہزار لشکر لیکر اور ابن جوسلین بارہ ہزار فوج لیکر آیا تہا۔ پہلے عیسائی سوارون نے اسلامی میمنہ پر دہاوا کیا فخر الدین قزا ارسلان نے اپنی جمعیت کو منتشر کرکے پیچہے ہٹنا شروع کیا اور عیسائی فوجین کامیابی کے غرور مین آگے بڑہنے لگین

رفتہ رفتہ جب فخرالدین دو کوس کے قریب پیچھے ہٹ گیا اوسوقت ماردین کی اسلامی فوج نے بہی بالاسلام کہہ کر حملہ کر دیا عیسائی فوج کے سوار و پیادہ ایک دوسرے سے جدا ہوگئے ان کی مجموعی حالت جو اس سے پیشتر تہی متفرق ہوگئی جس سے وہ ایک دوسرے کو نہ بچا سکے نورالدین محمود نے لڑائی کا یہہ عنوان دیکہہ کر رومال کے اشارہ سے قطب الدین اتابک کو قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور خود عیسائی میسرہ پر پہونچکر کشت وخون کا بازار گرم کر دیا آخر با عیسائی فوجین اپنی مایوسانہ کوششون سے کچھہ بہی فایدہ نہ اوٹہا سکین ایک ثلث[سلہ] کے قریب تیغ اجل کے نذر ہوگئین کچہہ لوگ بہاگ گئے کئی ہزار عیسائی معہ بوہمنڈ امیر انطاکیہ و ریمنڈ والی طرابلس و ابن جوسلین و ڈیوک روم کے گرفتار کرلئے گئے دو شبانہ روز جنگ کے بعد اکیسوین رمضان ۵۵۹ھ کو نورالدین حارم مین داخل ہوا۔ حافظ ابوالقاسم مورخ دمشق نے تحریر کیا، کہ نورالدین محمود نے اس واقعہ مین چار ہزار فوج سے روم۔ ارمن۔ فرانس کی بتیس ۳۲۰۰۰ ہزار فوج کا مقابلہ کرکے اون کو نیچا دکہایا ہے اسی واقعہ مین بوہمنڈ والی انطاکیہ بہی قید ہو آیا تہا جسکو اس نے مال کثیر لیکر آزاد کیا اور اس مال کو بتدریج جہاد فی سبیل اللہ مین صرف کیا۔

فتح قلعہ بانیاس و طبریہ کامیابی کے بعد امراء لشکر کی یہہ رائے قرار پائی کہ لگے ہاتھون انطاکیہ پر بہی حملہ کرکے اسکو بہی زیر سایۂ حمایت دولت نوریہ لیلینا چاہئے کیونکہ واقعہ حارم نے اس کے محافظین سے اسکو خالی کر دیا ہے لیکن سلطان نورالدین محمود نے اس رائے سے اختلاف کیا باین خیال کہ انطاکیہ کا

[سلہ] صاحب خریدہ نے لکھاہے کہ اس معرکہ مین بیس ہزار عیسائی مارے گئے اور پانچہزار گرفتار کرلیے گئے باقی جو بچے وہ بہاگ گئے۔

شہر اگرچہ بآسانی فتح ہوجائیگا لیکن اس کے قلعہ پر سوائے طول حصار کے کم مدت مین قبضہ نہین حاصل ہوسکتا قطع نظر اس سے اگر اہل قلعہ نے والی قسطنطنیہ سے سازش کرکے قلعہ اوس کے سپرد کردیا تو دشواری کی کوئی انتہا نہ رہجائے گی اور والی انطاکیہ کا جوار بادشاہ قسطنطنیہ سے مناسب زیادہ ہے۔

امراء لشکر نورالدین محمود کی یہہ رائے مناسب سنکر خاموش ہورہے اور اور اُس نے مصلحتاً حارم کے قلعہ مین قیام کردیا اثناء قیام مین خود تو کسی مہم مین نہین شریک ہوا لیکن وقتاً فوقتاً ممالک مقبوضہ روم پر سرداران بہیجتا رہا جنہون نے مفتوحات نوریہ کے سرحد کو لاذقیہ اور رسویدا تک بڑہا لیا۔ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین موصل اور دیار بکر کی فوجون کو واپس جانے اور مہم طبریہ کی طیاری کا اعلان کردیا عیسائی امراء یہہ سنکر طبریہ کے بچانے کی فکر مین کرنے لگے اور نورالدین محمود نے موقع پاکر محرم سنہ ۵۶۰ھ مین قلعہ بانیاس[1] پر پہونچکر اُسکا محاصرہ کرلیا عیسائیون نے اس مدبرانہ حملہ سے گہبراکر طبریہ سے بانیاس کے طرف رُخ کیا لیکن اُن کے پہونچنے سے پہلے نورالدین محمود بانیاس فتح کرچکا تہا اور جب عیسائی فوجین بانیاس کے قریب پہونچین تو اوس نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو اُن کے مقابلہ پر چہوڑکر طبریہ کو بہی بسہولیت تمام

---

[1] یہہ قلعہ [illegible]ھ سے عیسائیون کے قبضہ مین چلا گیا تہا جسوقت نورالدین محمود مظفر و منصور اس قلعہ مین داخل ہوا اتفاق سے اُسوقت معین الدین انر کا لڑکا اس کے پاس کہڑا تہا نورالدین محمود نے اُس سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج لوگون کو ایک خوشی حاصل ہوئی ہے اور تجہکو دو۔ معین الدین کے لڑکے نے عرض کیا یہہ کیون ہے نورالدین محمود نے کہا اسوجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے آج تیرے باپ کو آتش دوزخ سے [illegible] دیا کیونکہ اُسی نے تو اس قلعہ کو عیسائیون کے سپرد کردیا تہا۔

اپنے قبضہ مین لیلیا۔

شیرکوہ کی واپسی

نورالدین محمود کی اس عاملانہ کارروائیون اور حکمت عملیون اور اسکی ان فتوحات نے ادہر عیسائیون کو مصر مین اس درجہ متوحش اور متردد کردیا کہ اُنہون نے بمجبوری شیرکوہ سے صلح کرکے مصر سے دست کش ہوکر واپسی کو غنیمت سمجہا اور ادہر خود شیرکوہ چارون طرف سے گہر جانے اور بلاد اسلامیہ سے بے تعلق ہوجانے کے سبب سے شاور سے ساٹہہ ہزار دینار لیکر مصر سے مراجعت کرنے پر آمادہ ہوگیا اور عیسائیون کی واپسی کے بعد براہ خشکی شام کو واپس آیا۔

فتح منیطرہ

سنہ ۵۶۱ھ مین نورالدین نے قلعہ منیطرہ کو عیسائیون سے چہین لیا ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ایکروز نورالدین بلا علم و اطلاع امراء دولت چند دستہ فوج لئے ہوئے دمشق سے نکلکر سیر کرتے ہوئے بحالت غفلت منیطرہ پر جا پہونچا اور نہایت مضبوطی سے اُسکا حصار کرکے لڑائی شروع کردی اطراف وجوانب کے عیسائیون نے یہہ خیال کرکے کہ نورالدین کے ہمراہ فوج کثیر ہوگی آگے بڑہنے کی جرأت نہ کی اور عیسائی فوج کے آنے کے انتظار مین ٹہری رہی تا آنکہ نورالدین محمود نے بزور تیغ اسکو فتح کرکے عیسائی قیدیون کو دمشق بہیجدیا اس کے بعد عیسائیون نے یورش کی لیکن اس سے کچہہ فایدہ نہ تہا قلعہ فتح ہوچکا تہا اور اسمین جسقدر عیسائی تہے وہ گرفتار کرکے دمشق بہیجدیئے گئے تہے مسلمانون کا قبضہ دخل ہوگیا تہا اور اُنہین کا پترول قلعہ کے چارون طرف پہر رہا تہا۔ قاضی ابن شداد نے لکہا ہے کہ یہہ واقعہ سنہ ۵۶۲ھ کا ہے اور اسی قول کی تائید صاحب کتاب الروضتین نے بہی کی واللہ اعلم۔

شیرکوہ اور عیسائی مصری

یون تو اکثر خلوت وجلوت مین نورالدین محمود سے شیرکوہ مصر کے تمول اور ضعف کا حال بیان کرتا اور اسکو مصر کے لینے پر آمادہ کیا کرتا تہا لیکن سنہ ۵۶۲ھ ہجری (مطابق سنہ ۱۱۶۶ء) مین اسکا اصرار قبضۂ مصر کے

بابت حد سے بڑھ گیا اور اُس نے صاف الفاظ مین یہہ کہہ دیا کہ "اگر آپکو بیت المقدس کے فتح کرنے کی دلی خواہش اور توسیع بلاد اسلامیہ کا خیال ہے تو مصر کو عیسائیون سے بچایئے ورنہ فتح بیت المقدس تو ایک مشکل امر ہے خود اپنی قوت سنبہالنے اور اپنے کو بچانے کی ضرورت پڑ جاے گی اور اپنی قوت سنبہلنے اور اپنے کو ان کے شر و فساد سے بچانے کی تدبیر یہی ہے کہ ہم خود مصر کو فتح کر لین حالت موجودہ مین قبضۂ مصر ایک نہایت آسان امر ہے اسکی فوجین نہایت بے ترتیب اور بازاری آدمیون سے بہری ہوئی ہین اس کے افسر بیحد ناتجربہ کار ہین اور عیسائی اسکی یہہ حالت دیکہہ کر ہر وقت قبضۂ مصر پر آمادہ و طیار ہین اُن چہوٹے چہوٹے صوبہ اور شہرون کو عیسائیون کے قبضہ سے آپ نے نکال لیا تو کیا اور اگر انہین کے قبضہ مین رہے تو کیا ۔ البتہ مصر اولاً کسی کے قبضہ مین ہو لیکن اسلامی ملک ہے اسکو عیسائیون کے قبضہ سے بچانا فرض ہے ثانیاً بفرض تقدیر اگر اوسپر عیسائی قابض ہوگئے تو پہر آپ بیت المقدس کیطرف رُخ تک نکر سکین گے" شیرکوہ کی اس تحریک و تجویز نے نورالدین محمود کو قبضۂ مصر پر آمادہ کر دیا اور اس غرض کے پورا کرنے کو اس نے دو ہزار سوار اور انکی جمعیت سے شیرکوہ کو معہ اس کے بہتیجے صلاح الدین یوسف کے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۵۶۲ھ مین دوبارہ مصر کے طرف روانہ کر دیا۔

شیرکوہ خشکی کے رستہ فرانسیسی مقبوضات کو دائین جانب چہوڑتے ہوے بلاد مصر مین جا پہونچا اور اطفیح کے قریب دریاے نیل عبور کر کے مصر کے غربی جانب بلاد جیزہ مین جا اترا لیکن عیسائی اُس کے خیال کے موافق اُس کے پہونچنے سے پہلے مصر مین باشارہ شاور مصر مین داخل ہو چکے تہے اور اس سے اطاعت اور اضافہ خراج کے عہد کی تجدید کر کے خلیفہ مصر

عہد نامہ لکھوالیا تہا۔ شیرکوہ مصر کا یہہ رنگ دیکھہ کر چونتیس روز تک بلاد غربیہ
مصر مین ٹہرا ہوا شاور کی حرکات دیکہتا رہا بعد ازان جب عیسائی فوجین جانب
غربی سے عبور کرکے مصر سے آگے بڑہین اوسوقت شیرکوہ صعید کیطرف روانہ ہوا
اور مقام بابین مین پہونچکر ٹہر گیا۔ ۲۵۔ جمادی الاول کو عیسائی اور مصری فوجین
بہی اس کے مدافعت ومقابلہ کو بابین کے قریب آپہونچین۔ شیرکوہ کو جاسوسون سے
معلوم ہوا کہ مخالف کے پاس بیشمار فوج وسامان جنگ ہے اور خود اس کے
پاس انکے مقابلہ کیلئے بہت تہوڑی فوج ہے۔ شیرکوہ کا قصد باوجود ان کے
کثرت کے لڑنے کا تہا اور وہ یہہ چاہتا تہا کہ فریقین مین تلوار کے ذریعہ سے
ایک قطعی فیصلہ ہو جائے لیکن اس نے اپنے ہمراہیون اور کمی فوج کے خیال سے
لوگون کو جمع کرکے مشورہ طلب کیا۔ کل آدمیون نے بالاتفاق یہہ رائے ظاہر
کردی کہ دریائے نیل شرقی جانب سے عبور کرکے شام کو لوٹ چلنا چاہیئے۔ فوج
کی کمی۔ ملک کی اجنبیت کسی طرح لڑائی کی اجازت نہین دیتی اگر خدانخواستہ ہمکو
ہزیمت ہوئی اور ظن غالب یہی ہے تو ہمارے لئے کوئی ماوای وملجا نہین ہے
ہر شخص ہمارا خاص ہو یا عام دشمن اور ہمارے خون کا پیاسا ہے دو ہزار سوارون
سے بیس ہزار کا مقابلہ کرنا اپنے کو معرض خطر مین ڈالنا ہے"۔ لیکن شرف الدین
برغش والی سقیف اوٹہہ کہڑا ہوا اور اوس نے للکار کے کہا کہ "یہہ نمکحرامی ہے جو
شخص قتل وقید وزخم سے ڈرتا ہو اوسکو چاہیئے کہ سلاطین کی ملازمت نکرے
بلکہ وہ مخنث ہو جائے یا عورتون کے ساتہہ گہر مین بیٹہہ رہے۔ خدا کی قسم اگر
تملوگ بغیر غلبہ وجنگ بلا کسی عذر کے الملک العادل کے پاس واپس ہو کر گئے
تو یہہ یاد رکہنا کہ وہ ساری جاگیرین چہین لیگا تمسے کل وہ چیزین واپس لیلیگا
جسکو تملوگ آجتک صرف کرچکے ہو باین ہمہ تمہاری اس نمکحرامی کی تمکو سخت سزا دیگا

بڑے افسوس کی بات ہے کہ تملوگ مسلمانون کا مال کہاتے ہو اور دشمنون کو زیادہ دیکہہ کر لڑائی سے بہاگتے ہو۔ اور مصر ایسے ملک کو کفار کے قبضہ مین چہوڑے جاتے ہو خدا سے ڈرو کل قیامت مین کیا منہہ دکہاؤگے" شیرکوہ تو پہلے سے لڑائی پر تلا بیٹہا ہوا تہا اس نے یہہ سنکر کہہ دیا میری بہی رائے ہے مین اسپر عمل کرونگا صلاح الدین یوسف نے اس رائے کی تائید کی پہر کیا تہا تہوڑی دیر مین سب کے سب جنگ کرنے پر متفق ہوگئے۔ اس کے بعد شیرکوہ نے اسلامی لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ صلاح الدین کو قلب مین بجائے اپنے چہوڑا اور خود تہوڑے سے سوارون کو لیکر میمنہ پر رہا اور میسرہ مین شرف الدین برغش کو رکہا اور صلاح الدین کو یہہ سمجہا دیا کہ عیسائی و مصری فوجین تجہکو قلب مین سمجہکر پورا حملہ کرینگی تم برائے نام ان کے حملہ کا جواب دیتے ہوئے پیچہے ہٹتے جانا جب وہ جوش مردانگی مین تمہارے تعاقب مین بڑہین گی اوسوقت مین اونپر حملہ کردونگا تم بہی فوراً پلٹ کر بائین بازو سے حملہ کر دینا اور شرف الدین برغش میسرہ سے ساقہ مین محافظت کے غرض سے آجائیگا۔ شیرکوہ کا یہہ خیال صحیح نکلا اور اسکی یہہ تدبیر کارگر ہوگئی۔ عیسائیون نے مقابلہ ہوتے ہی قلب پر حملہ کر دیا صلاح الدین شیرکوہ کے سمجہانے کے مطابق ان کے حملون کا جواب دیتا ہوا پیچہے کو ہٹا عیسائی اور مصری فوجین جوش مردانگی مین اپنا مورچہ چہوڑ کر آگے بڑہین شیرکوہ جو اسوقت و حالت کا منتظر تہا اپنے ہمراہی سوارون کو لیکر اونپر جا پڑا اور صلاح الدین نے اپنے پیچہے ہٹنے والے قدمون کو آگے بڑہا کر ایک مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ عیسائی اور مصری لشکر میدان جنگ سے بہاگ نکلا۔ شیرکوہ کی مردانگی اور تدبیر کی یہہ عدیم النظیر مثال ہے کہ دو ہزار سوارون سے اس نے بتیس ہزار مصری اور عیسائی فوج کو میدان جنگ سے بہگا دیا۔ اس خداداد کامیابی کے بعد شیرکوہ

اسکندریہ کے طرف بڑہا اور راوسپر باسانی قبضہ حاصل کرکے اپنے بہتیجے صلاح الدین کو وہان چہوڑکر صعید کی جانب چلا گیا اور وہین تا انقضاء ماہ رمضان ٹہرا رہا -
عیسائی اور مصری امرا نے قاہرہ پہونچکر پہر اپنی بگڑی ہوئی حالت کو سنبہالا اور دوبارہ دولون فوجون کو مرتب کرکے اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا صلاح الدین نہایت شجاعت و مردانگی سے انکے مسلسل تین مہینون کے محاصرہ کا جواب بتا رہا ایک عیسائی یا مصری سپاہی کو اسکندریہ کے فصیل کے قریب نہ آنے دیا لیکن چوتہے مہینہ طول حصار و قلت رسد و کمی سامان جنگ سے پریشان ہونے لگا اور شیرکوہ کو قاہرہ کے فتح مین جب کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو وہ اسکندریہ کے طرف لوٹا اثناء راہ مین عیسائیون اور مصریون کے قاصد سے علاوہ مال غنیمت کے جو وہ حاصل کرچکا تہا پچاس ہزار دینار لیکر واپس چلے جانے پر اس شرط سے صلح کرلیا کہ عیسائی بہی مصر مین نہ ٹہرین اور اسکندریہ مصریون کو دیدیا جائے۔ اس مصالحت کے بعد عیسائی بادشاہ اموری بہی شاور سے یہہ عہد لیکر کہ قاہرہ مین اسکا ایک شحنہ (نایب) اور شہر پناہ کے دروازہ پر ایک گارد رہے گی اور لاکہہ دینار سالانہ خراج مقرر کراکے مصر سے واپس چلا آیا- یہہ عہد و اقرار عیسائی بادشاہ اور شاور مین ہوا تہا خلیفہ عاضد کو اسکی مطلق اطلاع نہ تہی -

فتح قلعہ ہونین وغیرہ

نورالدین محمود نے اوس زمانہ مین جبکہ اسکا نامی سپہ سالار شیرکوہ اور اسکا بہتیجا صلاح الدین یوسف اسکندریہ و اطراف صعید مین عیسائی اور مصری فوجون سے مقابلہ کر رہا تہا اپنے بہائی قطب الدین کو موصل سے معہ اسکی فوج کے حمص مین بلا بہیجا تہا اور اس کے آنے کے بعد شامی عیسائیون کے ممالک مقبوضہ پر انکی مجموعی قوت گہٹانے کے غرض سے حملہ کر رہا تہا- قلعہ اکراد رقہ- عریمہ- صافیثا اور ان کے بلاد متعلقہ کو کامیابی کے ساتھہ فتح کرکے

حمص واپس آیا تہا اور بعد انقضاء ماہ مبارک رمضان حمص سے روانہ ہوکر بانیاس ہوتے ہوئے قلعہ ہونین پر پہونچکر اوسکا محاصرہ کرلیا۔ یہہ قلعہ اِسوقت تک شاہ فرانس کے قبضہ مین تہا اس مین اسکی پندرہ ہزار مسلح مرتب فوج رہتی تہی جس کے مقابلہ مین نورالدین محمود صرف تین ہزار فوج لیکر آیا تہا تین ہفتہ تک برابر طرفین سے آتشباری و سنگباری ہوتی رہی چوتہے ہفتہ مین ممالیک نوریہ سرنگ کے ذریعہ سے قلعہ کا شمالی برج توڑکر شب کیوقت قلعہ مین بہ تبدیل لباس گہس گئے اور سفیدہ صبح کے نمودار ہوتے اسلامی پہریرہ ہونین کے شاندار برج پر اوڑادیا عیسائی فوجین یہہ عجیب ماجرا دیکہکر گہبراکر دروازہ کہولکر میدان کیطرف بہاگین مسلمانون نے انکو تلوار پر رکہہ لیا پانچہزار عیسائی مارے گئے چارہزار کے قریب گرفتار کرلئے گئے باقی جو رہے وہ سب بہاگ گئے۔ اِس کامیابی کے بعد نورالدین محمود قلعہ اکاف کو مسمار کرکے آگے بڑہنے کا قصد کررہا تہا کہ شیرکوہ کی واپسی کو سُنکر حمص چلا آیا۔ اسی سنہ مین اس نے قطب الدین کی جاگیر مین رقہ کا اضافہ کیا اور امیر غازی حسان منبجی سے بوجہ سرکشی منبج چہین کر اس کے بہائی قطب الدین ینال کو دیدیا۔

عماد کاتب لکہتا ہے کہ نورالدین محمود قلعہ منبج سے روانہ ہوکر دریاے فرات عبور کرکے الرہا پہونچا اور وہان چندے قیام کرکے ماہ رجب مین حلب واپس آیا شہر کے باہر راس المیدان الاخضر مین خیمہ مین ٹہرا رہا اور رجب تک یہان مقیم رہا صلاح الدین یوسف کے ساتہہ چوگان (پولو) کہیلتا رہا ایکروز چوگان کہیلنے مین صلاح الدین کا گہوڑا پہسل کر گر پڑا۔ عماد کاتب نے چند اشعار پُر لطف لکہہ کر صلاح الدین کے پاس بہیجدیے جسکو ہم بنظر دلچسپی درج ذیل

کرتے ہین ۔ وہو ہذا ۔

لا تنکرن لسابح عثرت بہ ۔ تم کسی عمدہ گھوڑے کے لغزش پا سے تعجب نکرو
قدما وقد حمل الخضم الزاخرا ۔ جسوقتیکہ وہ بحر بخشش کو اوٹھائے ہوئے ہو ۔
القی علی السلطان طرفک طرفہ ۔ تمہارے گھوڑے نے اپنی نظر بادشاہ پر ڈالی
فہوی ہنالک للسلام مبادرا ۔ تو سلام کرنے کیلئے نیچے کو جھکا ۔
سبق الریاح بجریہ وکففتہ ۔ اصل مین تو وہ ہوا سے بھی آگے چل نکلا تھا ۔
عنہا فلیس علی خلافک قادرا ۔ لیکن تم نے جو روک لیا تو تمہاری مخالفت کیون کرتا ۔
ضعفت قواہ اذ تذکر انہا ۔ اسکی قوتین اس خیال سے ضعیف ہو گئین کہ
فی السرج منک یقل لیثا خادرا ۔ اسکی زین پر تمہارا جیسا شخص جو جنگ شیر کی بھی حقیقت نہ سمجھے سوار ہے ۔
ومتی تطیق الریح طودا شامخا ۔ نہین تو یہ سمجھو کہ ہوا کتنا ہی تیز چلے کسی پہاڑ کو اوڑا لیجا سکتی ہے ؟
او لیستطیع البرق جونا ماطرا ۔ یا بجلی کی چمک کسی ابر باران سے بھی مقابلہ کرتی ہے ؟
فاعذر سقوط البرق عند مسیرہ ۔ بجلی کی چمک رک جانیکو معذور رکھو ۔
فالبرق یسقط حین یخطف سائرا ۔ کیونکہ بجلی جب آنکھین اوچک لیتی ہے تو گرجاتی ہے ۔
واقل جودک سوما انذرتہ ۔ اور تمہاری بخشش کا ایک بہت چھوٹا حصہ یہ ہے کہ جو حرکت اس گھوڑے سے سرزد ہوئی اسکو معاف کرو ۔

OSMANIA UNI
LIBRA

ان الجواد لمن يقيل العاثرا ۔ کیونکہ بڑا بخشش کرنیوالا لغزش کرنیوالے سے در گزر کیا کرتا ۔

ونوق من عين الحسود وشرها ۔ اور بچو تم آنکھ سے حاسدون کے اور اسکی بُرائی سے ۔

لا كان ناظرها بسوء ناظرا ۔ تم پر کسی کی نظر بد نہ اثر کرے ۔

واسلم لنور الدين سلطان الورى اور تم نور الدین کے لئے جو تمام عالم کا بادشاہ ہے سلامت رہو ۔

في الحادثات معاضدا او موازرا ۔ اور اس کے حادثات مین اسکے مددگار ومعاون رہو ۔

فاذا صلاح الدين دام لاهله ۔ کیونکہ جب تک صلاح الدین اپنے لوگون کے لئے زندہ ہے ۔

لم يجن رو الدهر ضرا فاضائرا ۔ اُسوقت تک اُنکو زمانہ کی گردش ہنین ضرر پہونچا سکتی ۔

عماد کاتب لکھتا ہے کہ نور الدین محمود نے اس سال مین حلب و کفر طاب مین صلاح الدین کو جاگیرین دین اور اسد الدین کو حمص دیدیا ۔

قلعہ جعبر پر قبضہ

۵۶۴ھ کے اوائل مین نور الدین محمود نے قلعہ جعبر پر قبضہ کرلیا یہہ قلعہ اسوقت تک شہاب الدین ملک بن علی بن ملک عقیلی (آل عقیل بنی مسیب) کے قبضہ مین زمانہ حکومت سلطان ملکشاہ سے چلا آیا تھا اسکی مضبوطی و استحکام کا اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ملوک وقت اس کے حصار سے عاجز آگئے تھے اسی قلعہ کے زمانہ محاصرہ مین نور الدین محمود کا باپ عماد الدین زنگی شہید ہوا ہے جیسا کہ اس سے بیشتر ہم بیان کر چکے ہین ۔ رجب ۵۴۱ھ کا

واقعہ ہے کہ ایک روز قلعہ جعبر کا حاکم شہاب الدین شکار کہیلنے کو نکلا اتفاق سے اپنے ہمراہیون سے جدا ہوکر ایک میدان مین پڑ گیا۔ بنی کلب مین سے کسی نے اُسکو گرفتار کرکے نورالدین محمود کے پاس پہونچا دیا نورالدین محمود نے اُسکو نہایت عزت و احترام سے رکہا اور بعوض قلعہ جعبر کے اُسکو بہت سا مال و اسباب اور جاگیرین دینے کو کہا لیکن جب شہاب الدین نے اُس سے انکار کیا اوسوقت اس نے تہدید و تحکم سے یہہ کارروائی شروع کی جب اس سے بہی کچہہ کام نہ چلا تب نورالدین محمود نے اُسکو رہا کرکے ایک لشکر بہ سرداری امیر فخرالدین مسعود بن ابی علی زعفرانی قلعہ جعبر کے فتح کرنے کو روانہ کیا ایک مدت تک امیر فخرالدین اسکا محاصرہ کئے رہا مگر صورت کامیابی کی نہ دکہائی دی مجبور ہو کر نورالدین محمود نے ایک دوسرا لشکر اُسکی مدد کو روانہ کیا اِسپر اور اُس لشکر پر جو پہلے سے قلعہ کا محاصرہ کئے تہا امیر مجدالدین ابو بکر معروف بہ ابن الدایہ کو افسر مقرر کیا جسنے پہونچتے ہی دو ایک لڑائیون کے بعد اس کے حاکم شہاب الدین سے سروج اور اوس کے اعمال اور کچہہ مضافات حلب اور بیس ہزار دینار دیکر پندرہوین محرم کو قلعہ جعبر اُس سے لیلیا۔ بیسوین محرم کو حلب مین نورالدین کے پاس امیر مجدالدین کا خط پہونچا اس نے فرط خوشی سے اس قلعہ کو امیر مجدالدین کے سپرد کر دیا اور رہیہ اپنے طرف سے اپنے بہائی شمس الدین علی کو اسکا حاکم مقرر کرکے حلب کو واپس چلا آیا۔ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ کسی نے اس تبادلہ کے بعد شہاب الدین سے دریافت کیا تہا کہ تمہارے نزدیک سروج و شام باعتبار قیام کے اچہا ہے یا کہ قلعہ؟ شہاب الدین نے جواب دیا کہ یہان مال زیادہ ہے اور قلعہ مین عزت تہی جسکو ہم چہوڑ آئے۔

مصر پر عیسائیون کی یورش

مصر کی واپسی کے بعد عیسائیون کی آنکہون مین اُسکی تمول اور سرسبزی کا کانٹا سا کہٹک رہی تہی مگر خود اُن کی

مفلسی اوسپر قبضہ کرنے سے انکی سد راہ ہو رہی تہی گو اسوقت مین ایک لاکہہ دینار کا مقرر ہونا عیسائیون کے لئے اطمینان کلی اور سکون کا باعث تہا لیکن باینہمہ ان مین ایسی قوت موجود نہ تہی کہ بلا مشارکت و امداد وہ مصر سے ضعیف و کمزور ملک پر قبضہ کرلیتے لیکن بعد مراجعت مصر جب اوسنے یونانی بادشاہ مینوئل والی قسطنطنیہ کی بہتیجی سے شادی کی تو اِس نے مصر کی ردی حالت کے طرف اوسکو توجہ دلاکر اوسپر حملہ کرنے اور بزور قبضہ کرلینے پر آمادہ کیا اور یہہ خیال دلایا کہ نورالدین محمود بلاد شمالیہ فرات مین ہے اور اسکا لشکر شام مین متفرق ہے وہ مصر کے بچانے کو جلد نہین آسکتا اور اہل مصر مین ایسی قوت نہین ہے کہ وہ زیادہ دنون تک اپنے شہر کو غیر کے حملونسے بچا سکین اور پادری کے سامنے چرچ مین جاکر انجیل اوٹہا کر یہہ اقرار لیا کہ حسب حاجت وقتاً فوقتاً فوج اور جہازون سے مدد دیجائے گی چنانچہ اموری ۵۶۴ھ مذکور مطابق ۱۱۶۸ء مین فوج لیکر اپنے معاہدہ کو توڑ کر مصر پر چڑہ گیا اور سرزمین مصر مین قدم رکہتے ہی پہلی صفر کو بلبیس کا محاصرہ کرلیا پانچ روز کے حصار و جنگ کے بعد اسکو فتح کرکے اہل شہر سے نہایت بیرحمی و ظلم کا برتاؤ کیا ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا عورتون بچون بوڑہون کو بلا امتیاز جسقدر ہوسکا قتل کرکے قاہرہ کیطرف بڑہے۔ شاور اور اہل قاہرہ عیسائیون کے ظالمانہ برتاؤ اہل بلبیس کے ساتہ دیکہہ کر لڑنے پر مستعد ہوگئے۔ دسوین صفر کو عیسائیون نے قاہرہ کا محاصرہ کیا انکے محاصرہ کرنے سے پہلے شاور نے نوین صفر کو اس خیال سے کہ عیسائی مصر قابض نہو جائین آگ لگادی جو پانچوین ربیع الثانی تک جلتا رہا۔

شاور قاہرہ مین محصور ہونے کے بعد جب اسکو یہہ معلوم ہوگیا کہ اسمین قاہرہ کے بچانے کی قوت نہین ہے تب عیسائیون سے وہ مکر و فریب پیش آنے لگا

کبہی عیسائیون سے یہہ کہلا بہیجتا تہا کہ میرے تمہارے مراسم قدیم ہین مین تمہارا دلی خیرخواہ ہون چونکہ قاہرہ کا دیدینا مسلمانون کے خلاف مرضی ہوگا اسوجہ سے بمصالحت مال و اسباب لیکر لوٹ جانا مناسب ہے اور کبہی انکو یہہ دہمکی دیتا تہا کہ اگر تم میرے کہے پر عمل نہ کروگے تو مین نورالدین محمود کو بلا بہیجتا ہون اور قاہرہ اسکے سپرد کئے دیتا ہون وہ تمکو دم بہر مین نکال باہر کردیگا غرض اسی دم پٹی سے ادہر عیسائیون کو شاور نے ایک لاکہہ دینار مصری لیکر واپس جانے پر راضی کرلیا اور انکو فراہمی دینار کے بہانہ سے قاہرہ سے علیحدہ کردیا اور ادہر خلیفہ عاضد لدین اللہ نے مصر کے جلنے کے بعد ایک دردناک عرضداشت نورالدین محمود کے پاس سیاہ ماتمی کپڑے مین لپیٹ کر بہیجی اور اس مین اپنے حرمون کے بال اور خون آلودہ کپڑے رکہہ دئیے جس سے اسکا یہہ مقصود تہا کہ ہم اور ہمارے حرم عیسائیون سے تنگ آگئے ہین برائے خدا ہمکو ان کے پنجۂ ظلم سے بچائیے یہہ میرے حرمون کے بال ہین جو عیسائیون کے ظلم سے تنگ ہوکر آپ سے فریاد کررہی ہین آپ انکو جس طرح ہوسکے بچائین - یہہ قول علامۂ ابن اثیر کا ہے - اور عماد کاتب لکہتا ہے کہ عیسائیون کو جہوٹے وعدون پر ٹالدینے کے بعد خود شاور نے نورالدین محمود سے مدد منگوا بہیجی تہی اور یہہ لکہہ بہیجا تہا کہ اگر آپ نے روانگی مین کچہہ بہی تاخیر کی تو یہہ ملک عیسائیون کے قبضہ مین چلا جائیگا اور اپنے اس بیان کی تائید مین خلیفہ عاضد سے بہی عرضداشت پر دستخط کرالئے تہے اگرچہ اس سے پیشتر کے معاہدون اور معاملات ملکی مین خلیفہ عاضد کا نام تک کہین نہین آتا تہا جو کچہہ کرتا تہا خود شاور کرتا تہا۔

شیرکوہ مصر مین

ان مراسلات کے سوا براہ راست اسی مضمون کی تحریرین شیرکوہ کے پاس بہی خلیفہ عاضد یا شاور نے بہیجین تہین اور وہ حمص سے

نور الدین محمود کے طرف آرہا تہا اثناء راہ مین نور الدین محمود کا قاصد ملا جو اسکو بلانے جاتا تہا شیرکوہ ایک شب مین حمص سے حلب آپہونچا اور نور الدین محمود سے صلاح و مشورے کرکے روانگی مصر پر آمادہ ہوگیا نور الدین محمود نے اس مرتبہ پہلے سے زیادہ لشکر۔ روپیہ۔ سامان حرب کا انتظام کیا۔ علاوہ آلات حرب۔ اسلحہ خیمہ جات۔ گہوڑون کے دو لاکہہ دینار شیرکوہ کو اور بیس بیس دینار بطور انعام کے ان لوگون کو جو اس مہم مین اس کے ہمراہ جارہے تہے مرحمت فرمائے اور خود راس الماء تک پہونچانے کو آیا۔ شیرکوہ نے اس مہم کے لئے دو ہزار سوار لشکر نوریہ سے منتخب کئے تہے اور چہہ ہزار مجاہدین ترکمانون سے [illegible] انکی تقویت نور الدین محمود نے اپنے نامی امراء و ممالیک سے عز الدین جردیک و غرس الدین قلیج و شرف الدین برغش و ناصر الدین خمارتکین و عین الدولہ ابن البارو قی و قطب الدین ینال بن حسان منبجی وغیرہم کو بہی ہمراہ کردیا۔ قاضی ابو المحاسن کا بیان ہے کہ مجہہ سے صلاح الدین نے خود کہا ہے کہ مین اس مرتبہ اپنے چچا کے ہمراہ مصر جانے پر راضی نہ تہا مجہکو اسکندریہ مین محصور ہونے کے مصائب نہ بہولے نہ تہے لیکن جب سلطان نور الدین محمود نے میرے چچا شیرکوہ کو روانگی کا حکم دیا اور مین اتفاق سے اوسوقت وہان موجود تہا اس نے میری طرف دیکہہ کر کہا اے یوسف تو تیار رہے ؟ (صلاح الدین کا بیان ہے) کہ اس فقرہ نے تیر کیطرح میرے دل مین سوراخ کردیا مین نے ذرا پیچہے ہٹ کر کہا چچا جان اگر مجہکو یہہ بہی معلوم ہو جائے کہ ملک مصر مجہے ملجائیگا تب بہی مصر کیطرف مین رُخ نکرونگا آپ تشریف لیجایئے مجہے یہین سلطان کی خدمت مین رہنے دیجیے اسپر شیرکوہ نے نور الدین محمود سے کہا کہ صلاح الدین کا جانا ضروری ہے اور یہہ عذر کرتا ہے یہہ سُنکر نور الدین محمود نے مجہے بہی تیاری و روانگی کا حکم دیا مین نے سواری ہونے

اور کمی اسباب و زاد راہ کا حیلہ کیا نور الدین نے فوراً کل اسباب میرے لئے مہیا کر دیا ناچار مجھے جانا پڑا اگرچہ نور الدین نہایت حلیم اور نرم دل آدمی تھا مگر اسکی ہیبت اس درجہ تھی کہ مین اس کے سامنے مصر جانے سے انکار نکرسکا۔ روانگی مصر کیوقت مجھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا مجھے موت اپنے طرف کھینچے لئے جاتی ہے" صلاح الدین یوسف ملک مصر پر مستولی ہونے کے بعد جب کبھی یہہ باتین خیال کرتا اور اس سفر کے نتائج پر غور کرتا تھا تو بیساختہ اس کے مُنہہ سے آیۂ کریمہ عسے ان تکرھوا شیأ وھو خیر لکم (ممکن ہے کہ تم بہت سے چیزونکو مکروہ جانو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہون) نکل جاتی تھی۔

الغرض پندرہوین ربیع الاول سنہ ۵۶۴ھ کو شیرکوہ معہ اپنے بھتیجے صلاح الدین وعساکر نوریہ کے حلب سے روانہ ہوکر جنگل و ریگستان کے رستہ طے کرتا ہوا ساتوین ربیع الثانی سنہ مذکور مین قاہرہ پہونچا۔ اس کے پہونچنے سے پہلے عیسائی بادشاہ شاور کے فقرہ مین آکر کچھہ لیکر راضی ہوگیا تھا اور بقول عیسائی مورخ شیرکوہ کے روک ٹوک کے لئے واپس آیا بہرکیف اس دفعہ عیسائی بادشاہ کو قاہرہ سے کچھہ حاصل نہوا اور وہ ناکامی کے ساتھہ شام کو لوٹ آیا۔ شاور نے شیرکوہ کو عیسائیون کے برخلاف ابھارکر اسکو ان سے لڑا دینے کی فکر کی تھی جس سے اسکا یہہ مطلب حاصل ہوجاتا کہ دونون فریق لڑنے جھگڑنے کو وہان موجود رہتے ان مین سے جسکو چاہتا اسکو اپنا معاون بناکر کام نکال لیتا لیکن شیرکوہ شاور کے اس دم پٹے مین نہ آیا خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کی بیحد تعظیم و تکریم کی کمال عزت سے پیش آیا اسکو اور اس کے لشکریون کو قیمتی قیمتی خلعتین دین اور شب کو خود جاکر شیرکوہ سے ملا بہت دیر تک آپس مین باتین ہوتی رہین اور شاور ظاہرداری کے غرض سے اکثر شیرکوہ کے ساتھہ سوار ہوکر سیر و تماشا کے لئے جاتا تھا مگر خلیفہ عاضد

شیر کوہ کا یہہ ربط و ضبط دیکہہ کر دل ہی دل مین جلا جاتا تہا ایک روز اس نے یہہ ارادہ کیا کہ دعوت کے بہانہ سے بلا کر شیر کوہ کو معہ اوس کے افسران لشکر کے گرفتار کر لینا چاہیئے۔ کامل و شاور مین اس بابت مباحثہ ہونے لگا۔

کامل ابن شاور۔ میرے بزرگ باپ آپ اس خیال کو دور کیجیے مسلمانون کے ساتہہ یہہ برتاؤ نہ کرنا چاہیئے۔

شاور۔ نہین! میری رائے بہت مناسب ہے مین کب تک خون جگر پیتا رہون جب تک شیر کوہ قاہرہ مین رہے گا میری نہ چلے گی مین ضرور اس کام کو کرون گا۔

کامل۔ خبردار اگر تو نے اس قصد کا خیال ہی کیا تو مین فوراً شیر کوہ کو اس سے مطلع کر دونگا۔

شاور۔ تو میرے سامنے کا لڑکا میری گود کا کہلایا ہوا ہے ملکی معاملات کی پیچیدگیان تو نہین سمجہتا اگر مین یہہ کام نہ کرون گا تو یہہ یاد رکہنا کہ میرے خاندان کا کوئی بچہ بہی زندہ نہ بچے گا۔

کامل۔ یہہ سچ ہے بفرض محال اگر ہم لوگ قتل کیئے گئے اور یہہ ملک مسلمانون کے قبضہ مین چلا گیا تو بہتر ہے اس سے کہ ہم قتل بہی ہون اور اس کے مالک عیسائی ہون۔

شاور۔ یہہ کیسے ہو سکتا ہے؟ عیسائی بادشاہ میرا دم بہرتا ہے۔

کامل۔ پدر بزرگوار۔ اُن کی دوستی پر آپ بہروسہ نہ کیجیے یہہ اپنے مطلب کے وقت قدیمی دوستی کو بہولا دیتے ہین اور طوطے کیطرح آنکہین بدل لیتے ہین۔

شاور۔ یہہ سب کچہہ سہی بالفعل تو شیر کوہ سے تمکو نجات ملجائیگی۔ علاوہ برین عیسائی بادشاہ اب کیا لوٹے گا وہ کب کا وا پس ہو گیا جب تک مین

وہ اس طرف کا رُخ کرے گا اُس کے مقابلہ کا انتظام کرلیا جائیگا۔

کامل۔ آپ کچھہ بھی نہ کرسکے گا عیسائیون نے جہان یہہ سنا کہ شیرکوہ قید کرلیا گیا ہے باز کی طرح کبوتر کے شکار پر لوٹ پڑین گے اور ایک لحظہ مین ملک پر قبضہ کرلینگے۔ جان بھی جائیگی ملک بھی غیر کے ہاتھہ مین چلا جائیگا۔

قتل شاور و وزارت شیرکوہ

شاور و کامل اس قدر باتین کرنے کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے۔ کامل کو شاور کی نگرانی کی فکر ہوگئی اور شاور کامل کی مخالفت و افشائے راز سے ڈر کر اس بزدلانہ حملہ سے باز آیا تا آنکہ ایک روز شیرکوہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کو گیا ہوا تھا اور شاور اس سے ملنے کو آیا اور یہہ معلوم کرکے کہ شیرکوہ امام شافعی کی قبر کی زیارت کو گیا ہے اُدھر خود بھی روانہ ہوا صلاح الدین یوسف و عزالدین جردیک اُس کے ساتھہ ہوئے اثناء راہ مین موقع پاکر صلاح الدین نے گھوڑے پر سے گرادیا اور دونون نے مشکین باندھ کر ایک خیمہ مین لاکر قید کردیا اس کے ہمراہی یہہ واقعہ دیکھہ کر بھاگ گئے۔ اور شیرکوہ یہہ سُنکر اپنے لشکرگاہ مین فوراً واپس آیا بات چیت کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ خلیفہ عاضد نے شاور کے گرفتار ہونے کی اطلاع پاکر اسکا سر مانگ بھیجا شیرکوہ ہان یا نہین کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ پے درپے دو تین قاصد آپہونچے شیرکوہ ہنوز اپنے خیمہ مین تھا کہ عزالدین جردیک نے شاور کا سر اوتار کر خلیفہ عاضد کے پاس بھیجدیا۔ یہہ واقعہ سترہوین ربیع الثانی کا ہے۔ بعض روایتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شیرکوہ بھی اس کے قتل مین شریک تھا لیکن اسکا ثبوت نہایت دشوار ہے۔

شاور کے قتل کے بعد شعراء نے اسکی ہجوین لکھین اور خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کو خلعت وزارت سے سرفراز کرکے الملک المنصور امیر الجیوش کا لقب دیا

اور ایک طولانی فرمان لکہہ کر عنایت کیا جس کے شروع مین یہہ عبارت تہی "من عبد الله و ولیہ ابی محمد العاضد لدین الله امیر المؤمنین الی السید الاجل الملک المنصور سلطان الجیوش ولی الائمة مجیر الامة اسد الدین کافل قضاة المسلمین وهادی دعاة المؤمنین ابی الحارث شیرکوه العاضدی عضد الله به الدین وامتع بطول بقائه امیر المؤمنین وادام قدرته واعلی کلمته سلام علیک فانه یحمد الیک الله الذی لا اله الا هو ویساله ان یصلی علی محمد خاتم النبیین وسید المرسلین وعلی آله الطاهرین والائمة المهدیین وسلم وتسلیما" اس کے بعد عاضد کا فرمان ایک طول لاطایل عبارت مین تہا۔

وزارت صلاح الدین

بیسوین ربیع الثانی کو شیرکوه ایوان وزارت مین داخل ہوا اور قاضی فاضل عبدالرحیم بن البیسانی کو قصر خلافت سے طلب کرکے سر دفتر انشا مقرر کر لیا۔ اپنے امرا لشکر اور لشکریون کو معقول جاگیرین اور انعام و اکرام دیا اور صلاح الدین یوسف اپنے بہتیجے کے ہاتہہ مین زمام انتظام رکہا اور اسی کے حسن راے سے کل کام کرتا رہا تا آنکہ شیرکوه دو ماه اور چند یوم وزارت کرکے دفعۃً یوم شنبہ بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۵۶۴ھ (مطابق ۲۳- مارچ سنہ ۱۱۶۹ء) کو بعارضہ خناق اپنا ایک ہونہار بہتیجا چہوڑ کر انتقال کر گیا بعضون کا یہہ خیال ہے کہ شیرکوه نے وقت انتقال صلاح الدین کے حق مین وزارت کی وصیت کیا لیکن محققین مورخین اسکی مخالفت کرتے ہین ہان یہہ واقعہ صحیح ضرور ہے کہ شیرکوه کے انتقال کے بعد شامی لشکر کے مقتدر امرا مدعی وزارت ہو گئے تہے ازانجملہ ایک امیر عین الدولہ بارو قی

دوسرا قطب الدین خسرو برادرزادہ والی اربل تیسرا سیف الدین علی بن احمد ہکاری چوتہا شہاب الدین محمود حارمی (خود صلاح الدین کا ماموں) تہا اور خلیفہ عاضد صلاح الدین کو وزارت دیا چاہتا تہا صاحب کتاب (روضتین لکہتا ہے کہ جسوقت امرا لشکر شامی مین وزارت کے بارے مین اختلاف واقع ہوا اور ان مین سے ہر شخص مدعی وزارت ہوا اوسوقت خلیفہ عاضد کے دماغ مین یہہ خیال گزرا کہ "صلاح الدین کے پاس نہ ذاتی لشکر ہے اور نہ سردار ہین وزارت اسکو دینا چاہیے کیونکہ جب مین چاہون گا اسکو نکال دونگا علاوہ اس کے امرا لشکر شامی سے جو سردار اس کے مخالف ہین اُسکو خود وہ نکال دیگا باقی جو دو چار کمزور رہجائینگے وہ میرے قابو مین رہینگے ضعف کیوجہ سے خود صلاح الدین میری مخالفت نہ کرسکے گا مین جس طرح چاہونگا ملک کا خود انتظام کرونگا اور اُسکو اپنے قبضہ مین رکہونگا" رفتہ رفتہ عاضد کے اس خیال نے اسقدر ترقی کیا کہ اُس نے صلاح الدین کو قصر خلافت مین طلب کرکے خلعت[1] وزارت سے سرفراز کرکے الملک الناصر کا

---

[1] صلاح الدین کو خلعت وزارت یوم دوشنبہ پچیسوین ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۵۶۴ھ مین مرحمت ہوئی اسمین ایک عمامہ سفید مذہّب ومطلّا جس کے کنارون پر موتیون کا جہالر تہا اور دیبا رومی مذہّب ومطلا اور جبّۂ مذہّب اور جواہرات کا ایک ہار جسکی قیمت دس ہزار دینار تہی اور ایک تلوار مجوہر قیمتی پانچہزار اور خاصہ کے گہوڑون مین سے ایک زرد رنگ کا گہوڑا معہ زین وساز وسامان آرایش کے تہا جسکی قیمت آٹہہ ہزار دینار تہی اور اُس سے ملک مصر مین کوئی تیز رو گہوڑا نہ تہا اور اُس کے ایال مین موتیان پروئی ہتین سر پر ایک بڑا پر رونق جوہر لگا ہوا تہا معہ چند بقچہ خلعت اور متعدد گہوڑون کے تہا (باقی صفحہ ۱۳۳ مین)

خطاب دیا اور قیمتی تحایف وبیش بہا خلعتین مرحمت کیا صلاح الدین قصر خلافت سے لوٹ کر ایوان وزارت مین آیا اور اُن لوگون سے جو اپنے لئے وزارت کی کوشش کر رہے تہے مطلقاً لتعرض والتفات نہ کیا فقیہہ ضیاء الدین عیسیٰ ہکاری نے اس موقع پر یہہ بہت بڑا کام کیا کہ اُس نے باستثناء عین الدولہ باروقی کے سب کو سمجہا بوجہا کر صلاح الدین سے ملا دیا۔ صلاح الدین نے وزارت کے بعد لشکر او اکابران دولت کو داد دہش۔ انعام و اکرام سے اپنا بہی خواہ بنا لیا اور اسقدر صلاحیت وسنجیدگی اور علماء وفضلاء کی روش اختیار کر لیا کہ گویا وہ ابتدا ہی سے اِسی لئے مخلوق ہوا تہا۔ خودمختار وزیر ہونے پر اُس کی جس عادت کی تبدیلی کا ذکر خصوصیت کے ساتہہ کیا جاتا ہے وہ شراب کا چہوڑ دینا ہے لیکن میرے سمجہہ مین یہہ نہین آتا کہ صلاح الدین سا ہونہار شخص جس نے اسد الدین شیرکوہ کے گود مین پرورش پایا ہو اور نورالدین محمود جیسے مذہبی سلطان کے سایۂ عاطفت مین نشو ونما پا کر پہلا پہولا ہو شراب پینے کا عادی کیسے ہوا اُسکی صحبت بازاری۔ عوام الناس۔ آبرو باختہ لوگون کی نہ تہی وہ نورالدین محمود داور اوس کے وزیر جنگ اسد الدین شیرکوہ کے ساتہہ ساتہہ طفلی سے رہتا تہا جسکی صحبت مین علماء وفضلاء کے سوا کسی اور کی صورت نہ دکہائی دیتی تہی۔ سلطان نورالدین محمود ہمیشہ اسکو وزارت کے بعد امیر سپہ سالار کے خوشنما لقب سے یاد کرتا تہا کبہی کسی خط مین اسکا خالی نام نہین لکہتا تہا درحقیقت یہہ اُسکی طرف سے مصر کا ایک گورنر تہا اور اس کے مقبوضہ ومفتوحہ ممالک کو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۲) اور منشور وزارت سفید اطلس مین لپٹا ہوا تہا یہہ فرمان دارالوزارت مین سلطان کے سامنے پڑہا گیا جسوقت کہ اراکین دولت مصریہ وشامیہ سب موجود تہے سلطان نے بہی دونون دولتون کے بہی خواہونکو خلعتین اور انعام واکرام دیکر اپنا بنا لیا۔

نورالدین محمود کا وزیر (۲)

اس کے محروسہ ممالک کا ایک جزو سمجھنا چاہئے اسی کے تاکید و اصرار سے ۵۶۶ھ مین خلیفہ المستضی باللہ عباسی کے نام کا خطبہ جامع مسجد مین پڑھا گیا اور اس کے نام کے بعد سلطان نور الدین کا نام داخل کیا گیا اور مصر سے شیعہ قاضیون کو معزول کرکے صدر الدین عبد الملک شافعی کو مصر و قاہرہ اور اس کے گرد و نواح کا قاضی مقرر کیا اور اذان مین حی علی خیر العمل وغیرہ کا کہنا موقوف کرا دیا غرضکہ جب تک نور الدین محمود زندہ رہا صلاح الدین اسی کی رائے سے کل کام کرتا تھا۔

ابن ابی طے حلبی نے لکھا ہے کہ نور الدین محمود نے اسد الدین شیرکوہ کے انتقال اور صلاح الدین کی وزارت اور اسکی تالیف قلوب اور داد و دہش کا حال سنکر نہایت افسوس کیا اور صلاح الدین سے اس امر پر ناراض ہو گیا کہ اوس نے بغیر اجازت اس کے کیون وزارت قبول کر لیا چنانچہ اس بارے مین نور الدین نے مکرر سہ کرر صلاح الدین کو عتاب آمود خط لکھا لیکن اوس نے کچھ التفات نہ کیا باینہمہ صلاح الدین اسکا مطیع رہا آخر الامر نور الدین نے صلاح الدین کے اعزہ و اقارب کو جو شام مین تھے مصر کیطرف بھیجدیا اور اوس سے مصر اور اس کے مملوکہ بلاد کا حساب طلب کیا تھا جب اوس نے اسپر بھی کچھ خیال نہ کیا تو نور الدین نے صلاح الدین سے مصر چھین لینے کا قصد کر لیا مگر اتفاق وقت سے اسکی نوبت نہ آئی اور نور الدین کا انتقال ہو گیا۔ علامہ شہاب الدین ابو محمد عبد الرحمن مقدسی شافعی لکھتا ہے کہ نور الدین محمود کی یہہ باتین اس جنس سے ہین جس کی طبایع بشریہ فطرۃً مقتضی ہوتی ہین جو شخص نظر انصاف سے ان واقعات کو ملاحظہ کرے گا وہ نور الدین محمود کو اس بارے مین معذور سمجھے گا اور درحقیقت نور الدین کو جو کشیدگی صلاح الدین کے طرف سے پیدا ہوئی تھی وہ وزارت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اس وجہ سے تھی کہ صلاح الدین

بغیر استصواب مال واسباب کے تقسیم اور انعام واکرام کے دینے مین افراط سے کام لیا تھا علاوہ اس کے ابن ابی طے اس امر مین متہم ہے کہ وہ نورالدین کے طرف اکثر ایسی باتین منسوب کر دیتا ہے جو اُس کے خلاف شان ہین اور اُسکی طرف منسوب کرنا لایق نہین ہے میرے نزدیک اسکی وجہ بظاہر یہہ ہے کہ نورالدین محمود نے حلب سے شیعون کو نکلوا دیا تھا اور اُن کے مشاعر کو باطل کر دیا تھا اور ابن ابی طے کا باپ رؤساء شیعہ سے تھا جسکو اُس نے حلب سے شہر بدر کر دیا تھا جہان تک قیاس کیا جاتا ہے یہہ وہی بخار ہے جسکو ابن ابی طے اپنے کتاب مین مختلف مقامات مین نکال رہا ہے پھر اُس نے دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ جسوقت نورالدین محمود کے روبرو صلاح الدین یا اُس کے متعلقین دولت کا ذکر آجاتا تھا تو نورالدین محمود چین بجبین ہو جاتا اور اُسکو یہہ تذکرہ تکلیف دیتا تھا اور اس کے ذکر خیر کرنے والے سے پھر کبھی حسن خلق سے نہ ملتا تھا- علامہ شہاب الدین مذکور کہتا ہے کہ مین نے خود نورالدین محمود کا ایک خط لکھا ہوا دیکھا ہے جس مین اس نے صلاح الدین کا برخلاف قول ابن ابی طے کے بہت شکریہ ادا کیا ہے یہہ خط شیخ امام شرف الدین بن ابی عصرون کو حلب سے قضاء مصر کے لئے لکھا تھا جس کی عبارت یہہ ہے-

حسبی الله وکفی وفق الله الشیخ الامام شرف الدین لطاعته وختم له بخیر غیر خاف علی الشیخ ما انا علیه وفیه وکل غرضی ومقصودی فی مصالح المسلمین وما یقربنی الی الله والله ولی التوفیق والمطلع علی نیتی وانت تعلم نیتی کما قال عز من قائل (ومن عنده علم الکتاب) انت تعلم ان مصر الیوم قد لزمنا النظر فیها فهی من الفتوحات

الكبار اللتي جعلها الله تعالى دار الاسلام بعد ما كانت
دار كفر ونفاق فلله المنة والحمد الا ان المقدم على
كل شيء امور الدين اللتي هي الاصل وبها النجاة
وانت تعلم ان مصر اقليمها ما هي قليلة وهي خالية
من امور الشرع وما ندخر الدموع الا للشدائد وانا
ما كنت اسخى ولا اشتهي مفارقتك والان فقد تعين
عليك وعلي ايضا ان ننظر الى مصالحها وما لنا احد
اليوم لها الا انت ولا اقدر اولي امورها ولا اقلدها
الا لك حتى تبرأ ذمتي عند الله فيجب عليك وفقك
الله ان تشمر من ساق الاجتهاد وتتولى قضاءها و
تعمل ما تعلم انه يقربك الى الله وقد برئت ذمتي وانت
تجاوب الله فاذا كنت انت هناك وولدك ابو المعالي
وفقه الله فيطيب قلبي وتبرأ ذمتي وقد كتبت هذا
بخطي حتى لا تبقى علي حجة تصل انت وولدك عندي
حتى اسيركم والسلام بموافقة صاحبي واتفاق منه
صلاح الدين وفقه الله فانا منه شاكر كثير لكثير
جزاه الله خيرا وابقاه ففي بقاء الصالحين والاخيار
صلاح عظيم ومنفعة لاهل الاسلام الله تعالى
يكثر من الاخيار واعوان الخير وحسبنا الله ونعم
الوكيل وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسليما

ترجمہ کفایت کرتا ہے اللہ میرے لئے اور کافی ہے ۔ توفیق دے اللہ

شیخ امام شرف الدین کو اپنی طاعت کی اور اُسکا خاتمہ بخیر کرے غیر خایف ہون شیخ سے جسکا مین نے قصد کرلیا ہے اور جس خیال مین مین ہون اور میری کل غرض اور مقصود مسلمانونکی اصلاح سے متعلق ہے اور اُس چیز سے جو مجھے اللہ تعالی سے قریب کردے اور اللہ صاحب توفیق ہے اور میری نیت کو جانتا ہے اور تو جانتا ہے میری نیت کو جیسا کہ کہا ہے عزیز تر کہنے والے نے اور اُس کے پاس ہے علم کتاب۔ تو جانتا ہے کہ مصر کی طرف ہم نے اپنی توجہ معطوف کیا ہے۔ پس وہ بڑے فتوحات سے ہے جسکو اللہ تعالی نے دار الاسلام بنایا ہے بعد اس کے کہ وہ دار کفر و نفاق تہا۔ پس اللہ تعالی کا شکر اور اوسکی تعریف ہے۔ آگاہ ہو جاؤ ہر چیز پر مقدم امور دین ہین جو اصل اور مدار نجات ہین اور تو جانتا ہے کہ مصر اور اُس کے بلاد کم نہین ہین اور وہ خالی ہین امور شرع سے اور نہین جمع کئے جاتے آنسو مگر شدائد کے لئے اور مین تیری جدائی کو نہین چاہتا اور نہ اُسکو عزیز رکہتا ہون اور اب تجہپر اور مجہپر یہہ فرض ہوگیا ہے کہ مصر کی اصلاح کیطرف متوجہ ہون اور فی الحال ہمارے پاس کوئی سوائے تیرے نہین ہے اور مین کسی کو اُس کے امور کا متولی کرنے پر سوائے تیرے قادر نہین ہون اور نہ مین اُسکو کسی دوسرے کو سوائے تیرے سپرد کرتا ہون تاکہ مین اللہ تعالی کے نزدیک بری الذمہ ہو جاؤن پس تجہپر واجب ہے اللہ تعالی تجہے توفیق دے یہہ کہ سابق اجتہاد سے امنون کو سمیٹ لے اور مصر کے عہدۂ قضار کا متولی ہو جا۔ اور اپنے علم کے موافق عمل کر بیشک یہہ تجہکو اللہ تعالی سے قریب کردیگا اب مین بری الذمہ ہوگیا اللہ تعالی کا تو جوابدہ ہے پس جبکہ تو اور

تیرا لڑکا ابو المعالی اللہ اُسکو توفیق دے وہان موجود رہے گا تو میرا دل خوش ہوگا اور مین بری الذمہ رہونگا اور بے شک مین نے یہہ اپنے قلم خاص سے لکھا ہے تاکہ کوئی حجت مجھپر باقی نہ رہجائے۔ تم معہ اپنے لڑکے کے میرے پاس چلے آؤ تاکہ مین تمکو مصر کیطرف بھیجدون والسلام یہہ مین نے بموافقت و اتفاق اپنے دوست صلاح الدین اللہ تعالی اُسکو توفیق خیر دے لکھا ہے مین بے شک اُسکا بہت بہت بہت شکرگزار ہون اللہ تعالی اُسکو جزاے خیر دے اور اُسکو باقی رکھے کیونکہ صالحین اور اخیار کے بقاء مین اہل اسلام کے لئے بڑی بہتری اور بڑا فایدہ ہے اللہ تعالی زیادہ کرے نیکون اور نیکی کے مددگارون کو اور کافی ہے ہمکو اللہ اور وہ اچھا وکیل ہے اور درود خدا کا ہمارے سردار محمدؐ اور اُن کے آل اور اون کے اصحاب پر ہو اور اُسکا سلام ہو"

اس خط سے یہہ چند امور مفہوم ہوتے ہین ایک یہہ کہ مصر کے مفتوح ہونیکو وہ اپنی فتح اور کامیابی سمجھتا تہا دوسرے یہہ کہ مصر کا انتظام و انصرام اسی کے قبضہ مین تہا تیسرے یہہ کہ صلاح الدین کے کامون سے یہہ بہت خوشنود اور اُس سے راضی تہا اور اُسکو یہہ نیکون مین شمار کرتا تہا علاوہ اس کے مصر مین صلاح الدین نے جو کچھہ محصول و ٹکس کو معاف کیا تہا وہ سب نور الدین کے عہد حکومت مین کیا تہا اور اسی کے اشارہ و حکم سے کل کام کرتا تہا۔ نور الدین محمود اُسکو دل سے عزیز رکہتا اور پیار کرتا تہا ایکمرتبہ عیسائیون نے بقصد مصر ایک مجمع کثیر کیا تہا جسکی مدافعت کو نور الدین محمود نے اپنا لشکر بہیجا تہا جس مین صلاح الدین کا بہائی شمس الدولہ توران شاہ تہا روانگی کے وقت نور الدین محمود نے شمس الدولہ سے

مخاطب ہو کر کہا مصر تو تم جاتے ہو اگر وہان جا کر تم اس کے خواہان ہو کہ تم بیٹھے رہو اور صلاح الدین تمہارے خدمت کے لئے کہڑا رہے کیونکہ وہ چہوٹا ہے تو تم نہ جاؤ تمہارے جانے سے فتنہ و فساد برپا ہوگا اور مین اُسوقت تمپر عتاب کرونگا اور تمکو اسکی سزا دونگا اور اگر تم اُسکو اس حیثیت سے دیکہو گے کہ وہ والی مصر ہے اور وہ میرا قایم مقام اور میرا نایب ہے اور تم بنفسہ اُسکی خدمت کروگے جیساکہ تم میری خدمت کرتے ہو تو جاؤ اور کوشش کرو اسمین جسکے وہ درپے ہے" شمس الدولہ نے اِس کے جواب مین عرض کیا" مین صلاح الدین کی ویسا ہی خدمت کرونگا جیساکہ آپ کی خدمت کرتا ہون۔ نورالدین محمود کی اِن باتون سے کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ وہ صلاح الدین سے کشیدہ خاطر تہا یا وہ مصر کو اس سے چہین لینے کا قصد رکہتا تہا بالفرض تقدیر اگر اُس نے کسیوقت مین مصر کا حساب صلاح الدین سے طلب کیا تہا تو یہہ شکر رنجی یا کشیدگی کے معنی نہین ہین وہ اسکی طرف سے ایک صوبہ کا گورنر تہا اور عام دستور ہے کہ سلاطین اپنے عُمّال اور گورنرون سے حساب و کتاب طلب کرتے ہین اور اونکو وقتاً فوقتاً ہدایتین مناسب کیا کرتے ہین کوئی بادشاہ اپنے محروسہ ممالک کے صوبہ کے حکام کی خودرائی نہین پسند کرسکتا اگر کسی موقع پر بلا اجازت صلاح الدین نے انعام و اکرام اور امرا کے دینے مین افراط سے کام لیا ہو یا یہہ کہ عیسائیون پر حملہ کرنے مین کسی خاص وجہ سے پس و پیش کیا ہو اور اوسوقت پر نورالدین نے اسکو بطور تنبیہہ کچھہ لکھا ہو تو اسکو کشیدگی اور شکر رنجی نہین کہتے یہہ تو معاملہ کی بات ہے معاملہ مین اجنبی اور اوقات مین دوست بہائی بنے رہنا مسلمانونکا پہلا فرض ہے۔

الغرض صلاح الدین نے مصر پر مستقل حکومت حاصل کرنے کے بعد

اقطاع مصر کو مفسدین و فتنہ پردازون سے خالی کرنا شروع کر دیا۔ موتمن الخلافہ عیسائیون سے سازش کر کے اُن کو مصر پر حملہ کرنے کو اوبہارنے لگا صلاح الدین کے خاص آدمیون نے اُس کے قاصد کو گرفتار کر لیا پہر مابین قصر خلافت و قصر وزارت موتمن الخلافہ مارا گیا سودانی اُسکی حمایت کو سیاہ بادل کی طرح اوٹہے اور خلیفہ عاضد[لہ] نے قصر خلافت سے شامی لشکر پر تیر و پتہر کے مینہہ برسانے کا حکم دیا اور خود ایک کہڑکی سے بیٹہا ہوا دیکہتا رہا لیکن صلاح الدین کی ہوا ے جنگ و تدبیر نے ان سبہون کو دم زدن مین اوڑا دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے صلاح الدین اپنے دایرۂ حکومت کو وسیع کرنے لگا اور زمانہ حیات نورالدین محمود زنگی مین اس نے بہت کچہہ اپنے فتوحات کو بڑہا کر وزارت مصری کو ایک خودمختار سلطنت کی صورت مین کر دیا تہا جو درحقیقت نورالدین محمود کی حکومت و دولت کی ایک جزو تہی اور ہمنے ان کل واقعات کو مفصل سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری مین لکہہ دیا ہے۔

واقعہ دمیاط اوایل صفر ۵۶۵ھ (مطابق ۱۱۶۹ء) مین عیسائیون نے دمیاط کا محاصرہ کر لیا ابن اثیر نے لکہا ہے کہ جسوقت اسدالدین شیرکوہ نے مصر پر قبضہ کیا تہا اوسوقت سے عیسائی امرا ساحل مین ایک شورش سی

[لہ] صاحب کتاب الروضتین نے لکہاہے کہ جسوقت سودانیون اور عساکر شام مین جنگ شروع ہوئی خلیفہ عاضد نے قصر خلافت کے ایک کہڑکی سے سر نکالکر دیکہا اور قصر خلافت کے محافظین کو عساکر شام پر تیر باری اور سنگباری کرنیکا حکم دیا شمس لدولہ نے خلیفہ کی مخالفت کا رنگ دیکہہ کر چند پچکاریان نفط کی اون لوگون پر خالی کر دین جس سے محافظین قصر خلافت بہاگ کہڑے ہوئے۔ عاضد کی قصر خلافت کی اکثر کہڑکیان جلا دیگئین اور بعضون نے لکہاہے کہ سودانیونکی بغاوت خلاف مرضی عاضد ہوئی ہے اور وہ اسمین شریک تہا واللہ اعلم۔

پہیلی ہوئی تہی اور وہ قبضہ مصر کو فتح بیت المقدس کا مقدمہ سمجہتے تہے اسوجہ سے اُن لوگون نے عیسائیان اندلس وصقلیہ سے امداد کی درخواست کی پادریون نے تمام یوروپ مین دورہ کرکے مسلمانون کے برخلاف ایک ذخیرہ کافی مال و اسباب وفوج کا جمع کرلیا جب ان کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہوگیا تو نہایت مستعدی سے آگے بڑہ کر دمیاط کا محاصرہ کرلیا۔ صلاح الدین نے انکی مدافعت کے غرض سے نیل کو فوج و آلات حرب سے بہر دیا اور اپنے ولی نعمت قدیم نورالدین محمود زنگی کے پاس عیسائیون کی پیشقدمی اور اُنکی چہیڑ چہاڑ کی شکایت لکہہ بہیجی اور یہہ لکہا کہ "مین سخت چپقلش مین مبتلا ہون اگر مین دمیاط عیسائی محاصرہ سے چہڑانے مین کچہہ بہی تاخیر کرتا ہون تو عیسائی اوسپر قابض ہوجائینگے اور اگر مین مصر چہوڑکر دمیاط کے طرف بڑہتا ہون تو میرے بعد مصری رعایا، باغی ہوجائے گی اور مصر میرے قبضہ سے نکل جائے گا آگے بڑہتا ہون تو مصری پیچہے ہین اور دمیاط کے طرف جانے مین کچہہ کوتاہی کرتا ہون تو عیسائی سامنے ہین" نورالدین محمود نے ان واقعات کے انجام پر نظر کرکے پے در پے دمیاط کے طرف عساکر اسلام روانہ کئے اور خود ایک فوج لیکر عیسائی بلاد مین لوٹ مار کرتا ہوا داخل ہوگیا۔ محاصرین نے مجبور ہوکر پچاس دن کے بعد دمیاط سے اپنا محاصرہ اوٹہا لیا۔ عماد نے لکہا ہے کہ نورالدین محمود نے جو عساکر اسلام دمیاط کو چہڑانے کے غرض سے روانہ کیا تہا اُس کے سردار امیر قطب الدین خسرو ہذبانی تہے یہہ عیسائی محاصرین کے جانے سے ایک ہفتہ پہلے پندرہوین ربیع الاول کو دمیاط کے قریب پہونچے اور انہون نے عیسائی محاصرین کی منجنیقون کو نفط کی پچکاریون سے جلا دیا اور ان کے لشکر کے ایک حصہ کو بیکار کرکے انکو واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ ابو عبدالرحمن مقدسی

شافعی نے لکھا ہے کہ زمانۂ محاصرہ دمیاط مین ایک روز حسب عادت نورالدین محمود زنگی کے مجلس مین حدیث پڑہی جارہی تہی منجملہ احادیث کے ایک حدیث مسلسل تبسم آگئی بعض طلاب حدیث نے بغرض اتمام سلسلہ حسب عادت اہل حدیث راوی سے تبسم کی درخواست کی نورالدین محمود یہہ سنتے ہی برہم ہوکر کہنے لگا "واللہ مین اللہ تعالی سے شرم کرتا ہون کہ مین کسیکو تبسم کرتا ہوا دیکہون درانحالیکہ مسلمان عیسائیون کے محاصرہ مین ہون" ثغر دمیاط سے عیسائیون کے چلے جانے کے بعد نورالدین نے عاضد کو تہنیت کا خط لکہا اور صلاح الدین اور اوس کے امرائے لشکر کی تعریف لکہی اور یہہ لکہا کہ مین نے صلاح الدین کو ترکون کے ساتہہ اسی کام کے لئے بہیجا ہے عیسائیون کے حملون کا جواب بہی اچہا دیتے ہین اور وہ انہین کے تیرون سے ڈرتے ہین اگر یہہ لوگ مصر مین نہوتے تو عیسائی مصر پر کب کا قبضہ کرلیتے عجب نہین کہ اللہ تعالی مسجد اقصی کی بہی فتح نصیب کرے اور اس نعمت کے ساتہہ وہ بڑی نعمت بہی عطا فرمائے"

محاصرہ کرک اسی سنہ مین نورالدین نے صلاح الدین کے اہل وعیال اور اوس کے نایب نجم الدین ایوب کو ایک چہوٹے سے لشکر کے ساتہہ دمشق سے مصر کو روانہ کیا اور اوسکی مشایعت مین راس الماء تک خود چلا آیا عماد کاتب لکہتا ہے کہ راس الماء مین پہونچکر نورالدین محمود نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور پہلی شعبان کو بلاد کرک کے طرف روانہ ہوا چند روز عمان پر بلقاء مین ٹہیرا رہا پہر وہان سے کوچ کرکے کرک پر پہونچا اور چار روز تک اوسکا محاصرہ کئے رہا اس اثناء مین یہہ خبر آئی کہ عیسائی فوجین ان کے جلوگری کو ماعین تک آگئی ہین اور اونکی سرداری پر ابن ہنفری اور فلیب ابن رفیق مامور ہے نورالدین محمود کرک کا محاصرہ چہوڑکر اون کی طرف جہک پڑا اس خیال سے کہ ان دونون

عیسائی امیرون کو قید کرلینے اور اونپر فتح حاصل ہوجانے سے اُن کے بلاد پر باسانی قبضہ کرلیا جائیگا پس جسوقت نورالدین محمود ان دونون کے قریب پہونچا ان دونون نے نورالدین محمود کے مقابلہ سے اعراض کرکے دوسرا راستہ اختیار کرلیا جس سے نورالدین محمود عساکر اسلام لئے ہوئے ان کے وسط بلاد مین قتل و غارت کرتا ہوا عشترا مین جا پہونچا اور عیسائیون کے انتظار مین ٹھیرا رہا اور یہین ماہ صیام کو منقضی کیا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود نے کرک کا محاصرہ اسوجہ سے کیا تھا کہ اُس نے نجم الدین پدر صلاح الدین کو ایک چھوٹے سے دستہ فوج اور قافلہ تجار کے ساتھ دمشق سے مصر کو روانہ کیا تھا اور اس خطرہ کو خیال کرکے کہ عیسائی فوجین اس سے اثناء راہ مین متعرض نہون کرک کا محاصرہ کرلیا تھا۔ ابن شدّاد نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود کا بہت بڑا مقصود نجم الدین کے بھیجنے سے یہہ تھا کہ اس نے صلاح الدین کو جہاد کرنے کی ہدایت اور مصر مین خلیفہ بغداد کے نام کا خطبہ پڑھے جانیکی سخت تاکید کی تھی۔ ابن ابی طے حلبی لکھتا ہے کہ اس سے بیشتر خلیفہ مستنجد باللہ نے نورالدین محمود کو اس بابت ایک فرمان لکھا تھا اور مصر مین تاخیر اقامت دعوت عباسیہ سے اپنی ناراضی ظاہر کی تھی۔ چنانچہ نورالدین محمود نے نجم الدین کو جو سب سے بڑی خدمت سپرد کی تھی اور اس بارے مین اپنا دستخطی خط دیا تھا وہ یہی خطبہ کا پڑہا جانا تھا لیکن اقتضائے وقت سے صلاح الدین نے اُسوقت سکوت اختیار کیا اور اس کام کو آیندہ کسی موقع خاص کے انتظار مین ملتوی کردیا جیسا کہ آیندہ ہم بیان کرینگے

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اسی سنہ مین بارہوین شوال کو بہت بڑا زلزلہ آیا جس سے اکثر بلاد شام و مصر و جزیرہ و موصل و عراق کو نقصان پہونچا شام مین بعلبک۔ حمص۔ حماۃ۔ شیزر۔ بجرین وغیرہا کی شہرپناہ منہدم ہوگئے

عیسائی ممالک کو بہی ایک نقصان عظیم اوٹہانا پڑا ایک مدت تک عیسائی اور نورالدین محمود انکے بنوانے اور درست کرانے مین مصروف رہے نہ عیسائیونکو ایسی فراغت حاصل ہوئی کہ وہ مسلمانون سے چہیڑ چہاڑ کرتے اور نہ نورالدین محمود کو ایسا موقع ملا کہ بقصد جہاد اونپر خروج کرتا اس اثنا مین اس کے بہائی قطب الدین مودود زنگی والی موصل کا انتقال ہوگیا۔ فخرالدین عبدالمسیح نے قطب الدین مودود کی بیوی خاتون بنت حسام الدین تمرتاش سے سازش کرکے برائے نام سیف الدین غازی کو اُسکا جانشین کرکے خود اس کے بلاد مفتوحہ پر متصرف ہوگیا قطب الدین کا بڑا لڑکا عماد الدین زنگی ان دنون دورہ پر گیا ہوا تہا جب اُسکو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ سیدہا نورالدین محمود کے پاس چلا گیا اور کل واقعات بیان کرکے فخرالدین عبدالمسیح کی سخت شکایت کی اسکی طرف سے نورالدین محمود کا خیال پہلے ہی سے خراب اور اسکی بدطینتی و ظلم سے سخت ناراض تہا یہی سبب تہا کہ اس نے اپنے معزولی کے خطرات کو پیش نظر کرکے بلا انتظار عماد الدین اور خلاف وصیت قطب الدین سیف الدین کو اُسکا جانشین کردیا۔ کیونکہ عماد الدین اپنے چچا نورالدین کے آغوش شفقت مین تعلیم یافتہ ہوکر بڑا ہوا تہا وہ اوس کے خلاف نکرتا اور اس مین اِسکا نقصان تہا نورالدین محمود کو اپنے بہائی کے انتقال اور فخرالدین عبدالمسیح کے استیلا سے بیحد صدمہ ہوا لیکن اس صدمہ کا علاج ہی کیا تہا خواہ مخواہ صبر کرکے اول محرم سنہ ۵۶۶ھ مین دریائے فرات کو قلعہ جعبر کیطرف سے عبور کیا اور انتظام کرتا ہوا رقہ کیطرف بڑہا۔ پہلے تو رقہ کے گورنر نے (جسکو فخرالدین عبدالمسیح نے سیف الدین کیطرف سے مقرر کیا تہا) نورالدین محمود کو داخل ہونے سے منع کیا پہر انجام پر نظر کرکے راضی ہوگیا نورالدین محمود نے اُس کے مالی و فوجی محکمون کی جانچ

پرتال کی اور اُسکا انتظام کرکے خابور کا دورہ کرتا ہوا اور اُسکو جانچتا دیکھتا ہوا نصیبین مین تن تنہا جا پہونچا اور چند روز تک ٹھیرا رہا تا آنکہ اُسکا لشکر اور نورالدین محمد بن قرا ارسلان والی حصن دیار بکر آگیا پس اس نے نصیبین سے کوچ کرکے دودو منزلون کو ایک ایک کرتے ہوے سنجار پر پہونچکر اُسکا محاصرہ کرلیا اور موقع موقع سے منجنیقین نصب کردین سنجار مین موصل کا بہت بڑا لشکر رہتا تہا گو یا یہہ اوسکا فوجی کیمپ تہا موصل کے امرا نے نورالدین محمود کے پاس عرضداشتین بہیجین اور اُسکو سنجار سے اعراض کرکے موصل پر حملہ کرنیکو لکہا اور اپنی مستعدی اطاعت ظاہر کی لیکن نورالدین محمود اُسکی طرف مطلق متوجہ نہوا یہان تک کہ سنجار پر قبضہ حاصل کرکے اپنے بڑے برادرزادہ عماد الدین زنگی کو سپرد کردیا اسی زمانہ مین فخرالدین عبدالمسیح نے گہبراکر عزالدین مسعود بن قطب الدین والی بلاد آذربیجان کے پاس اس واقعہ کو لکہہ بہیجا اُس نے نورالدین محمود کی خدمتمین ایک قاصد روانہ کیا اور یہہ کہلا بہیجا ”موصل اور اُس کے کل بلاد سلطان ہی کے ہین مفت کی مشقت سلطان کیون گوارا کرتے ہین اور اگر یہہ باتین سلطان کے خاطر مین نہ آئینگی تو عبدالمسیح اکیلا نہین ہے“ نورالدین محمود اس سفارت سے برہم ہوگیا اور اُسیوقت اوس نے یہہ سوکہا سا جواب دیدیا تہا کہ ”مین رعایا کے اصلاح حال اور اپنے برادرزادہ کی تربیت کر رہا ہون تو ہمدان مین کیون پڑا جاتا ہے مین اس سے فارغ ہولون تو مجہسے اور تجہہ سے ہمدان کے دروازہ پر باتین ہونگی تو نے بلاد اسلام پر قبضہ کرلیا لیکن حدود اسلامی کو چہوڑ دیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اوسپر غیر قومین قابض ہوگئین اور مین نے تن تنہا عیسائی دنیا کا مقابلہ کیا تیرے کان پر جون تک نہ رینگی تہوڑے زمانہ تک صبر کر مجہپر یہہ فرض ہے کہ بلاد اسلام کی حفاظت کرون اور مسلمانون سے

ظلم و تعدی کو دُور کر دون" قاصد تو یہہ جواب لیکر عزالدین مسعود کیطرف روانہ ہوا اور نورالدین محمود نے سنجار سے کوچ کر دیا اور دجلہ کو جانب شرقی سے عبور کرکے موصل کے پورب حصن نینوی پر جا اوترا۔ چونکہ موصل کی رعایا کیا خواص و کیا عوام سب کی سب عبدالمسیح کے ظلم و تعدی سے تنگ ہو رہی تہین اور نورالدین کے طرف اُسکی حسن سیرت و عدل کیوجہ سے اُن کا دلی رُجحان تہا اسوجہ سے روزانہ عرضیان آنے لگین" آپ موصل پر باہر سے حملہ کیجیے ہم اندر سے فخرالدین عبدالمسیح پر لُوٹ پڑین گے" ہم سب رعایا موصل آپ کے ظلِ حمایت مین آنا چاہتے ہین آپ نے موصل کا قصد کیا اور ہم نے اُسکو خدّام دولت نوریہ کے سپرد کر دیا" فخرالدین عبدالمسیح نے اہلِ شہر کی بد دلی اور نورالدین محمود کی مستعدی پر نظر کرکے نورالدین محمود کے خدمت مین اپنے ایک خاص معتمد کے ذریعہ ایک عرضداشت بہیجی جس مین یہہ لکہا ہوا تہا "مین آپ سے کسی طرح برسرِ مخالفت نہین آ سکتا مین بکا ایک ادنی غلام ہون مین موصل کو آپ کے سپرد کئے دیتا ہون بشرطیکہ آپ مجہے امن دین اور کچہہ جاگیر مرحمت فرمائین جس سے میری زندگی کا بقیہ حصہ آسانی و آرام سے گزر جائے" نورالدین محمود نے اسکی یہہ درخواست قبول کر لی لیکن اُس کے ساتہہ ہی یہہ شرط اور بڑہا دی کہ "تجہکو میرے پاس شام مین رہنا ہوگا مین تجہے موصل مین نہ رہنے دونگا" فخرالدین عبدالمسیح نے اپنے دل پر جبر کرکے اُسکو قبول کیا اور موصل کے دروازہ کہول دیئے چنانچہ تیرہوین جمادی الاول سنہ مذکور کو سلطان نورالدین محمود قلعہ موصل مین داخل ہوا اور سیف الدین غازی کو حکومت موصل پر برقرار رکہا اور اُس کے قلعہ داری پر اپنے خادم سعدالدین کمشتکین کو متعین کیا اور جو کچہہ مال و اسباب اُس کے بہائی قطب الدین نے چہوڑا تہا اوسکو حسب قانون شریعت اوسکی اولاد مین

تقسیم کردیا۔ محصول[1] و ٹکس موصل اور اوس کے بلاد متعلقہ سے معاف کرکے خاص موصل مین ایک جامع مسجد بننے کا حکم دیا جو ۵۶۳ھ مین تیار ہوکر جامع نوری کے نام سے موسوم ہوئی۔ اور سیف الدین غازی کی جاگیر مین موصل کے ساتھ جزیرہ ابن عمر کو اضافہ کردیا اور خابور و نصیبین کو عساکر موصل کے مصارف کے لئے عنایت کیا۔ بیس روز قیام کرنے کے بعد موصل سے نکلکر شام کے طرف روانہ ہوا عماد کاتب لکھتا ہے کہ نور الدین نے نصیبین۔ خابور۔ مجدل سنجار کی حکومت والی موصل کے سپرد کردی تہی اور شیخ شرف الدین بن ابی عصرون کو اس بلاد کا قاضی القضاۃ مقرر کیا تہا قاضی ابن شداد لکھتا ہے کہ نور الدین محمود کی موصل کیطرف حرکت کرنیکی بہت بڑی یہہ وجہ تہی کہ فخر الدین عبد المسیح نصرانی المذہب تہا جو بعد انتقال قطب الدین مودود [illegible] زنگی والی موصل اُس کے چہوٹے لڑکے کو تخت حکومت پر بٹہلا کر خود اُسکی ولایت پر متولی ہو گیا تہا اور

---

[1] سلطان نور الدین محمود نے جو منشور محصول و ٹکس کے معافی کا لکھا تہا اور وہ علی روس الاشہاد پڑہا گیا تہا اس کے آخری فقرے یہہ تہے "قل قنعنا عن کنز الاموال بالیسیر من الحلال فسحقا للسحت ومحقا للحرام الحقیق بالمقت وبعدا لما یبعد من رضی الرب ویقصی من محل القرب وقد استخرنا الله وتقربنا الیه وتوکلنا فی جمیع الاحوال علیه وتقدمنا باسقاط کل مکس ضریبة فی کل ولایة لنا بعیدة او قریبة وازالة کل جهة مشتبهة مشوبة ومحو کل سیئة شنیعة ونفی کل مظلمة فظیعة واحیاء کل سنة حسنة وانتهاز کل فرصة فی الخیر ممکنة واطلاق کل ما جرت العادة باخذه من الاموال المحظورة (باقی صفحہ ۱۴۸)

عام رعایا اور مسلمانون کو تکلیف دیتا اور انپر ظلم کرتا تھا پھر جب نورالدین نے موصل کو شرقی جانب سے عبور کرکے اپنے محاصرہ مین لیلیا اور سیف الدین غازی نے بعد چند نامہ و پیام کے اپنے چچا سے صلح کرلیا تو اُس نے پہلے شیخ عمر ملاسمی کے ذریعہ سے اپنے جان و مال و اسباب و اولاد کی امن حاصل کیا بعد ازان دربار نوریہ مین حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گیا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۷) خوفا من عواقبها الردئة المحذورة فلا یبقی فی ولایتنا جور جائر جاریا ولا عمل لا یکون به الله راضیا ایثارا للثواب الاجل علی الحطام العاجل وهذا حق الله قضیناه وواجب علینا ادیناه بل هی سنة حسنة سنناها وحجة واضحة بیناها وقاعدة محکمت مهدناها و فائدة مغتنمة افدناها (ترجمہ) بے شک ہم اموال کے جمع کرنے سے تھوڑے حلال پر قانع ہوئے پس ہلاکت ہو حرام کو اور برائی ہو حرام کو جو سزا وار فساد ہے اور دور رہے ہم اس سے جو دور کرے اللہ کی مرضی سے اور محل قرب سے علیحدہ کرے اور بیشک ہم نے اللہ سے نیکی طلب کی اور اسکی طرف ہم نے تقرب کیا اور ہر حالات مین ہمنے اسپر بھروسا کیا اور پیشدستی کی ہم نے ہر محصول و ٹکس کے چھوڑ دینے پر اپنے ممالک محروسہ سے خواہ وہ قریب ہون یا بعید اور زایل کرنے پر ہر مشتبہ و مشکوک کے اور محو کر دینے پر ہر طریقہ ناپسندیدہ و شنیع کے اور دور کر دینے پر ہر مظلمہ کے جو ظلم و تعدی مین متجاوز ہے اور (سبقت کی ہمنے) ہر راہ نیک کے زندہ کرنے پر اور حتی الامکان نیک کامون مین کوشش کرنے پر اور چھوڑ دینے پر ان اموال محظورہ کے جنکے لینے کا رواج ہو گیا ہے اُسکی انجام ردی و معذور کے خوف سے پس باقی نہ رہے ہمارے ممالک محروسہ مین کوئی ظلم جاری اور نہ کوئی ایسا عمل جس سے اللہ نہ راضی ہو بامید ثواب آیندہ بالفعل کے [illegible] ملنے پر یہہ اللہ کا حق تھا جسکو ہمنے پورا کیا اور وہ ہمپر واجب تھا جسکو ہمنے ادا کیا بلکہ یہہ سنت حسنہ ہے جسکو ہم نے ایجاد کیا (باقی صفحہ ۱۴۹)

حوادث

اسی زمانہ مین خلیفہ المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف بن المقتفی باللہ کے انتقال کی خبر پہونچی جسوقت کہ نورالدین موصل کے شرقی جانب تل توبہ پر خیمہ زن تہا خلیفہ المستنجد کا انتقال یوم شنبہ نوین ۹ ربیع الثانی سنہ ۵۶۶ھ کو ہوا اسکی ولادت غرہ ربیع الثانی سنہ ۵۱۶ھ مین ہوئی گیارہ برس چہہ دن اس نے خلافت کی خلفاء عباسیہ کا بتیسوان ۳۲ خلیفہ تہا اس کے بعد اس کے لڑکے المستضی بامر اللہ ابو محمد حسن کی خلافت کی بیعت ہوئی اور اوسوقت سے المستضی بامر اللہ خلیفہ مانا گیا اور اسی سنہ مین صلاح الدین نے دار المعونہ (قیدخانہ مصر) کو توڑوا کر مدرسہ شافعیہ اور دار الغزل کو مدرسہ مالکیہ بنوایا اور صدر الدین عبد الملک بن دداس کو مصر و قاہرہ اور اوس کے بلاد متعلقہ کا حاکم و قاضی مقرر کیا یہہ واقعہ بائیسوین جمادی الثانی کا ہے پہر بقصد جہاد مصر سے نکلکر رملہ و عسقلان کیطرف گیا اور اسکندریہ کی شہر پناہ بننے کا حکم دیا ابن ابی طے لکہتا ہے کہ اسی مہینہ مین صلاح الدین نے خلیفہ عاضد کے قصر خلافت پر قبضہ کر کے اپنے خادم قراقوش کو اسپر مقرر کیا اور شعار اسماعیلیہ کے متغیر کرنے اور اذان مین حی علی خیر العمل کے نہ کہنے کا حکم دیا اور اسی وقت سے خطبہ عباسیہ کی تمہید شروع کر دی۔

مصر مین بنی عباسیہ کا خطبہ

سنہ ۵۶۷ھ (مطابق سنہ ۱۱۷۱ع) کے پہلے جمعہ مین صلاح الدین نے بنی عباس کا خطبہ مصر مین پڑہوایا اور دوسرے جمعہ مین ان کے نام کا خطبہ قاہرہ مین پڑہا گیا اور اسیوقت سے خلفاء مصر کا ذکر منقطع ہو گیا ان کی دولت و حکومت کا زمانہ منقضی ہو گیا اور خلیفہ عاضد نے یوم عاشوراء کو انتقال کیا عماد کاتب نے اس واقعہ کو سنہ ۵۷۲ھ کے اخبار مین لکہا ہے اور یہہ لکہا ہے کہ جس نے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۸) اور دلیل واضح ہے جسکو ہم نے ظاہر کیا اور قاعدہ مضبوط ہے جسکو ہم نے اجرا کیا اور فایدہ مغتنمہ ہے جسکا ہمنے افادہ کیا ہے۔

پہلے مصر مین بنی عباس کا خطبہ پڑہا ہے وہ ابو عبد اللہ محمد بن المحسن بن الحسین بن ابی المضا بعلبکی تہا۔ ابن الدبیثی نے بہی اپنی تاریخ مین ایسا ہی ذکر کیا ہے اور قاضی فاضل نے جو خط وزیر بغداد کو لکہا ہے اس مین بہی یہہ تذکرہ ہے۔ ابن اثیر لکہتا ہے کہ جسوقت صلاح الدین کے قدم حکومت مصر پر جم گئے اور مخالفین رفع و دفع ہو گئے اور خلیفہ عاضد کی حکومت ضعیف ہو گئی اور عساکر مصریہ کا نام و نشان تک نہ رہگیا تب نور الدین محمود نے صلاح الدین کو خطبہ علویہ کے موقوف کرنے اور خطبہ عباسیہ کے پڑہے جانیکا حکم دیا صلاح الدین نے بالفعل بخیال فساد و بلوائے اہل مصر تعمیل حکم سے معافی چاہی لیکن نور الدین نے اس کے عذر و معذرت پر مطلق خیال نہ کیا۔ اور اسکو خطبہ علویہ کے منقطع کرنے اور اقامت دعوت عباسیہ پر مجبور کیا اسی اثنا مین خلیفہ عاضد بیمار ہو گیا صلاح الدین اپنے امرا دولت سے اس بابت مشورہ کیا بعضون نے اقامت خطبہ عباسیہ سے اتفاق کیا اور بعضون نے فتنہ و فساد کے خوف سے اختلاف کیا اور ساتہہ ہی اس کے نور الدین محمود کے عدم امتثال امر کو بہی اپنے امکان سے باہر بیان کیا۔ اسی صلاح و مشورے مین جمعہ کا دن آگیا کسی کی یہہ ہمت نہ پڑتی تہی کہ ممبر پر چڑہ کر بجائے خلیفہ مصر کے خلیفہ بغداد کا خطبہ پڑہ دے اتفاق سے ایک عجمی شخص آگیا جو امیر عالم کے لقب سے مشہور تہا اور اسکو ہم نے موصل مین دیکہا تہا جب اس نے ان لوگونکے اس پس و پیش کو دیکہا تب اس نے کہڑے ہو کر کہا ،،یہہ میرا کام ہے مین خطبہ مین خلیفہ بغداد کا نام پڑہون گا،، لوگ یہہ سنکر خاموش ہو رہے پس جسوقت جمعہ کا وقت آیا تو کمال دلیری سے خطیب کے پہلے ممبر پر چڑہ گیا اور بعد حمد و نعت کے خلیفہ بغداد المستضی بامر اللہ کے لئے دعا کی مصریون مین سے کسی نے سانس تک نہ لیا اور نہ کسی نے دم مارا پہر کیا تہا دوسرے جمعہ مین صلاح الدین نے کل خطباء

مصر و قاہرہ کو خطبہ علویہ کے منقطع کرنے اور خطبہ عباسیہ کے پڑہے جانے کا حکم دیدیا۔ اس کے دو ایک روز کے بعد خلیفہ عاضد مر گیا صلاح الدین اکثر کہا کرتا تہا کہ اگر مین یہہ جانتا ہوتا کہ خلیفہ عاضد کا زمانۂ حیات اب نہایت کم باقی رہ گیا ہے تو مین اس کے خطبہ منقطع کرنے مین عجلت نہ کرتا ابن ابی طے لکہتا ہے کہ پہلے جمعہ کو خطبہ مین کسیکا نام نہین لیا گیا صرف آیمہ مہدئین اور سلطان الملک الناصر کے لئے دعاء کی گئی اور دوسرے جمعہ مین قبل القطاع خطبہ علویہ و اقامت خطبہ عباسیہ خلیفہ عاضد مر گیا لیکن اس کے خلاف قاضی فاضل جو سلطان کا ندیم تہا وہ لکہتا ہے کہ خلیفہ عاضد کا انتقال یوم عاشورا کو ہوا ہے اور اُسکا خطبہ اس سے دو دن پیشتر منقطع کر دیا گیا تہا علاوہ اس کے خود سلطان صلاح الدین کا قول اس بیان کی شہادت دیتا ہے جسکو ہم نے اوپر بیان کیا بعضون نے لکہا ہے کہ جب اسکی اطلاع خلیفہ عاضد کو ہوئی تو اس نے اسقدر رنج و فکر کیا کہ اس صدمہ سے اس کے دوسرے روز مر گیا اور بعضون نے لکہا ہے کہ اس نے یہہ سُنکر زہر کہا لیا واللہ اعلم بہر کیف خلیفہ عاضد کے حالت حیات مین اسکا خطبہ منقطع ہو کر خلیفہ بغداد کا خطبہ پڑہا گیا جیسا کہ ہمنے بیان کیا۔

اس واقعہ کو نور الدین محمود نے سُنکر بہت بڑی خوشی منائی تمام اپنے ممالک محروسہ کے نوابین اور گورنرون کو اس بشارت سے مطلع کیا اور شہاب الدین ابو المعالی مطہر بن شیخ شرف الدین ابی عصرون کو دربار خلافت بغداد کے طرف اس خوشخبری کے سُنانیکو روانہ کیا اور ایک طول طویل فرمان مشعر بشارت اقامت خطبہ عباسیہ و انقطاع خطبہ خلفاء عبیدیہ لکہہ کر مرحمت کیا جسکو شہاب الدین موصوف ہر شہر و مقام پر لوگون کو جمع کرکے سناتا جاتا تہا تا آنکہ بغداد کے قریب پہونچا دربار خلافت سے بڑے بڑے معزز عہدہ دار اس کے استقبال کو شہر سے

باہر آئے دربار خلافت مین خود خلیفہ نے کہڑے ہوکر اس خوشخبری کو سُنا اور قیمتی قیمتی خلعتین۔ تلوارین۔ گہوڑے۔ نورالدین وصلاح الدین کو اور نیز خطباء وقضاۃ و علماء کو بہیجے شعراء نے تہنیت کے قصائد لکہے عماد کاتب لکہتا ہے کہ مجہکو سلطان نورالدین نے حکم دیا تہا کہ مین ایک بشارت عامہ لکہہ کر قاصدون کو روانہ کرون جو تمام ممالک اسلامیہ مین پڑہی جائے اور ایک نامہ تہنیت خاص دربار خلافت کو روانہ کرون جو خلیفۃ المسلمین کے روبرو پڑہا جائے پہر اس کے بعد وہ فرامین کا ذکر کرتا ہے اور لکہتا ہے کہ مین نے ایک قصیدہ بہی اس تہنیت مین لکہا تہا جسکا مطلع یہہ تہا

قد خطبنا للمستضیٔ بمصر + نایب المصطفے ٢ امام العصر +

اس کے صلہ مین نورالدین نے مجہکو پانچہزار دینار اور سات خلعتین مرحمت فرمایا تہا اور دربار خلافت سے اس بشارت کے جواب مین عماد الدین بن صندل معتمد ایوان خلافت خلعت وانعام اور عباسی نشان اور دو تلوارین مرصع لیکر آیا تہا نورالدین دمشق سے میدان الاخضر تک اس خلعت وانعامات کے لینے کو آیا اور دربار مین ایک ممبر رکہوا کر موفق بن قیسرانی سے منشور خلافت پڑہوایا صلاح الدین کو وہ خلعت جو دربار خلافت سے آئی تہی اور بہت سا اپنی طرف سے اضافہ کرکے مصر کو روانہ کیا یہہ بنی عباسیہ کا پہلا نشان تہا جو بعد دوسو اسی ٢٨٠ برس کے مصر مین داخل ہوا۔

صلاح الدین نے اقامت خطبہ عباسیہ کے بعد عاضد کے قصر خلافت پر قبضہ کرلیا جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب جو تہے اونکو اپنے امراء اور خاندان والون پر تقسیم کردیا اور اس مین سے جو بہت زیادہ قیمتی جواہر تہے اُن کو نورالدین کے پاس تحفۃً روانہ کئے ان سب چیزون کی تفصیل صاحب کتاب الروضتین نے لکہی ہے۔

فتح عرفہ

ابن اثیر نے لکہا ہے کہ اسی سنہ مین عیسائیون نے نورالدین محمود کو

اندرونی معاملات ملکی مین مصروف دیکھہ کر مسلمانان تجار کی دو کشتیان لاذقیہ کے قریب گرفتار کرلین جو مصر سے شام کو جارہی ہتین اور مسلمانون کو قید کر دیا حالانکہ اندلون ان سے اور سلطان نورالدین سے مصالحت ہتی لیکن عیسائی امرا نے اپنی عادت قدیم کے موافق موقع پاکر بدعہدی کی۔ سلطان نورالدین نے قطع حجت کیلئے کشتیون کے واپس کرنے کو لکھا عیسائیون نے حیلہ[۱] وحوالہ سے ٹالدیا تب نورالدین محمود نے برہم ہو کر عساکر شام وموصل وجزیرہ کو جمع کیا اور اس کے چند حصے کئے ایک حصہ کو انطاکیہ کے طرف روانہ کیا اور ایک حصہ کو طرابلس کے جانب بہیجا اور ایک حصہ کو قلعہ صافیثا وعریمہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود ایک دستہ فوج لئے ہوئے ربضہ کو ویران وخراب کرتے ہوئے قلعہ عرقہ پر جا پہونچا اور اسکا چارون طرف سے محاصرہ کرکے موقع موقع سے منجنیقین نصب کردین اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کردی اس اثنا مین اس کے لشکر کا وہ حصہ جو قلعہ صافیثا وعریمہ کیطرف گیا تہا اسکو فتح کرکے مال غنیمت لئے ہوئے آپہونچا اور سلطان نورالدین کے ساتہ ہوکر قلعہ عرقہ کے فتح کرنے مین مشغول ہو گیا چار روز کے بعد محصور عیسائی اپنی جان اور مال پر جسقدر وہ اوٹہا سکین امن لیکر نکل گئے اور قلعہ کو مسلمانون کے سپرد کر دیا۔ نورالدین محمود نے اس کامیابی کے بعد ایک ہفتہ تک عرقہ مین قیام کیا بعد ازان یہان سے کوچ کرکے قتل وغارت وویران کرتا ہوا طرابلس کے قریب جا پہونچا عیسائیون نے دو دو طرف سے لڑائی چہڑی ہوئی دیکھہ کر پیام صلح بہیجنا شروع کیا تا آنکہ ان

---

[۱] عماد کاتب نے لکھا ہے کہ چونکہ صلحنامہ مین یہہ شرط تہی کہ جو کشتی ڈوب جائے یا ایسی ٹوٹ جائے جو ڈوبنے کے قریب ہو تو اسکو عیسائی لیلینگے اسوجہ سے نورالدین کے جواب مین عیسائیون نے لکھا تہا کہ کشتیان نیچے سے ٹوٹی ہوئی ہتین اور انمین پانی بہر آیا تہا لیکن نورالدین انکے مغالطہ کو تاڑ گیا اور لشکر کو جمع کرکے حملہ کر دیا۔

دونون کشتیون کو معہ ان کے مال واسباب کے واپس کرنے پر پہر مصالحت ہوگئی اور ایک جدید عہد نامہ لکہا گیا جسپر فریقین کے وکلا نے دستخط کئے اور بغرض اعلان مقامات مشہورہ پر چسپان کر دیا گیا۔

نورالدین اور صلاح الدین

اسی سنہ مین نورالدین محمود کا صلاح الدین یوسف سے ناراض ہونے کا واقعہ ضرور گزرا ہے عماد کاتب اسکی وجہ یہہ ظاہر کرتا ہے کہ نورالدین نے صلاح الدین کو کرک وشوبک پر مصر کے طرف سے فوج جمع کرکے حملہ کرنے کو لکہا تہا اور خود دوسرے طرف سے حملہ کرنے کو تیار ہو رہا تہا۔ چنانچہ صلاح الدین نے پہلے تو اپنی آمادگی ظاہر کی لیکن اتفاق کچہہ ایسا پیش آیا کہ صلاح الدین مصر سے بقصد کرک نکلکر نصف ربیع الاول کو پہر واپس آیا اور ایک معذرت نامہ لکہہ بہیجا ابن اثیر نے لکہا ہے کہ صلاح الدین کا یہہ معذرت نامہ نورالدین کے پاس اُس وقت پہونچا ہے جبکہ وہ کرک تک پہونچگیا تہا نورالدین کو اس سے سخت صدمہ ہوا اور اسی وجہ سے اس نے بعض مورخین کے قول کے مطابق مصر کے لیلینے اور صلاح الدین کے معزول کردینے کا ارادہ کرلیا تہا اور شاید اسی وجہ سے وہ فوجین بہی مجتمع کر رہا تہا لیکن میرے نزدیک نورالدین محمود کا عساکر کو مرتب اور جمع کرنا مصر کے خیال سے نہ تہا بلکہ اس کے دماغ مین بیت المقدس کی فتح کی ہوا سمائی ہوئی تہی اور اس نے اسی غرض سے مصر پر قبضہ حاصل کرکے اسکو اپنے ممالک محروسہ مین داخل کرلیا تہا اور رفتہ رفتہ کل بلاد پر جو فتح بیت المقدس مین رُوک ٹوک کرسکتے تہے قبضہ کرتا جاتا تہا۔ اس نے بیت المقدس کیلئے ایک ممبر حلب و دمشق کے نامی نامی صناعون سے کئی ہزار دینار خرچ کرکے بنوایا تہا جسکو اس کے ہونہار نائب صلاح الدین نے بعد فتح بیت المقدس حلب سے منگواکر بیت المقدس مین رکہولیا اور اس کے تمام عمر کی آرزو اسطرح پوری کی اور اسکی محنتون اور

کوششون کی یون داد دی اور بفرض تقدیر اگر واقعہ بالا سے نورالدین کو صلاح الدین سے ناراضی یا کشیدگی کا موقع ملگیا تہا یا اس نے اپنے دل مین صلاح الدین کو معزول کرکے مصر پر قبضہ کرلینے کا قصد کرلیا تہا تو بہی حق بجانب تہا اور یہہ خیال قایم کرلینا اسکا ایک منصبی فرض تہا وہ ممالک اسلامیہ کی توسیع اور بیت المقدس کی فتح اور عیسائیونکو ساحل و شام سے نکال دینے پر جان دے رہا تہا صلاح الدین اسکا ساختہ پرداختہ اور اس کے آغوش مرحمت کا پروردہ تہا کرک و شوبک پر حملہ کرنے کا اقرار کرکے اور اس قصد سے مصر سے نکل کے پہر واپس چلے جانے کی کوئی وجہ نہتی گو اسکی واپسی کسی خیال سے ہو لیکن نورالدین کو اس موقع پر بدگمان یا ناراض ہونے کی اجازت ہوسکتی ہے اور اسکی ناراضی ایک حد تک بجا تہی پہر جب یہہ خبر مصر مین پہونچی تو صلاح الدین نے اپنے اراکین دولت کو جمع کرکے بیان کیا کہ "نورالدین محمود مصر پر قبضہ کرنیوالا ہے ہمکو ایسی حالت مین کیا کرنا چاہیئے" کسی نے اسکا کچہہ جواب نہ دیا اتنے مین صلاح الدین کا بہتیجا تقی الدین عمر بول اوٹہا کہ اگر نورالدین نے مصر کے طرف رُخ کیا تو ہم اس سے مقابلہ کرین گے اور اوسکو بزور شمشیر مصر مین نہ گہسنے دین گے" اس رائے سے صلاح الدین کے اعزہ و اقارب نے بہی اتفاق ظاہر کیا لیکن نجم الدین ایوب (صلاح الدین کا باپ) اوٹہہ کہڑا ہوا اور تقی الدین عمر کو سخت ملامت کی اور اسکی راے کی تائید کرنے والون کو بہلا بُرا کہا اور صلاح الدین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "مین تیرا باپ ہون اور یہہ شہاب الدین تیرا ماموں ہے کیا تو یہہ جانتا ہے کہ یہہ سب تیرے دوست ہین اور تیری ویسا ہی بہلائی چاہتے ہین جیسا کہ ہم چاہتے ہین بخدا لازا ہملوگ اگر نورالدین کو آتے ہوئے دیکہین گے تو پیادہ پا ہو کر اسکی زمین بوسی کرین گے کسیکو اس کے مقابلہ کی مجال نہوگی وہ ہمارا بادشاہ ہے ہم اوس کے خدّام ہین اگر وہ ہم سے تیرا سر مانگے گا تو ہم ایک لمحہ بہی تامل نکرینگے فوراً تیرا سر کاٹ کر اوس کے

پاس بہیجدینگے پس جب ہمارا یہہ خیال ہے تو اورونپر تو کیا بہروسہ کرتا ہے یہہ جتنے تیرے رؤسا و امراء لشکر اسوقت بانکے ترچہے دکہائی دیتے ہین نورالدین کو دیکہکر ایک بہی زین پر نہ بیٹہے رہین گے سب کے سب وسکو دیکہتے ہی اس کے پاؤن پر گر پڑین گے یہہ کل بلاد اسی کے ہین اسی نے تجہکو یہان مقرر کیا ہے اگر وہ تجہے معزول کیا چاہتا ہے تو فوج کشی کی تکلیف کی کیا ضرورت ہے وہ ایک حکم بہیجدے تو تو فوراً جسکو وہ کہے مصر سپرد کرکے اسکی خدمت مین چلا جا وہ ہم سب کا آقا ہے اور ہم غلام ہین" اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوگیا جب سب لوگ چلے گئے تو نجم الدین ایوب نے صلاح الدین سے کہا سر مجلس نورالدین کی مخالفت کرنا بہت حماقت کی بات ہے تو اس کے مزاج سے واقف نہین ہے اور نہ ان لوگون کو پہچانتا ہے اگر یہہ لوگ تیری مخالفت کا حال لکہہ بہیجتے تو نورالدین بہڑک اوٹہتا اور وہ کل کامونکو چہوڑ کر تیرے پیچہے پڑ جاتا اب یہہ لوگ ہماری تابعداری و اطاعت کی کیفیت تحریر کرین گے تو وہ راضی ہو جائیگا بہتر ہو گا کہ تو خود اس مضمون کی عرضداشت نورالدین محمود کے پاس لکہہ کر روانہ کر دے چنانچہ صلاح الدین نے ایسا ہی کیا نورالدین محمود کا دل اس سے صاف ہوگیا وہ ناراضی جو کرک پر حملہ نہ کرنے سے پیدا ہوگئی تہی جاتی رہی اور صلاح الدین نے بہی جب تک نورالدین زندہ رہا اسکی اطاعت و فرمانبرداری سے قدم باہر نہ نکالا اور اس حد تک اس کے حکم کی تعمیل کی کہ اس کے مرنے کے بعد بیت المقدس کو فتح کرکے اس کے دل اور آنکہون کو ٹہنڈا کیا اور اسکی حالت حیات مین بہی اپنے فتوحات کو برابر بڑہاتا اور عیسائیون کے پرجوش آتش جنگ کو اپنے آب تیغ سے سرد کرتا رہا جنکے بیان کرنیکا[لہ] یہہ محل نہین ہے۔

[لہ] مینے اس کے فتوحات وغزوات کو تفصیل کے ساتہہ خود اسکی سوانح عمری مین بیان کردیا ہے مولف

کبوترونکی ڈاک

چونکہ نورالدین محمود کی حکومت ایران کے مشرق سے نوبہ کی سرحد تک پہیلی ہوئی تہی مصر اور شام کے بندرگاہ جو بحر روم کے شرقی و جنوبی ساحل پر واقعہ تہے اون سب پر اسی کے پہریرے کامیابی کے ہوا مین اوڑ رہے تہے اور ان ممالک مین اسی کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تہا اور ان پر آئے دن سلاطین یورپ کی فوجین اور مذہبی لڑائی لڑنے والے حملہ آور ہوتے تہے اور نورالدین محمود کے ممالک محروسہ مین قتل و غارت کا سیلاب بہا کر چلے جاتے تہے اس سے پہلے کہ ان کے حملہ کی خبر ہو اور انکی مدافعت کے لئے سرحد پر فوجکشی کیجائے اسی وجہ سے ۵۶۷ھ مذکور مین سلاطین اسلام مین شاید سب سے پہلے اس نے کبوترون کے ذریعہ سے خبر رسانی کا انتظام کیا جو موصل مین مناسیب کے نام سے مشہور ہین اور اس طریقہ سے اپنے وسیع قلمرو کو عیسائی مجاہدین کے حملون سے محفوظ رکہا۔ اس نے اپنے تمام ممالک محروسہ مین جابجا چوکیان مقرر کر دین تہین اور کبوترون کے اوترنے کے لئے اونچے اونچے منارہ بنا دیئے تہے اخبار نویس کو حکم تہا کہ جب کوئی غنیم حملہ آور ہو یا کوئی ضروری و اہم واقعہ پیش آئے تو فوراً ایک کاغذ پر اُس کو لکھہ کے کبوتر کے بازو مین باندہ کے کبوتر چہوڑ دے کبوتر نہایت تیزی سے اُوڑتا ہوا سیدہا اگلی چوکی پر پہونچ جاتا تہا اور اس چوکی کا نگہبان اُس کے بازو سے کاغذ کا پُرزہ کہولکر دوسرے کبوتر کے بازو مین باندہ دیتا تہا اسی طرح رفتہ رفتہ نہایت سرعت سے نورالدین محمود تک جہان پر ہوتا خبر پہونچ جاتی تہی۔ اور اس سے پہلے کہ غنیم اس کے کسی قلعہ یا بندرگاہ پر حملہ آور ہو نورالدین محمود کی فوج جو مقام حملہ سے قریب ہوتی تہی اسکا حکم پا کر مقابلہ پر پہونچ جاتی تہی اور اکثر یہہ ہوتا تہا کہ حالت غفلت مین غنیم پر حملہ کر کے اس کو پسپا کر دیتی تہی۔ اس عجیب و غریب تار برقی کا یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ نورالدین کے

نورالدین [illegible] ختم

تمام ممالک محروسہ عیسائی مجاہدین کے دستبرد سے محفوظ ہوگئے اور عام وخاص کے دلون پر اسکی حکومت وسیاست کا سکہ بیٹہہ گیا اسکا دستور تہا کہ جب کبوتر فضاء آسمان سے محل شاہی یا اس کے کیمپ کے منارہ پر اوترتا تہا فوراً یہہ خود اپنے ہاتہہ سے خبر کے کاغذ کو کہولتا اور پڑہتا تہا اس قاعدہ کی پابندی اِس حد تک کیجاتی تہی کہ اگر اس کے سامنے خاصہ چنا ہوتا یا یہہ بستر خواب پر ہوتا تہا تو بہی اُسکو اطلاع دیجاتی تہی سُو کر اوٹہنے یا کہانا کہا لینے کا انتظار نہ کیا جاتا تہا حسن المحاضرہ مین لکہا ہے کہ خبر ایک خاص قسم کے کاغذ پر لکہی جاتی تہی جو ورق الطیر کے نام سے مشہور تہا اور یہہ پانی سے بہیگتا وخراب نہوتا تہا خبر لکہنے مین اختصار کا بہت لحاظ ہوتا تہا کاغذ مین حاشیہ نہ چہوڑا جاتا تہا عام طور سے خبر کے اول مین بسم اللہ بہی نہ لکہتے تہے صرف اوس کے ہندسہ لکہنے پر اکتفا کرتے تہے اور آخر مین تفاولاً حسبنا اللہ ونعم الوکیل ضرور لکہہ دیتے مخاطب کے لیے لمبے چوڑے القاب اور تعریفی الفاظ مین نہین لکہتے تہے کبہی ایسا بہی ہوتا کہ خبر طویل ہونے کی وجہ سے دو دو کبوتر ایک ساتہہ چہوڑے جاتے تہے اور ایک کا دوسرے مین حوالہ دیا جاتا تہا۔ قاضی محی الدین ابن عبد الظاہر نے ایک مستقل کتاب لکہی ہے جس مین کبوترون کے حال وخصایل ونسب اور پیام نویسی اور اون کے ذریعہ خبر بہیجنے کے طریقے اور اون کے متعلق بہت سے دلچسپ واقعات تحریر کئے ہین قاضی فاضل نے نامہ بر کبوترون کو ملایکۃ الملوک۔ انبیاء الطیر کے لقب سے ملقب کیا ہے اور عماد کاتب نے اپنی تصنیفات مین انکی بہت بڑی تعریف لکہی ہے۔

نور الدین محمود کی یہہ قابل قدر ایجاد اور ایک کار آمد یادگار مصر وشام مین تقریباً دوسو برس تک جاری وقایم رہی ابن فضل اللہ دمشقی نے جو خلیفہ حاکم بامر اللہ کے دربار خلافت مین تہا اور جس نے سنہ ۷۴۹ھ مین انتقال کیا ہے

التعریف بالمصطلح الشرف مین تحریر کیا ہے کہ اگرچہ میرے زمانہ مین جنوبی مصر اور ملک نوبہ کے سرحد پر قوس و اسوان و عیذاب تک کبوترون کی ڈاک بند ہوگئی ہے جو اس سے پہلے جاری تہی لیکن شام و مصر مین اسوقت تک ان بہولی صورت ولے مگر ہوشیار اور وفادار نامہ برون کی ڈاک جاری ہے اور ان کے ڈاک کی بہت سی منزلین آباد ہین اس کے بعد اس نے اپنے زمانہ کے بلاد مصر و شام کی موجودہ منزلین گنوائی ہین جنکو ہم مانحن فیہ سے خارج سمجھکر نہین ذکر کرتے۔

عیسائیونکی پیشقدمی

عماد کاتب لکھتا ہے کہ ۵۶۸ھ (مطابق ۱۱۷۲ء) مین عیسائیون نے پہر چہیڑ چہاڑ شروع کی روم کا شاہزادہ ایک فوج کثیر لیے ہوئے رواد (اطراف حوران) پر قتل و غارت کرتا ہوا قریہ سمسکین مین آ اوترا نورالدین محمود اندنون کسوہ مین تہا اوس نے یہہ سُنکر فوراً اپنی فوج کو مرتب کرکے اس کے مقابلہ پر بڑہنے کا حکم دیا عیسائی سردار اس کے کوچ کی خبر سُنکر سمسکین سے فوار کے طرف گیا پہر جب وہان بہی اسکی خایف طبیعت نے قدم جماکر لڑنے کی اجازت نہ دی تو سواد ہوتا ہوا اشلالہ مین جا پہونچا اور نورالدین محمود نے اس کے چلے جانے سے عشترا مین ڈیرہ ڈالدیا اور اس مقام سے چند دستہ فوج اطراف طبریہ کیطرف روانہ کیے جنہون نے بحالت غفلت اطراف طبریہ پر شبخون مارا اور وہان سے بہت سا مال غنیمت لیکر واپس ہوئے اثنار راہ مین مقام مخاصہ پر انہین عیسائی مجاہدین سے مڈبہیر ہوگئی جسکی جلوگری کو خود سلطان آیا ہوا تہا چہہ گہنٹہ کامل لڑائی ہوتی رہی جب عیسائیون نے اپنے کو اُن سے عہدہ برا ہوتا نہ دیکہا تب مجبور ہوکر عساکر اسلامیہ کے نکل جانے کا رستہ دیدیا۔ نورالدین محمود اس دستہ فوج کے واپس آنیکے بعد عشترا سے زرا مین چلا آیا عماد کاتب کہتا ہے کہ مین اس واقعہ مین سلطان نورالدین محمود کے ہمراہ رکاب تہا اس نے مجہہ سے اس واقعہ کے نظم کرنے کو کہا پس

ین نے فی البدیہ ایک قصیدہ پڑہ دیا جس مین اس واقعہ کا تفصیلی ماجرا اور اون امراء کا بہی ذکر ہے جو نورالدین کے ہمراہ تہے۔ صاحب کتاب الروضتین نے اس قصیدہ کی چند بیتین لکہی ہین جسکا مطلع یہہ ہے"۔

عقدت بنصرك راية الايمان } تیرے مدد سے لوائے ایمان کہڑا ہو۔
وبدت بعصرك آية الاحسان } اور تیرے زمانہ سے احسان کی نشانی ظاہر ہوئی

نورالدین اور قلیج ارسلان

نورالدین محمود کی یہہ عادت تہی کہ وہ ہمیشہ عیسائی سلاطین وامراء سے دست بدست لڑتا رہتا تہا اور اون کے پنجۂ ظلم سے ممالک شام کو نکالتا جاتا اور فتح بیت المقدس کا رستہ صاف کرتا جاتا تہا۔ اسلامی حکومتون پر کبہی اس نے بلا ضرورت فوجکشی نہین کی اور نہ اس نے اسکو پسند کیا ہے کہ مسلمانون کے قبضہ سے ملک کو نکالکر اپنے فتوحات کا دایرہ وسیع کیا جائے مگر ایسی حالتمین جبکہ اسپر عیسائیون کے استیلا کا اندیشہ ہوتا جیسا کہ قبضۂ مصر و دمشق کے واقعات تحریر کئے گئے یا امراء اسلام عیسائیون سے جنگ کرنے مین تاخیر کرتے اور ان کے بلاد اس کے سلسلہ فتوحات کے سد راہ ہوتے۔ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ سنہ ۵۶۸ھ (مطابق سنہ ۱۱۷۲ء) مین نورالدین نے مقبوضات ملک عزالدین قلیج ارسلان بن مسعود بن قلیج ارسلان سلجوقی کیطرف توجہ کیا اسوجہ سے کہ قلیج ارسلان نے ذوالنون بن دانشمند والی ملطیہ وسیواس وغیرہ سے جبرًا اس کے مقبوضات کو چہین کر اسکو نکالدیا تہا ذوالنون نورالدین محمود کے پاس قلیج ارسلان کے ظلم وزیادتی کی شکایت و فریاد لیگیا نورالدین محمود نے اسکو اپنے ظل عنایت مین پناہ دیا۔ نہایت عزت واحترام سے ٹہیرایا اور قلیج ارسلان سے ذوالنون کے بلاد واپس کردینے کے بابت تحریک وسفارش کی لیکن قلیج ارسلان نے بجائے واپس کرنے کے نورالدین محمود کے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اس کے قاصد کو بلا کسی جواب کے کمال بے توقیری سے

واپس کیا جس سے اسکا جوش انتقام بہڑک اوٹہا اور وہ ذوالنون کو ہمراہ لئے ہوئے قلیج ارسلان کیطرف بڑہا۔ کیسون۔ بہنسی۔ مرعش۔ مرزبان فتح کرتا ہوا سیواس کے سرحد پر پہونچکر اپنا پڑاو ڈال دیا اور اپنے لشکر کے ایک حصہ کو سیواس پر قبضہ کرنیکو روانہ کیا جس نے نہایت آسانی سے اُسپر بہی قبضہ کرلیا اور جو قلعہ ان بلاد کے مابین واقعہ تہے اون کو بہی اپنے قبضہ مین لیلیا قلیج ارسلان گہبراکر اطراف سیواس سے وسط شام مین چلا گیا اور وہان سے ایک درخواست متضمن بمعافی تقصیر و مصالحت نورالدین محمود کے خدمت مین بہیجی نورالدین محمود نے بجواب اس کے چند شرایط پیش کئے ازانجملہ ایک شرط یہہ تہی کہ تو میرے قاصد کے سامنے تجدید اسلام کرتا کہ مین تجہکو تیرے مقبوضات پر بدستور قایم رکہون کیونکہ تو میرے نزدیک مومن نہین ہے تیرا اعتقاد و مذہب فلسفیانہ ہے اور تو کئی مرتبہ متہم بالزندقہ ہوچکا ہے دوسرے یہہ تہی کہ جب مین جہاد کے لئے تیری فوج طلب کرون تو تُو بلا تامل بہیجدیا کرے تو نے اکثر بلاد اسلام مسلمانون کو دبا دبا کر قبضہ کرلیا ہے اور عیسائیون سے صلح کرکے ان پر جہاد کرنا چہوڑ دیا ہے پس تو اپنی فوج میرے پاس بہیجدیا کر تا کہ مین عیسائیون سے مجاہدہ کرون و یا تو خود اُن عیسائیون پر جہاد کرتا رہ تو تیرے سرحد پر ہین تیسرے یہہ بہی کہ ذوالنون دانشمند کے جو بلاد تیرے قبضہ مین ہین معہ اوس کے محاصل کے واپس کر۔ قلیج ارسلان نے ان سب شرایط کو منظور کرلئے باہم مصالحت ہوگئی نورالدین محمود نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو فخرالدین عبدالمسیح کے ساتہہ ذوالنون کے پاس سیواس مین چہوڑا اور خود دمشق کے طرف واپس آیا اور مذہب شافعیہ کے ایک بہت بڑے مدرسہ کی بنا ڈالی فقیہہ قطب الدین نیشاپوری کو مدرسہ حلب کا مدرس اعلی مقرر کیا۔ عماد کاتب

لکھتا ہے کہ اسی زمانہ مین ملیح بن لاون سپہ سالار بلاد ارمن رومیون کے بیس نامی نامی افسر نکو معہ مال غنیمت لئے ہوئے نورالدین کے خدمت مین آیا اس نے قاضی کمال الدین شہرزوری کو قیدیون اور تحایف کے ساتھہ دربار خلافت مین روانہ کیا اور ایک عرضداشت اپنے قلم خاص سے لکھی جسکے آخری فقرہ کا یہہ مضمون تہا۔ "مین اللہ تعالی سے اس امر کی توفیق چاہتا ہون کہ میرے منتہاے مقصد تک پہونچادے اور مسجد اقصی کے پر نور صحن کو صلیب پوجنے والون سے پاک کردے اور فتح بیت المقدس کو میرے فتوحات کا دروازہ اور اسکو میرے کل جد و جہد کا آخری نتیجہ بنائے اور کل بلاد ساحل سے عیسائیون کو نکالکر مسلمانون کے قبضہ مین دیدے" عماد نے اس عرضداشت کے ساتھہ ایک قصیدہ خلیفہ بغداد کے پاس بہیجا تہا اور ایک نورالدین محمود کی مدح مین لکھا تہا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود نے اس عرضداشت مین صریفین و درب ہرون اپنے قدیمی جاگیر واپس ملنے کی درخواست کی ہتی اور کچھہ زمین شط دجلہ پر مدرسہ شافعیہ بنوانے کے لئے مانگا تہا۔

ان واقعات کے بعد شمس الدولہ تورانشاہ (صلاح الدین کے بڑے بہائی) نے نوبہ و یمن کو فتح کیا مسجدونمین ممبرونپر خلیفہ کے نام کے ساتھہ نورالدین محمود کا نام پڑھا گیا اسی کے نام کا سکہ تمام ممالک مقبوضہ صلاح الدین مین رایج ہوا صلاح الدین کو وزارت مصر پر متمکن ہوئے اسوقت تک تقریباً پانچ برس سے کچھہ زاید ہوچکے تھے اور اس نے دربار نوریہ مین سواے ہدایا و تحایف کے کوئی باضابطہ حساب و کتاب مرتب کرکے نہین بہیجا لیکن نورالدین محمود کو یہہ کب گوارا ہوسکتا تہا کہ وہ انتظامات اندرونی ملکی سے غافل ہوکر عیش و آرام مین خود پسند امراء کیطرح منہمک ہوجاتا اور اپنے امراء اور گورنرون سے حساب و کتاب

طلب نہ کرتا یا اُسکے نگرانی مین کسی قسم کی کوتاہی کرتا وہ اپنی زندگی کے پورے حصہ کو عام رعایا اور مسلمانون کی اصلاح مین صرف کر رہا تہا۔ اسنے ۵۶۹ھ مین موفق بن قیسرانی کو اپنا ایک خط خاص دیکر صلاح الدین کے پاس مصر کیطرف روانہ کیا اور اس سے پنج سالہ حساب طلب کیا۔ صلاح الدین نے حساب تیار رکہے جانے کا حکم دیا اور بعد تیار ہونے کے ابن قیسرانی کو تفصیل وار لشکر کی تعداد۔ انکی تنخواہین۔ امرا و عمال کی جاگیرین محاصل ملک و مصارف مساجد و مدارس و اوقاف کی جدا جدا فہرستین مرتب کرکے سمجہا یا اور بہت سے قیمتی قیمتی تحایف و ہدایا دیکر رخصت کیا جسکی فہرست صاحب کتاب الروضتین اور ابن ابی طے نے لکہی ہے مگر اتفاق سے یہہ چیزین نورالدین تک نہ پہونچنے پائے تہین کہ اوسکا انتقال ہوگیا اسکا سب سے آخری انتظام یہی تہا اسی پر اسکا خاتمہ ہوا۔

انتقال

عماد کاتب نے لکہا ہے کہ عید الفطر ۵۶۹ھ کو نورالدین محمود نے حسب عادت قدیمہ غسل کیا۔ کپڑے بدلے مستحقین کو صدقات و خیرات دیکر صحیح وسالم اپنی محافظ فوج کو لئے ہوئے میدان قبلی اخضر مین نماز پڑہنے کو گیے قاضی شمس الدین محمد بن المقدم قاضی عساکر نوریہ نے نماز پڑہائی خطبہ پڑہا عید کے دوسرے دن (یوم دوشنبہ) اپنے امرا کے ساتہہ سوار ہوکر میدان اخضر مین گیا تہوڑی دیر تک چوگان کہیلتا رہا باتون باتون امیر ہمام الدین مودود سالار نوریہ حلب نے کہا "یہہ معلوم نہین ہے کہ آج کیطرح سال آیندہ بہی ہملوگ اس میدان مین جمع ہون گے یا نہین؟" نورالدین نے مسکرا کر جواب دیا دو سال بہر کی میعاد بہت بڑی ہوتی ہے یہہ نہ کہو کہ بعد ایک مہینہ کے یہان ہم سب لوگ مجتمع ہوسکین گے یا نہین؟" اتفاق کچہہ ایسا پیش آیا کہ اس گفتگو کے ایک مہینہ کے اندر

نورالدین کا اور ایک سال کے اندر امیر ہمام الدین کا انتقال ہو گیا۔ قاضی ابن شداد نے لکھا ہے کہ نورالدین محمود کا انتقال بعارضہ خناق ہوا ہے مجھہ سے ایک دمشقی طبیب نے بیان کیا ہے کہ مجھکو نورالدین نے اپنے مرض الموت مین اور اطبّا کے ساتھہ بلوایا تھا وہ قلعہ دمشق مین ایک نہایت چھوٹے سے کمرے مین تھا اور مرض اُسکا قریب بہلاکت پہونچ گیا تھا آواز اس درجہ پست ہو گئی تھی کہ بدقّت سُنی جاتی تھی ہم نے نورالدین سے بوجہ تنگی و تاریکی۔ مکان تبدیل کرنیکو کہا لیکن ہمارے اس کہنے پر وہ متوجہ نہوا پھر ہمنے علاج شروع کیا اور باتفاق اطباء فصد لینے کو کہا اسپر نورالدین نے کسیقدر ترش رو ہو کر کہا "ساٹھہ برس کی عمر والے کو فصد نہ دینا چاہئے" ہملوگ یہہ سُنکر خاموش ہو گئے علاج جون جون ہوتا جاتا تھا مرض بڑہتا جاتا تھا تا آنکہ گیارہوین شوال ۵۶۹ھ (مطابق ۱۱۷۳ء) کو اسکی پاک روح قالب عنصری سے پرواز کرکے بہشت برین مین پہونچگئی اور یہہ اپنے شروع کئے ہوئے کام کو ایک حد تک پہونچا کر دنیاء فانی سے عالم جاودانی کو چلا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس کے مرنیکا دن دنیاء اسلام مین قیامت کے دن سے کم نہ تھا شام۔ مصر۔ بغداد اور کل اسلامی بلاد مین اسکے بے توقع موت سے ایک ماتم بپا ہو گیا جو تھا وہ بدحواس تھا تمام خلقت ڈاڑہین مار مار کر رو رہی تھی مسلمانون کی آنکھوںمین دنیا تاریک ہو رہی تھی سلطان صلاح الدین اور خلیفہ بغداد نے تعزیت کے خطوط لکھے تاسف ظاہر کیا شعراء نے بڑے بڑے مراثی لکھے ازانجملہ عماد کاتب تھا جس نے چارسو بیتون کے دو مرثیے لکھے تھے جنمین سے یہہ چند اشعار درج کئے جاتے ہین۔

لفقد الملک العادل یبکی الملک والعدل	ملک العادل کے انتقال سے ملک اور عدل رو رہا ہے

وقد اظلمت الآفاق لا شمس ولا ظل	تمام عالم مین مصیبت پھیل گئی ہے نہ تو آفتاب ہے اور نہ سایہ ہے۔
ولما غاب نور الدین عنا اظلم المحفل	اور جب نورالدین ہم مین سے اوٹھہ گیا تو محفل تاریک ہوگئی۔
وزال الخصب والخیر وزاد الشر والمحل	اور تازگی اور نیکی زایل ہوگئی اور شر و قحط بڑہ گیا۔
ومات الباس والجود وعاش الیاس والبخل۔	لڑائی اور بخشش مرگئی اور ناامیدی وبخل زندہ ہوگئے۔
وعز النقص لما هان اهل الفضل والفضل۔	نقص بڑہ گیا جب اہل فضل اور فضل کی موت آگئی۔
وهل ینفق ذو العلم اذا ما نفق الجهل	اور اہل علم کیا کرسکتا ہے جب کا شور بڑہ گیا ہے۔
وما کان لنور الدین لولا نجله مثل	اور نورالدین کا نام نرہتا اگر اسکے مثل اسکی اولاد نہوتی۔

نورالدین محمود کے انتقال کے بعد اسکا لڑکا الملک الصالح اسماعیل گیارہ برس کی عمر مین باتفاق آراء اراکین دولت نوریہ تخت نشین کیا گیا دمشق مین جسقدر امراء و سردار تھے سبھون نے اسکی سلطنت و حکومت پر بیعت کی کل بلاد شام نے اسکی اطاعت قبول کی صلاح الدین نے مصر مین اس کے نام کا خطبہ پڑہوایا اور بجاے نورالدین کے اسکا نام سکّہ پر مضروب ہوا امیر شمس الدین محمد بن المقدم اسکا وزیر اعظم مقرر کیا گیا لیکن اسکی حکومت کا زمانہ امراء دولت نوریہ کی خود غرضیون کے وجہ سے نہایت ابتری کی صورت مین رہا اور آخرکار ۵۷۰ھ مین

نورالدین محمود کا فرزند نمبر (۲)

تقریبًا آٹھہ برس حکومت کرکے بعارضہ قولنج انتقال کرگیا اسکے انتقال سے خاندان نوریہ کا چراغ گل ہوگیا دولت وحکومت اس خاندان سے منقرض ہوگئی ملک کا بہت زیادہ حصہ اس کے حالت حیات مین اور جو کچھہ باقی تہا وہ اس کے انتقال کے بعد سلطان صلاح الدین یوسف کے قبضہ مین جارہا یہہ موقع اسکی تفصیل کا نہین ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

سلطان نورالدین محمود کے خصایص خصایل ومحاسن وشمایل

سلطان نورالدین محمود انار اللہ برہانہ کے اوصاف حمیدہ وخصایل پسندیدہ جن سے اسکو دنیاء اسلام نے عزیز الوجود اور ایک عالم نے اس کے وجود باجود کو رحمت الہی کا کرشمہ سمجہا شام۔ جزیرہ۔ مصر۔ یمن۔ مکہ۔ مدینہ بڑے بڑے ممالک مین اسکی ناموری وعظمت تسلیم کی گئی اور اس کے نام کا خطبہ پڑہا گیا خلیفہ وقت نے اسکو عزت کی آنکھون سے دیکہا دنیا بہر نے اسکی بزرگی مان لی اس کے نام نامی کو الملک العادل کا مبارک لقب دلوایا اور اسکو دنیاء فانی مین لافانی بنایا وہ اسکی بےنظیر مردانگی۔ بےمثل شجاعت عدیم المثال سخاوت معدوم النظیر عدالت تہی جسکا خیال کسی وقت کسی حالت مین اس کے ذہن عالی سے زایل نہونا تہا۔ یہہ جسقدر آثار نبویہ کی متابعت۔ نماز وجماعت اور تلاوت قرآن کی مواظبت مین حریص دکہائی دیتا ہے اس سے بدرجہا اسلام اور اسلامیون کی حمایت جہاد فی سبیل اللہ اور شوق شہادت مین سرگرم نظر آتا ہے علامہ ابوالحسن ابن اثیر تاریخ امام اتابکہ مین تحریر کرتا ہے کہ مین نے ملوک متقدمین ومتاخرین کی تواریخ دیکہی ہے مجہکو کوئی شخص بعد خلفاء راشدین وعمرؓ بن العزیز کے

---

[1] سلطان صلاح الدین یوسف کی سوانح عمری مین ہمنے ان واقعات کو تفصیل کیساتہہ تحریر کیا ہے۔ (مولف)

الملک العادل نورالدین محمود سے بہتر و جامع بجمیع اوصاف نہین کہائی دیا اسکا شب و روز عدل و انصاف مین گذرتا تہا جہاد و اعلاء کلمۃ اللہ پر ہر وقت کمربستہ رہتا مظلمات کے دفع کرنے خلایق کو آرام پہونچانے پر تُلا رہتا عوام و خواص کے ساتہ احسان و سلوک کرنے کو ہر لحظہ آمادہ رہتا تہا یہہ اگر کسی اور گروہ مین ہوتا تو باعث فخر سمجہا جاتا اسکی عبادت - اسکا زہد - کہانے - پینے - پہننے مین رزق حلال کا لحاظ اس کے باخدا ہونے کی نہایت عادل و قوی شاہد ہین - اپنے ذات و اہل و عیال کے خرچ کو بیت المال سے ایک حبہ نہین لیتا تہا جو کچہہ مال غنیمت سے اسکو حصہ ملتا تہا اس سے دوکانین - اراضی - مکانات خرید کرلیتا تہا اور اس کے محاصل سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بسر اوقات کرتا تہا اور اگر کبہی وہ محاصل اس کے مصارف کو کافی نہوتے تو جب تک فقہاء فتوے نہ دیتے تہے ایک درم اور ایک دینار بیت المال سے نہ لیتا تہا - مجہہ سے میرے ایک دوست نے دمشق مین بیان کیا ہے کہ "ضیع خاتون بنت معین الدین زوجہ نورالدین محمود نے ایک مرتبہ اس کے وزیر کے ذریعہ سے کمی نفقہ کی شکایت کی اور یہہ ظاہر کیا کہ جو نفقہ اسکو ملتا ہے وہ خرچ کے لئے کافی نہین ہوتا کچہہ تنخواہ اور بڑہا دیجاوے" نورالدین محمود یہہ درخواست سُنکر برہم ہوگیا اسکی آنکہین سُرخ ہوگئین چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا اور نہایت خشونت سے یہہ جواب دیدیا کہ مین کہان سے لاکر دون اُسکو اِسیقدر تنخواہ مین بسر کرنا ہوگا بخدائے لایزال مین اسکی محبت یا اوس کے کہنے سے اپنے پیٹ کو آتش دوزخ سے نہ بہرونگا اگر اسکو یہہ خیال پیدا ہوگیا ہو کہ نورالدین کے قبضہ مین بڑے بڑے ملک اور اون کے خزاین ہین تو اسکا یہہ خیال خام ہے یہہ خزانہ و مال عام مسلمانون کا ہے اور انہین کے کامون کے لئے جمع و مہیا کیا جاتا ہے دشمنان خدا کی لڑائی مین صرف ہوتا ہے مین اوسکا ایک خزانچی ہون مجہے اوسپر کوئی اختیار حاصل نہین ہے مین

قیامت ہرگز نہ کرون گا" پہر تہوڑی دیر کے سکوت کے بعد کہا "شہر حمص مین میرے خاص ملک کی تین دوکانین ہین مین نے اون کو اوسے ہبہ کر دیا خواہ اُسکو وہ فروخت کرڈالے یا اوسے کرایہ پر چلائے"۔

ایکمرتبہ نورالدین خزانہ عامرہ مین جایزہ کے لئے داخل ہوئے ایک مال کے داخل کرنے کے نسبت دریافت کیا مہتمم خزانہ نے جواب دیا کہ "کمال الدین قاضی القضاۃ نے اس مال کے داخل کرنیکا حکم دیا ہے" نورالدین نے تہوڑی دیر کے غور کے بعد کہا اس مال کے مستحق نہ ہم ہین اور نہ اس طریقہ سے بیت المال ہے مناسب یہہ ہے کہ یہہ مال صاحب مال کو دیدیا جائے" مہتمم خزانہ نے اس مال کو قاضی کمال الدین کے پاس بہیجدیا قاضی کمال الدین نے اسکو پہر واپس کر دیا اور کہلا بہیجا کہ اگر الملک العادل اس کے نسبت پہر دریافت فرمائے تو کہہ دینا کہ قاضی کمال الدین اسکا ذمہ دار ہے اوس نے اس مال کو داخل خزانہ کرایا ہے اتفاق سے جب دوبارہ نورالدین محمود خزانہ مین گئے تو پہر وہی مال نظر کے سامنے آگیا مہتمم خزانہ سے ترش رو ہو کر کہا کیا مین نے تمکو اس کے واپس کر دینے کا نہین حکم دیا تہا؟ مہتمم خزانہ نے عرض کیا "حضور مین نے اسکو قاضی کمال الدین کے پاس صاحب مال کو واپس کر دینے کے لئے بہیجدیا تہا اُنہون نے پہر لوٹا دیا ہے اور یہہ کہا کہ اسکا ذمہ دار مین ہون" نورالدین محمود نے اوس مال کو پہر قاضی کمال الدین کے پاس واپس کر دیا اور یہہ کہلا بہیجا کہ نورالدین محمود کی گردن کمزور ہے قیامت مین اس بار کو نہ اوٹہا سکے گی تمہاری گردن اگر مضبوط ہو اور اس بار کی متحمل ہوسکتی ہو تو اس مال کو تم اپنے پاس کہہ لو لیکن خزانہ عامرہ مین اسکو داخل نہ کرو اس خزانہ کا اصلی خزانچی مین ہون ایسے مال کی گرد اوری سے اپنی گردن پر قیامت کا بار نہ لون گا" قاضی کمال الدین یہہ سُنکر خاموش ہوگیا اور مال صاحب مال کو واپس کردیا گیا۔

اس نے اپنے تمام ممالک محروسہ بلاد شام وجزیرہ وموصل ودیار مصر مین کلُ محصول وٹکس وچنگی درآمد وبرآمد معاف کر رکہا تہا جسکی تعداد لاکہون کیا کروڑون سے متجاوز ہوجاتی تہی۔ یہہ پہلا شخص ہے جس نے بازارون کا ٹکس، نہرون کا محصول، مال کی درآمد وبرآمد کی چنگی معاف کردی تہی قاضی القضاۃ بہاء الدین نے لکہا ہے کہ نورالدین محمود نے محصول وٹیکس کے معاف کرنے کے بعد ایک خط دربار خلافت مین روانہ کیا تہا اور اس مین کل معاف کردہ رقوم کو بالتفصیل لکہا تہا اور یہہ درخواست کی تہی کہ واعظین اور خطباء مساجد اور مجالس وعظ مین اسکو بیان کرین رضی الدین ابوسالم عبدالمنعم بن المنذر نے بیان کیا ہے کہ جسوقت نورالدین محمود بقصد شیرز جا رہا تہا اوسوقت اوس نے اوس منشور کے لکہنے کا مجہے حکم دیا ہے جس مین اوس نے حلب ودمشق وحمص وحران وسنجار ورحبہ وعزار وتل باشر وغیرہ بڑے بڑے صوبہ جات کے ٹکس معاف کئے تہے اور اس معاف شدہ ٹکس کی تعداد ان صوبہ جات مین اس تفصیل سے تہی۔ حلب مین پچاس ہزار دینار عزاز مین دس ہزار دینار تل باشر مین اکیس ہزار دینار معرہ مین تین ہزار دینار دمشق خاص مین تیس ہزار دینار حمص مین چہبیس ہزار دینار حران مین پانچہزار دینار سنجار مین ایک ہزار دینار رحبہ مین دس ہزار عداد العرب مین دس ہزار دینار مصر مین پچہتر ہزار دینار۔ صدقات اور خیر وخیرات مین دو لاکہہ دینار صرف ہوتے تہے منجملہ اس کے تیس ہزار دینار سالانہ مدارس حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ کی درستی ومرمت اور طلباء علوم کی خوراک مین صرف ہوتا تہا اور باقی سرائین۔ خانقاہین۔ شفاخانے۔ مسافرین۔ زایرین مقامات علیہ وفقراء واولیاء اللہ مین خرچ ہوتا تہا۔ لڑائیون اور غزوات اور درستی شہر پناہ مین جو کچہہ صرف ہوتا تہا وہ اس کے علاوہ ہے۔

عدل و انصاف کو بیحد دوست رکھتا تھا اس کے نزدیک قوی و ضعیف امیر و غریب سب یکسان تھے شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی اس تعدی سے کرتا تھا کہ دیکھنے والے دنگ ہو جاتے تھے ایکمرتبہ دمشق مین چوگان کھیل رہا تھا دور سے دو شخص نظر آئے جو ایک دوسرے کو اشارہ سے کچھہ تبلا رہا تھا لیکن آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی نورالدین نے انکو قریب بلواکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ ان مین سے ایک قاضی کمال الدین کا غلام ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جس نے اسپر دعوی دایر کیا ہے نورالدین محمود یہہ سنتے ہی چوگان چھوڑ کر قاضی کمال الدین کے پاس مجلس عدل مین گیا اور مدعی کے ساتھہ کھڑے ہو کر اپنے دلایل پیش کئے مدعی کا دعوی خارج ہو گیا نورالدین محمود نے قاضی کمال الدین اور اون لوگون سے مخاطب ہو کر کہا جو اسوقت موجود تھے تم لوگون نے دیکھا کہ اسکا دعوی میرے مقابلہ مین نہ چلا مین پہلے سے یہہ جانتا تھا کہ دعوی اسکا باطل ہے لیکن محض اس وجہ سے چلا آیا کہ کسی کو یہہ خیال نہ پیدا ہو کہ نورالدین محمود نے اسپر ظلم کیا ہے اور جس امر پر منازعت ہوئی ہے اسمین حق بجانب مدعی ہے مگر اب تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اپنی طرف سے شے متنازعہ اسکو دیدیا اب اسکا مالک یہہ شخص ہے وہ شے متنازعہ میری نہین ہے ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ایک اور واقعہ ایسا ہی حلب مین پیش آیا تھا لیکن فرق اسقدر ہے کہ اس نے پہلے ایک وکیل کو قاضی کے پاس بھیجا تھا بعد ازان جب حلف لینے کی نوبت آئی تو خود قاضی کے پاس آیا اور بعد مقدمہ فیصلہ ہو جانیکے شے متنازعہ مدعی کو ہبہ کر دیا تاریخ کبیر مین یہہ واقعات تفصیل کے ساتھہ تحریر کئے گئے ہین۔

اس کے ایوان معدلت کے دروازہ پر دربان و حاجب نہین رہتے تھے مظلوم و بیکس کی فریاد اور شکایتین خود سنتا تھا اور نہایت غور و فکر سے انصاف کرتا تھا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے سلاطین اسلام مین نورالدین محمود نے

انفصال مقدمات کے لئے دار الکشف بنوایا اور اسکو دار العدل سے موسوم کیا ہفتہ مین دو بار اجلاس کرتا تہا بڑے بڑے فقیہہ ۔ محدث ۔ قضاۃ حاضر رہتے تہے مقدمات کے واقعات اور فریقین کے دلایل خود سنتا اور خود اوسکو فیصلہ کرتا تہا سفر و حضر مین ان دنون کی ہمیشہ پابندی کرتا تہا اسدالدین شیرکوہ اس کے معزز امیرون مین سے تہا دار العدل کے بننے کے بعد اس نے اپنے مصاحبین و امرا سے کہا کہ آج سے اگر تم مین سے کسی کا مقدمہ نورالدین محمود کے سامنے پیش ہوا تو یاد رکہنا کہ مین ایسی سخت سزا دونگا کہ تملوگ تحمل نہ کرسکوگے تملوگ جانتے ہو یہہ دار العدل محض تم ہی لوگون کے سبب سے بنا ہے کیونکہ تملوگون کے سوا اور کسی شخص پر کمال الدین کا فیصلہ قطعی نہین سمجہا جاتا اگر مجہے تمہارے بدولت دار العدل مین جانا پڑا تو مین نہایت سختی سے پیش آؤنگا جاؤ جس جس سے تملو کسی بابت منازعت ہو آپس مین فیصلہ کرلو اور اسکو جسطرح ہوسکے کچہہ دے دلاکر راضی کرلو" نورالدین محمود نے یہہ سنکر اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا اور حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے امرا آپ ہی انصاف کرلیا کرتے ہین اس سے پیشتر کہ وہ ہمارے حضور مین آئین ۔ یہہ واقعات اس کے عدل اسکی سیاست کی ایک ایسی نظیر ہے کہ جسکی نظیر ڈہونڈہنے سے بدقت ملیگی ۔ ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ایوان معدلت بنوانے کے باعث اسدالدین کے امرا ہوئے تہے قاضی کمال الدین سے ان لوگون کی شکایت کی تہی واللہ اعلم ۔

اس کے جتنے کام تہے وہ سب نیک نیتی پر مبنی تہے جو کام وہ کرتا تہا دینی غرض اوسمین ضرور پنہان رہتی تہی ایکمرتبہ جزیرہ سے ایک بزرگ نے اسکو چوگان کہیلنے کی بابت لکہہ بہیجا کہ "تم گہوڑون کو بلا فایدہ دینی تکلیف دیتے ہو میرے نزدیک یہہ لہو و لعب ہے اور ممنوع ہے" نورالدین نے اس کے جواب مین اپنے

دست خاص سے ایک خط لکہا جسمین اس نے لکہا تہا "واللہ مجہکو چوگان کہیلنے پر کسی نے نہین آمادہ کیا سواے اس کے کہ ہملوگ دشمنان خدا کے قریب رہتے ہین اور یہہ معلوم نہین ہے کہ کب تمکو دہاوا کی ضرورت ہو گی اگر ہم اپنے گہوڑون کو ان کے تہانون پر باندہ دینگے تو وہ سست ہو جائین گے ضرورت کے وقت طول و طویل سفر نکر سکین گے مین لہو و لعب یا طبیعت کے بہلانے کی نیت سے چوگان نہین کہیلتا ہون بلکہ گہوڑون کو محنت پر لگائے رکہتا ہون تاکہ ضرورت کیوقت دہوکہہ نہ دین اور اپنے سوار کے قابو مین رہین۔

اسکی شجاعت و مردانگی کی شہادت اِس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ اکثر ہر لڑائی مین خود شریک ہوتا تہا فوج کو مرتب کرنا اور اونپر جہاد کی آیات پڑہنا اور انکا خود افسر اعلیٰ ہوتا تہا اور قبل لڑائی چہڑنے کے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑہتا اور سجدہ مین جا کر جناب باری عز اسمہ سے دعا کرتا تہا بعد ازان صفوف لشکر مین ایک چکر لگا کر لشکریونکو حملہ کرنے کا حکم دیتا اور آلات حرب سے مسلح ہو کر میدان جنگ مین جاتا تہا لڑائی مین نہایت درجہ کا ثابت قدم اور اوس کے اصول سے خوب واقف تہا شوق شہادت مین دشمنان خدا کی صفوف مین بے خوف گہس جاتا تہا ایک روز امام قطب الدین نیشاپوری فقیہہ شافعی نے کہا "واللہ تم بنفسہ لڑائی کے میدان مین جا کر اسلام و اسلامیون کو خطرہ مین نہ ڈالو کیونکہ تم ان کے مامن و عماد ہو اگر عیاذاً باللہ معرکۂ جنگ مین تم کام آگئے تو اسلامیون کا کوئی محافظ و پشت پناہ نرہجائیگا ان کے کل بلاد عیسائیون کے قبضہ مین چلے جائینگے" نور الدین محمود نے جواب دیا اے قطب الدین تم پڑہے لکہے ہو کر ایسی باتین کہتے ہو؟ محمود ایسا کہان کا جوانمرد ہے جسکی نسبت یہہ بات کہی جائے مجہسے پیشتر کس نے بلاد اسلام کی محافظت کی ہے؟ جس نے مجہسے پہلے بلاد اسلام کی محافظت کی ہے وہی

میرے بعد کرے گا اللہ تعالیٰ کے قبضہ اقتدار مین سب کچھہ ہے وہی اسکا محافظ و حامی ہے محمود ایسے سیکڑون ہزارون معرکۂ جنگ مین کام آجائین تو اسکی حفاظت وحمایت اسلام مین ذرہ بہر بہی فرق نہین آسکتا قطب الدین! آیندہ سے تم ایسی باتین نہ کہا کرو میری یہہ قوت تہی کہ مین بلاد شام وجزیرہ و مصر کو فتح کرتا یہہ سب اللہ جلشانہ کی عنایت ہے اس نے اپنے ایک ناچیز بندہ کے ہاتہہ سے ان بلاد کو فتح کرایا ورنہ محمود کس لایق اور کس شمار مین تہا"۔

نورالدین محمود اپنے لشکریون کے ساتہہ نرمی و ملاطفت کا برتاؤ کرتا تہا اگر ان مین سے کوئی زخمی یا بیمار ہوتا تہا تو اوسکی تیمار داری اور عیادت کو اکثر خود جاتا تہا وہ اپنے لشکریون کو تنخواہین نہین دیتا تہا بلکہ سبہون کو جاگیرین دیئے ہوئے تہا جب ان مین سے کوئی شخص معرکۂ جنگ مین شہید ہو جاتا یا انتقال کر جاتا تہا تو اوسکی جگہہ پر اوس کے لڑکے اور بحالت عدم موجودگی اُس کے قریب ترین عزیز کو مقرر کرتا تہا اس کے دفتر شاہی مین ہر سپاہی اور امیر کا نام باقاعدہ فہرست مین درج تہا جب کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تہا تو اوسکا نام درج کیا جاتا اور اوسکی پرورش وتربیت کے لئے وظایف مقرر کئے جاتے تہے امیرون اور سپاہیون کے نام اور اُنکی جاگیرونکی تفصیل اور ان کے آلات حرب و املاک کی مفصل فہرست اسکے دفتر شاہی مین موجود رہتی تہی۔ یہی سبب تہا کہ اسکا لشکر ظفر پیکر جان دینے اور جان لینے پر تلا رہتا تہا اس نے اپنے عہد معدلت مہد مین تقریباً کل بلاد شام کو فتح کیا جزیرہ و مصر پر قابض ہوا حلب۔ حماۃ۔ حمص۔ دمشق۔ مارین۔ شیزر۔ منبج وغیرہ کی شہر پناہین بنوائین اور حسب حاجت و ضرورت موقع موقع سے مضبوط مضبوط قلعات بصرف کثیر تیار کرائے اور ان کے مصارف کو بڑی بڑی جاگیرین دین۔ یہہ اپنی ذات خاص پر وہی صرف کرتا تہا جو اسکو مال

غنیمت سے حصہ رسدی ملتا تھا اور ہدایا و تحایف جو اسکو اطراف و جوانب بلاد سے آتے تھے اُن کو وہ جمع کرتا جاتا برس چھہ مہینہ کے بعد اونکو فروخت کرکے ترتیب لشکر اور خریداری آلات حرب وغیرہ مین صرف کرتا تھا۔

مساجد اور مدارس کے بنوانے کا بیحد حریص تھا اس نے تمام ممالک محروسہ کے ہر شہر و قصبہ مین مدارس۔ مساجد۔ شفاخانہ۔ سرائین بنوائین حلب۔ حماۃ۔ دمشق۔ حمص وغیرہ مین حنفیہ۔ مالکیہ۔ شافعیہ۔ حنبلیہ کے دار العلوم قایم کیئے اور ان مین بڑے بڑے نامی نامی علماء و فقہاء کو درس و تدریس کے لئے مقرر کیا۔ حسن المحاضرہ فی احوال المصر و القاہرہ مین لکھا ہے کہ اس نے سلاطین اسلام مین سب سے پہلے دمشق مین دار الحدیث بنوایا اور اس کے مدرسین و معلمین کی بڑی بڑی تنخواہین مقرر کین ان کے علاوہ دیہات و قصبات مین یتیمون اور غربا کے پڑہنے کے لئے بہی مدارس قائم کئے اس کے عہد حکومت مین دمشق و شام مرکز علوم بنا ہوا تھا ابن اثیر کہتا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے شام مین بیان کیا ہے کہ سنہ ۵۶۰ ہجری مین مجھ سے متولی اوقاف نے بیان کیا ہے کہ صرف دمشق و حلب مین نو ہزار دینار صوریہ ماہوار مساجد پر اور اٹھارہ ہزار دینار صوریہ مدارس کے معلمین کی تنخواہ مین صرف ہوتی ہین حماۃ و حمص کے مساجد و مدارس کا خرچ بالاجمال بائیس ہزار دینار صوریہ ہے شیخ امین ابو القاسم عبد الرحمن بن الحسین بن الخضر ابن الحسین بن عبدان ازدی دمشقی نے لکھا ہے کہ نور الدین محمود کل محاصل دمشق کو دمشق کے مساجد و مدارس پر صرف کرتا تھا نصف محاصل صرف جامع مسجد کو دیتا تھا اور باقی نصف کے گیارہ حصے کرتا تھا دو حصہ مدرسہ حنفیہ و شافعیہ کے مقرر تھے باقی نو حصہ جامع قلعہ دمشق۔ مسجد ابن عطیہ اندرون دروازہ جابیہ۔ مسجد ابن لبید محلہ فسقار۔ مسجد سوق الرماحین۔ مسجد سوق صاغہ۔ مسجد دار البطیخ۔

مسجد عباسی محلہ سوق احد۔ مسجد نور الدین بجوار ربعۃ الیہود۔ جامع الصالحین جبل قاسیون کے مصارف مین صرف ہوتے تہے ان کے علاوہ اور جو دمشق کے محلات مین چہوٹی چہوٹی مسجدین تہین ان کے صرف کے لئے جداگانہ مواضعات وقف تہے لیکن جامع مسجد کا صرف اس کے آنکہونمین کہٹک رہا تہا اور اسکو یہہ خیال پیدا ہوگیا تہا کہ جسقدر اس مسجد پر وقف ہے اوس سے دوچند دوسرے اوقاف سے صرف کیا جاتا ہے اور ایک شے کا وقف دوسرے موقع پر خرچ ہوتا ہے چنانچہ اس امر کے تحقیق کیلئے پنجشنبہ ۱۹ انیسوین صفر سنہ ۵۵۴ھ کو قلعہ دمشق مین قاضی رکن الدین ابو الحسن علی بن محمد بن یحیی قرشی فقیہہ شیخ شرف الدین بن ابی عصرون خطیب عز الدین ابو البرکات بن عبد امام عز الدین ابو القاسم علی بن الماسح فقہاء شافعیہ اور شرف الدین ابو القاسم عبد الوہاب بن عیسی مالکی و شرف الاسلام نجم الدین عبد الوہاب حنبلی اور رؤسا دمشق سے رضی الدین ابو غالب عبد المنعم بن محمد بن اسد تمیمی و نظام الدین ابو الکرم بن ابی المضا متولی وزارت و عبد الصمد بن تمیم و عبد الواحد بن ہلال وصا بن ابو الحسن وغیرہم کو بلوایا اور ان لوگون سے یہہ سوال کیا کہ "مسجد جامع دمشق کے لئے جسقدر وقف ہے اوس سے دوچند اسمین صرف ہوتا ہے اور یہہ کمی اور مصالح کے اوقاف سے پوری کی جاتی ہے کیا یہہ جایز ہے کہ ایک مد کا وقف دوسرے کام مین صرف کیا جائے؟ ہر شخص اپنے علم و یقین سے جو کچہہ جانتا ہو بیان کرے جو شخص دوسرے شخص کا بیان یا اسکی شہادت سنکر ساکت ہوجائے گا وہ اسکا مصدق و موید سمجہا جائیگا اور اب آیندہ سے وہی معمول ہوگا جسپر تملوگ اتفاق کروگے" اس کے بعد نور الدین نے متولیان وقاف کو طلب کرکے مصارف اوقاف کی فہرست کو تفصیل وار پیش کرنیکا حکم دیا صائن و ابن تمیم و ابن ہلال نے کہا سوق مسجد جو ماذنہ غربیہ کے

نیچے متصل بیمارستان ہے جامع مسجد کے اوقاف سے نہین ہے بلکہ وہ عام مسلمانون کے مصالح کے لئے وقف کیا گیا ہے اور اب اوس کے محاصل جامع مسجد مین صرف ہو رہے ہین حاضرین نے اس قول کی تائید کی۔ اسیطرح بعض بعض رقوم پر بعض حاضرین نے یہہ اعتراض کیا کہ یہہ رقوم سرائین اور مساجد کی موقوفات سے ہین اور اب یہہ مسلمانون کے اور کامون مین صرف کئے جاتے ہین اور بعض نے انکی تائید کی نورالدین نے اسکو تسلیم کرتے ہوئے یہہ بیان کیا کہ میرے نزدیک بوقت ضرورت ان اوقاف کے رقوم سے مسلمانون کے اہم مصالح مین صرف کرنا جایز ہے کیونکہ مسلمانون کے جان و مال کی حفاظت کے غرض سے شہر پناہ دمشق بنوانے اور ثغور مسلمین کی محافظت ضروریات سے ہے قاضی شرف الدین عبدالوہاب مفتی مالکی نے بلاقید اس کے جواز کا فتویٰ دیدیا لیکن شیخ شرف الدین بن ابی عصرون شافعی نے اس سے اختلاف کیا اور یہہ کہا کہ "موقوفات مسجد یا کسی وقف معین کا اس کے غیر محل پر صرف کرنا جایز نہین ہے مگر یہہ کہ بیت المال مین کچھہ نہو یا ہو اور اوس کے خرچ کر دینے سے بیت المال کے ضعف کا خیال ہو اور ضرورت شدید ہو تو بطور قرض کے موقوفات معین و مخصوص کا دوسرے محال پر صرف کر دینا جایز ہے اور اسکا ادا کرنا بیت المال سے واجب ہے" آئمہ حاضرین جلسہ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور ایک محضر لکھا گیا جسپر حاضرین سے دستخط کرائے گئے اور اسی مسئلہ مفتی بہا پر عملدرآمد شروع ہوا۔

اس کی مجالس مین سوائے علماء و فضلاء و عمایدین اسلام کے کسی دوسرے کی صورت نہین دکھائی دیتی تھی سوائے ذکر خیر کے اور کوئی تذکرے نہین سُنے جاتے تھے مسلمانون کی بہبودی کی فکرین۔ جہاد کے مشورے ہر وقت ہوتے رہتے تھے اور جب اس سے فراغت ہوتی تھی تو ایک وقت خاص پر حدیث شریف کی

سماعت اور کبھی قرأت بھی کرتا تھا اور اسی کے مطابق عملدرآمد کرتا تھا شیخ ابوالبرکات حسن بن محمد بن ہبۃ اللہ بیان کرتا ہے کہ "ایک روز مین اپنے چچا حافظ ابوالقاسم مورخ تاریخ دمشق رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ نورالدین کی مجلس مین حدیث سُننے کو گیا اثنار حدیث مین یہہ ذکر آگیا کہ آنحضرت (صلعم) تلوار لٹکائے ہوئے نکلے اس سے نورالدین نے ایک ایسی بات پیدا کی جسکا لوگون کو خیال تک نہ گزرا اوس نے شیخ محدث سے متعجبانہ دریافت کیا" کیا آنحضرت (صلعم) تلوار کو لٹکاتے تھے باندھتے نہ تھے؟ شیخ نے کہا ہان! دوسرے دن مین قلعہ کیطرف اسی امر کے دیکھنے کو گیا نورالدین اور اوس کے کل لشکری تلوار حمایل کئے ہوئے نکلے اور اس سے پیشتر تلوار کو کمر سے باندھنے کا رواج و دستور تھا۔

اس کے ذاتی اوصاف سے جو خصوصیت کے ساتھہ ذکر کرنے کے قابل ہے وہ یہہ ہے کہ برخلاف اور سلاطین اسلام کے اسنے اپنے نام کے ساتھہ طول و طویل القاب اور اون تعریفی الفاظ کے لکھنے کی ممانعت کردی تھی جو اس مین موجود نہ تھے مساجد مین ممبرون پر نام کے ساتھہ لمبے چوڑے القاب اور چکنے چپڑے الفاظ کے ذکر کرنے کی عام ممانعت تھی شیخ کمال الدین ابوالقاسم عمر ابن احمد بن ہبتہ اللہ بن ابی جرادہ نے تاریخ حلب مین نقل کیا ہے کہ بڑے بڑے شیوخ مثل ابوالفضل احمد و ابوالبرکات حسن و ابو منصور عبدالرحمن پسران عبداللہ محمد بن الحسن بن ہبتہ اللہ شافعی نے اس واقعہ کی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ ہم نے وہ خط اپنی آنکھون سے دیکھا ہے جو وزیر خالد بن محمد بن نصر ابن صغیر قیسرانی نے نورالدین کو اس بارہ مین جواباً لکھا تھا اور پھر نورالدین نے خط کی پیشانی پر جو دو چار سطرین لکھی تھین اون کو بھی ہم نے دیکھا ہے صاحب کتاب الروضتین نے لکھا ہے کہ نورالدین نے ابن قیسرانی کو ایک خط اس مضمون کا لکھا تھا کہ "ابن

نورالدین محمود (۱۲) کا طغرا نمبر (۱)

قیسرانی وہ الفاظ دعائیہ لکھہ کر بھیجدے جنکو ممبرون پر خطیب پڑہین اور اُن مین نہ تو حشو و زوائد ہون اور نہ ایسے الفاظ و اوصاف ہون جو حالت موجودہ کے خلاف اور صریح کذب ہون" خالد نے اس کے جواب مین ذیل کا خط لکھہ کر نورالدین کے پاس بھیجدیا"

اعلى الله قدر المولى في الدارين و بلغه آماله في نفسه و ذريته وختم له بالخير في العاجلة والآجلة بمنه وجوده وفضله وحمده۔ وقف المملوك على الرقعة تضاعف دعاءه وابتهاله الى الله تعالى بان يرضى عنه وعن والديه وان يسهل له

ترجمہ اللہ تعالی دارین مین آقا کی قدر زیادہ کرے اور اسکے اور اس کے ذریات کے مقاصد پر پہونچاوے اور اپنے احسان وجود و فضل وحمد کے وسیلے سے اسکا بالفعل و آئندہ خاتمہ بخیر کرے خادم آپ کے خط سے مطلع ہوا اللہ زیادہ کرے دعا و عزت اور ایسے کامون کے کرنے کی توفیق دے جس سے اللہ اس سے اور اس کے والدین سے راضی ہو اور اپنے طریق مرضاۃ پر چلنے اور راہ تقرب پر سلوک اور راوس تک فایز ہونے کی ہدایت کرے بیشک وہ ہر شے پر قادر ہے خادم کی رائے جسکی علم اشرف ہدایت کرتا ہے اللہ تعالی اسکا شرف زیادہ کرے یہہ ہے کہ خطیب ممبر پر آقا کے دعا کے وقت یہہ کہا کرے "اے خدا اپنے بندہ کی اصلاح کر جو تیری رحمت کا محتاج ہے اور تیری ہیبت سے خایف ہے اور تیری قوت سے وابستہ ہے اور تیری راہ مین لڑنے والا اور تیرے اعداء دین سے جھگڑنے والا ہے وہ کون ہے؟ ابوالقاسم محمود بن زنگی بن آقسنقر ناصر امیرالمومنین" کیونکہ یہہ کل الفاظ ایسے ہین جنمین نہ کذب ہے اور نہ کچھہ زیادتی ہے اور آیندہ رائے والا اعلی و اشرف ہے انشاءاللہ تعالی""

السلوك الى رضاه والقرب منه والفوز عنده انه على كل شيء قدير۔ راى المملوك ما يعرضه على العلم الاشرف زاده الله شرفا وهو ان يذكر الخطيب على المنبر اذا اراد الدعا للمولى "اللهم اصلح عبدك الفقير الى رحمتك الخاضع لهيبتك المعتصم بقوتك المجاهد في سبيلك المرابط لاعداء دينك ابا القاسم محمود بن زنكي بن آقسنقر ناصر امير المومنين" فان هذا جميعه لا يدخله كذب ولا زيادة والراى اعلى والسمى ان شاء الله تعالى"

نور الدین محمود نے اس خط کی پیشانی پر عبارت ذیل لکھہ کر واپس کر دیا اور یہہ حکم دیا کہ ایک گشتی حکم کے ساتہہ تمام ممالک محروسہ کے خطیبوں کے پاس بہیجدیا جائے تاکہ آیندہ سے وہ انہین الفاظ کے ساتہہ ممبروں پر اسکا نام لیا کرین وہو ہذا۔

"مقصودی[1] ان لا یکذب علی المنبر انا بخلاف کل ما یقال لا افرح بما لا اعمل الذی کتبته جید اکتب به نسخ وتسیره الی جمیع البلاد وزد فی الدعا هذه الالفاظ اللهم اره الحق اللهم اسعده اللهم انصره اللهم وفقه"

---

[1] ترجمہ میرا مقصود یہہ ہے کہ ممبر پر جہوٹ نہ بولا جائے مین برعکس اس کے ہون جو اکثر بیان کیا جاتا ہے مین اس سے خوش نہین ہوتا جو مین نہین کرتا۔ جو تونے لکہا ہے مناسب ہے متعدد نسخے لکہہ کر جمیع بلاد کیطرف روانہ کر دے اور دعا مین ان الفاظ کو اور زیادہ کر دے" اے اللہ اسکو حق دیکہا اے اللہ اسکو نیک کر اے اللہ اسکی مدد کر اے اللہ اسے توفیق دے۔

اسلئے اپنے لشکر مین طبل اور کرنا وغیرہ کا بجانا موقوف کردیا تہا اپنے برگزیدہ اسلاف کیطرح تکبیر دیکر اپنی فوج کو لڑاتا تہا اسکے لشکر کا نشان سیاہ تہا جو خلفاء عباسیہ کے شعائر سے ہے اور اسپر کلمۂ توحید کلابتون سے کڑہا ہوا تہا۔ صلوۃ خمسہ اور تہجد کا پابند منکرات شرعیہ سے محترز اوامر کا صدق دل سے مطیع تہا نماز پڑہنے کو ہمیشہ مسجد مین جاتا اور ہر شخص سے بے تکلف ملتا جلتا تہا اس کے دسترخوان پر اکثر جو کی روٹیان یا کبہی گیہون کی خمیری روٹیان اور گوشت ہوتا تہا کبہی کبہی صرف ابلے ہوئے گوشت اور سرکہ پر اکتفا کرجاتا تہا ابن اثیر نے لکہا ہے کہ نورالدین سرخ رنگ طویل القامت کشادہ پیشانی، حسین صورت وجیہہ تہا آنکہین اسکی بڑی اور سیاہ تہین ڈاڑہی نہایت کم تہی صرف زنخدان مین تہوڑے سے بال تہے بدن پر گوشت اور سر بڑا خندہ رو تہا عقل و فراست کے آثار اس کے چہرہ سے نمایان تہے، ذہین، فہیم اور جزئیات مسائل فقہی سے بخوبی واقف تہا۔ اسلئے اپنی تمام عمر مین صرف ایک شادی رضیع خاتون بنت معین الدین سے کی اور اسکے بطن سے ایک لڑکا الملک الصالح پیدا ہوا اور ایک لڑکی شمس النساء پیدا ہوئی۔ اسکی تمام آرزوئین اس کے مرنے کے وقت تک قریب قریب پوری ہوچکی تہین عیسائیونکو اسلئے شام سے نکالدیا تہا مصر پر قبضہ کرچکا تہا صرف باقی کیا تہا ایک بیت المقدس! جسکی فتح کی آرزو وہ اپنے دلمین لیگیا اور اوسکو اوسکے بعد صلاح الدین نے پورا کیا۔

رام امر الفتح قوم اولون
حازہ بالنصر قوم آخرون

یعنی

فتح کے کام کو پہلے لوگون نے شروع کیا + اور حاصل کیا فتح کو پچہلے لوگون نے

OSMANIA UN
LIBRA
HYDERAB

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد سیوم

یہی حصہ اسلامی تاریخ کی جان مسلمانون کا دین ایمان ہے۔ اسمین نیر برج نبوت مہر سپہر رسالت ختم رسل ہادی سبل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت۔ تربیت۔ نبوت۔ معراج۔ ہجرت۔ غزوات۔ انتقال تجہیز وتکفین و بیعت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کی ردت و فتوحات کے نہایت صحیح صحیح واقعات کمال بسط وتفصیل وتحقیق سے درج کئے گئے ہین۔ اردو زبان کی اس سے زیادہ کیا اور خوش نصیبی ہوسکتی ہے کہ اسمین رسول عربی (صلعم) کے حالات جو آج سے چودہ سو برس پیشتر عرب کے سرزمین مین واقع ہوئے ہین نہایت تحقیق سے قلمبند کئے گئے ہین اور واقعات مذکورہ بالا کے محقق ہونیکی شہادت مین اسقدر لکھدینا کافی ہے کہ یہ ترجمہ علامہ ابن خلدون مغربی کی معتبر تاریخ عربی کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے سفید چکنا کاغذ ولایتی ساڑھے تین سو صفحات سے زاید کا حجم قیمت بلا محصول ۸عہ

المشتہر حامد حسین مالک رسالہ الاسلام الہ آباد

صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری

جسمین سلطان موصوف کی ولادت تعلیم تربیت خصایل۔ عادات اور اسکی فتوحات اور عیسائی دنیا کے مقابلے و فتح بیت المقدس کے تفصیلی حالات نہایت تفصیل و بسط سے مورخانہ حیثیت سے بقید سنہ و ماہ لکھے گئے ہین بظاہر یہ ایک شخص کی سوانح عمری معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت یکصدی کی صلیبی و اسلامی لڑائیونکا نقشہ ہے۔ عربی کی معتبر تواریخ ابن خلدون و تاریخ کامل و کتاب الروضتین فی اخبار الدولتین و فتح القسی و نوادر سلطانیہ و حسن المحاضرہ و تاریخ دول الاسلام وغیرہ وغیرہ اسکی ماخذ ہین اور بعض بعض مقامات پر انگریزی و فرانسیسی تواریخ سے بھی اخذ کیا ہے حجم دو سو صفحات سے زاید سفید چکنا ولایتی کاغذ قیمت بلا محصول ... ... عہ

المشتہر حامد حسین مالک رسالہ الاسلام الہ آباد۔ نمبر ۱۲۶ محلہ سبزی منڈی۔